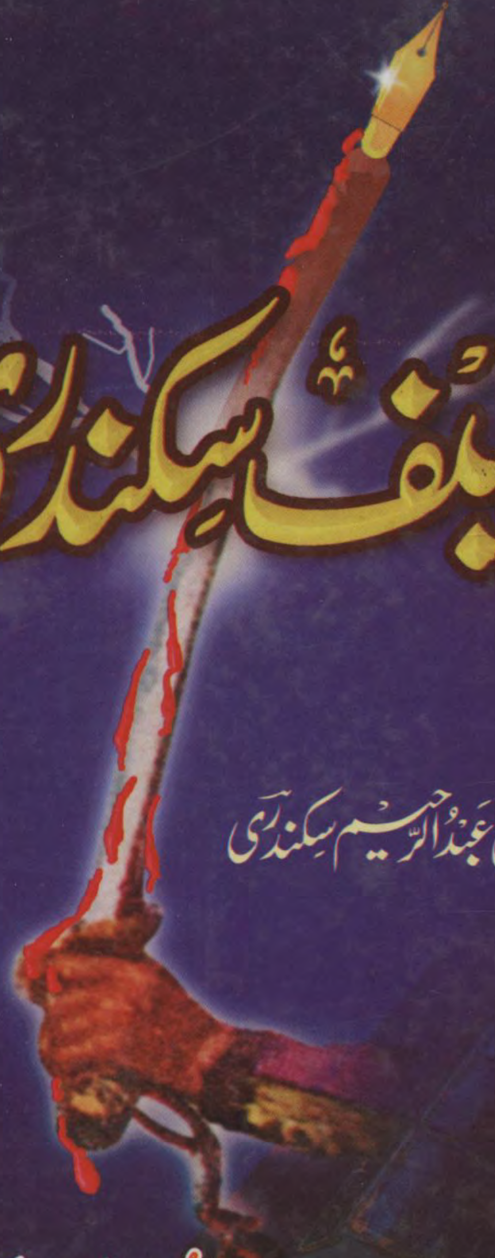
سیفِ سکندری



مؤلف
الحاج علامہ مفتی عبدالرحیم سکندری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

نام کتاب	سیف سکندری
مؤلف	الحاج علامہ مفتی عبدالرحیم سکندری
سال اشاعت	اگست 2001ء
تعداد	ایک ہزار
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
قیمت	-/84روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتادربارروڈ، لاہور۔7221953

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔7225085-7247350

فیکس:۔042-7238010

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:۔021-2210212-2212011-2630411

e-mail:- zquran@brain.net.pk

Website:- www.ziaulquran.com

Green Dome International Ltd.

148-164 Gregory Boulevard, Nottingham. NG7 5JE U.K.

Tel:- 0115-911 7222 Fax:- 0115 911 7220

فہرست مضامین

انتساب

فقیر اپنی اس تالیف سیف سکندری (اردو) کو نامور ادیب و مؤرخ عالم اجل حضرت علامہ و مولانا حکیم ابو الحسان محمد رمضان علی قادری مدظلہ العالی (ساکن سنجھورو ضلع سانگھڑ) کی ذات گرامی سے منسوب کرتا ہے، جن کے مکمل تعاون سے یہ کتاب سندھی سے اردو میں شائع ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب لبیب ﷺ کے طفیل حضرت مولانا صاحب کو بصحت و سلامتی دراز زندگی عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر ہم پر قائم رکھے اور میری یہ سعی مقبول و مفید اور میرے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

احقر العباد

فقیر عبدالرحیم سکندری

بندۂ پروردگارم امّتِ احمد نبی
دوستدارم چار یار تابع اولادِ علی
مذہبِ حنفیہ دارم ملّتِ حضرت خلیل
خاکپائے غوثِ اعظم زیرِ سایہ ہر ولی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

سرزمین سندھ کو یہ شرف حاصل ہے کہ قرون اولیٰ ہی میں یہاں اسلام کی روشنی پہنچ چکی تھی اور مجاہد اعظم فاتح سندھ حضرت محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی فتوحات نے سندھ کو نور اسلام سے منور کر کے اس کو برصغیر پاک و ہند کے لئے ''باب الاسلام'' کا متبرک مقام و اعزاز عطا فرمایا۔ یہاں کے مسلمان دین اسلام کی اصل تعلیم کے مطابق کم و بیش ساڑھے بارہ سو سال تک مذہب اہلسنت و جماعت کے تحت بکمال یکجہتی نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرتے رہے۔ فقہی لحاظ سے مذہب حنفیہ پر کاربند تھے اور طریقت میں نقش بندی، قادری، چشتی، سہروردی سلاسل میں منسلک تھے۔ اس قدر طویل مدت تک سندھ میں نہ تو فرقہ واریت کا ظہور ہوا اور نہ ہی کسی قسم کے مذہبی اختلاف نے مسلمانوں کو پریشان کیا۔ مذہبی لحاظ سے تمام مسلمان برادرانہ پرسکون ماحول میں بمصداق کل مسلم اخوۃ بھائی بھائی بنے رہے۔ حتیٰ کہ سندھ میں آباد دیگر غیر مسلم باشندے ہندو، سکھ وغیرہ بھی اپنے اپنے مذہبی رسوم اپنے اپنے طریقوں کے مطابق ادا کرتے تھے اور ایسی کوئی حرکت نہ کرتے تھے جس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہو اور نہ ہی مسلمان ان کے معاملہ میں کوئی سروکار رکھتے تھے۔ کلہوڑا دور حکومت میں حاملین مذہب شیعہ سندھ میں وارد ہوئے تو انہوں نے بھی کبھی مسلمانان اہلسنت و جماعت کے مذہبی امور میں کوئی مداخلت نہ کی اور نہ ہی انہوں نے کوئی ایسی حرکت کی جس سے سنی مسلمانوں کے دلوں کو ٹھیس پہنچے اور نہ سنی مسلمانوں نے ان کے مذہبی رسومات پر حرف گیری کی۔ شیعہ ماہ محرم الحرام کے عشرہ اول میں سیاہ لباس پہنتے۔ شہداء کربلا علیہم الرضوان کا سوگ مناتے۔ ماتم کرتے تھے۔ اس کے علاوہ پورا سال مسلمانان اہلسنت و جماعت کے ساتھ ملے جلے رہتے تھے۔ نماز جمعہ، نماز عیدین، نماز جنازہ اور شادی و غمی کے تمام معاملات میں سُنیوں کے ساتھ شامل رہتے اور انہی کے طریقہ پر عمل کرتے تھے۔ الغرض سنی شیعہ باہم رواداری کے ساتھ رہتے تھے۔ مذہبی اختلافات کا نام و نشان تک نہ تھا۔ لیکن بدقسمتی سے تیرہویں صدی ہجری میں ہندوستان کے علاقہ میں امام

الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی نے نجدیت وہابیت کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کیا جس کے نتیجے میں وہاں مسلمانوں میں مذہبی سر پھٹول کا آغاز ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اسماعیل دہلوی کے ہم مذہب مدرسہ دیوبند ضلع سہارنپور (بھارت) کے دیوبندی مولویوں کے منحوس قدم سرزمین سندھ میں بھی آ پہنچے اور انہوں نے سندھ میں مذہب نجدیت وہابت کا زہر پھیلانا شروع کر دیا۔ جس کی وجہ سے یہاں بھی مسلمانوں میں مذہبی اختلاف وانتشار برپا ہو گیا اور فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گیا۔ واضح رہے کہ سندھ میں دیوبندیت وہابیت کا یہ فتنہ تقریباً 1909ء میں ایک نومسلم سابق سکھ مولوی عبیداللہ سندھی کے ذریعہ متعارف ہوا۔ اس نے حافظ الملت حضرت محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ (بھرچونڈی شریف) کے دست حق پرست پر 1887ء میں بیعت کی تھی۔ چند ایام حافظ الملت حضرت محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہنے کے بعد مدرسہ دیوبند چلا گیا اور حافظ صاحب کی رحلت 1308ھ بمطابق 1891ء تک دیوبند میں تعلیم حاصل کرتا رہا اور وہابی مسلک سے متاثر ہو کر سندھ میں واپس آیا۔ لیکن تقیہ کرتے ہوئے سنی حنفی کہلاتا رہا۔ مگر در پردہ نجدیت وہابیت اور دیوبندیت کے لئے راہ ہموار کرتا رہا۔ 1908ء تک مختلف دینی مدارس میں مدرس رہا۔ بالآخر ایک منصوبہ کے تحت اس نے حضرت حافظ الملت محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ دوم تاج محمد امروٹی کو جو کہ ایک نیم خواندہ تھا' دیوبند لے جا کر مولوی محمود الحسن دیوبندی وہابی کا مرید کرا کر اپنے جیسا کٹر دیوبندی وہابی بنا دیا۔ تاج محمود امروٹی نے مولوی دین محمد وفائی وہابی سے رسوائے زمانہ کتاب ''تقویۃ الایمان'' کا سندھی زبان میں ترجمہ کرایا اور امروٹ سے شائع کرا کر یہ کتاب پورے سندھ میں مفت تقسیم کرائی۔ اس طرح مولوی عبیداللہ سندھی کے ایماء پر تاج محمود امروٹی نے سندھ میں فتنہ دیوبندیت وہابیت کی بنیاد رکھ دی اور اس کے نتیجہ میں سندھ میں بھی سنی وہابی کا جھگڑا پھیلنا شروع ہوا جو آج بھی جاری ہے۔ اس کے بعد جنوبی سندھ میں مولوی اکرم ہالائی نے اس فتنہ وہابیت کو بڑی سرگرمی کے ساتھ پروان چڑھایا۔ درحقیقت مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' امام الوہابیہ ابن عبدالوہاب نجدی کی ''کتاب التوحید'' کا خلاصہ ہے۔ اس کتاب میں قرآن مجید کی آیات اور حدیث شریف کی روایات میں تحریف کے ذریعہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم

الرضوان کے دور سے لے کر موجودہ زمانہ تک پوری امت کے متفق علیہ، مسلمہ عقائد و معمولات کی تردید کی گئی ہے اور ان کو شرک و کفر قرار دے کر تمام مسلمانان امت کو مشرک و کافر ٹھہرایا گیا ہے جس کی وجہ سے ملت اسلامیہ میں انتشار وافتراق اور فتنہ وفساد برپا ہے۔ اس بارے میں آپ کو مزید معلومات آئندہ صفحات پر ملیں گی۔ مولوی تاج محمود وہابی (امروٹی) نے مزید ظلم یہ کیا کہ اس نے وہابی عقائد ونظریات کو فروغ دینے کی خاطر قرآن مجید کے اصل معنی ومفہوم میں تحریف کر کے سندھی زبان میں غلط ترجمہ لکھا اور شائع کرایا جس کی وجہ سے کم تعلیم یافتہ مسلمان گمراہی کا شکار ہو رہے ہیں۔

آمدم برسر مطلب

کچھ عرصہ قبل ایک نیم ملا ماسٹر محمد قاسم ساکن کنڈیارو ضلع نوشہرہ فیروز نے ایک کتابچہ بزبان سندھی لکھا۔ جس میں نجدی وہابی عقائد باطلہ کو ''سچو اسلام'' قرار دے کر اہلسنت و جماعت پر بے بنیاد الزام تراشی کی گئی ہے۔ لیکن اس کی بزدلی کی یہ انتہا قابل دید ہے کہ اس نے کتابچہ اپنے نام کے بجائے ملا میر محمد میرکی کے نام سے شائع کرایا ہے۔ اس کتابچہ میں کیا کچھ ہے؟ یہ آپ کو آئندہ اوراق میں بخوبی معلوم ہو جائے گا۔ فقیر کی کتاب ''سیف سکندری'' اس جعلی مصنف ملا میرکی کے اسی کتابچہ ''بدعیتی بریلوین جا عقیداء سچو اسلام'' کا جواب لاجواب ہے۔ ملا میرکی کا یہ کتابچہ چونکہ سندھی زبان میں تھا لہٰذا اس کا جواب بھی سندھی زبان ہی میں دیا گیا۔ اس کا پہلا ایڈیشن تقریباً پندرہ سال پہلے 1983ء میں شائع ہوا تھا اور اب تک اس کے چار ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور اس کی پچاس ہزار کاپیاں تقسیم ہو چکی ہیں۔ اس کے باوجود ملا میرکی اینڈ کمپنی کو اس کا جواب دینے کی ہمت و جرات آج تک نہیں ہو سکی ہے۔ احباب کے پیہم اصرار اور خصوصاً برادر عزیز مولانا مولا بخش سکندری سلمہ کی فرمائش پر ''سیف سکندری'' کا اُردو ترجمہ شائع کیا جا رہا ہے تاکہ اردو خواں حضرات بھی اس سے استفادہ کر سکیں اور ان کو بھی معلوم ہو جائے کہ سندھ کے اندر دیوبندیت وہابیت کے نادان دوست کتنی دیانت اور علمی قابلیت کے حامل ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ (از مؤلف)

پیش لفظ

نحمده ونصلی ونسلم علیٰ رسوله الکریم وعلیٰ آله وصحبه اجمعین.

امابعد

قارئین حضرات! یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ اس وقت پورے عالم اسلام کو جن حالات نے گھیرے میں لے رکھا ہے ان حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ متحد ہو کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لیا جائے۔ اس کے بغیر مسلم قوم کی نجات اور کامیابی محال ہے۔ لیکن ہر شخص کے ذہن میں سوال یہ پیدا ہو رہا ہے کہ اتفاق واتحاد کے لئے پیش رفت کون کرے؟ پیش رفت کرنے کے لئے خود اعتمادی اور جرات کی ضرورت ہے۔ مگر یہ تب ہی ممکن ہے جب کہ "اصل مسئلہ" اختلاف وافتراق کی بنیاد ہی کو ختم کر دینے کا حوصلہ پیدا کیا جائے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ کنویں میں سے مردار کو نکال پھینکنے کے سوا کنویں سے ساری عمر پانی نکالتے رہنے سے بھی کنواں کبھی پاک نہ ہو گا اس لئے ضروری ہے کہ پہلے اصل اختلاف والی چیز کو سمجھنے کی کوشش کی جائے اس کے بعد ہی اسے حل کرنے کی کوشش کامیاب ہوگی۔ جب اختلاف وافتراق کا بیج ختم ہو جائے گا تو اتحاد واتفاق از خود پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے کہ اتحاد واتفاق کا پیدا ہونا اختلاف اور افتراق کے ختم ہو جانے سے ہی وابستہ ہے۔

ہر مصنف، مؤلف اور مقرر جب اپنے مخالف کے خلاف اپنے قلم اور زبان کو جنبش دیتا ہے تو سب سے پہلے وہ سارا زور اس بات پر لگا دیتا ہے کہ: میں ہی حق پر ہوں یا صرف وہ حق پر ہیں جو میری ہاں میں ہاں ملاتے رہیں، باقی میرے اور میرے ہم نوا ساتھیوں کے سوا دوسرے سب گمراہ اور بے دین ہیں۔ ایسا شخص خود فریبی کی مہلک بیماری میں مبتلا ہو کر خود گمراہ ہوتا ہی ہے مگر اپنے ساتھ اپنے پیروؤں کی بھی اچھی خاصی تعداد چھوڑ جاتا ہے۔ برصغیر ہندو پاکستان میں دوسرے مذہبی اختلافات میں سے جس اختلاف نے آج کل شدت اختیار کر رکھی ہے وہ ہے بریلوی دیوبندی اختلاف۔ اس اختلاف کو شروع ہوئے تقریباً سوا سو سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن ختم ہونے کے بجائے روز بروز بڑھتا ہی چلا جا رہا

ہے۔ اگر اس اختلاف کو کوئی شخص دیو بند اور بریلی کے چند علماء کا فاتحہ، میلاد، گیارہویں شریف، عرس شریف، حاضر وناظر، علم غیب، نور وبشر کا جھگڑا کہے تو اُسے حقائق سے بالکل بے خبر ہی کہا جائے گا۔ اس اختلاف کو سمجھنے کے لئے علمی بحث مباحثے، مناظرے ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے مگر ان علمی مباحثوں اور مناظروں سے ایک بے چارا سیدھا سادھا مسلمان کیا جانے؟ جسے فقط اتنی ہی خبر ہے کہ ''میں مسلمان ہوں'' وہ علماء کے باریک مسائل، علمی تاویلات اور منطقی نکات کو کیا سمجھے گا؟ اس نہایت بڑے اختلافی مسئلہ کو سمجھنے اور ختم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ''شاہراہ'' مقرر کر دی ہے کہ اس پر چلنے سے تمہارے تمام اختلافات ختم ہو جائیں گے اور تم ملت واحدہ بن کر زندگی بسر کر سکو گے اور اگر اس کے برعکس چلو گے تو تم یقیناً گمراہ ہو جاؤ گے۔ یہ شاہراہ ہے مومنین صالحین کا راستہ جس پر چلنے سے انسان صحیح راہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَ ثْ مَصِيْرًا۔ (سورۃ نساء آیت 115 پ 5)

ترجمہ:۔ اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق کا راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

اس آیت شریف سے ثابت ہے کہ ''طریق مسلمین'' ہی ''صراط مستقیم'' ہے۔ پھر ہم اس آیت کریمہ کے بموجب اہل اللہ، صالح بندوں کی اتباع اور ''اسوہ حسنہ'' پر عمل کرنے سے ہی اختلاف سے بچ کر (وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا) کا تقاضا پورا کر سکتے ہیں۔ مگر پہلے یہ بات طے ہو جانی چاہئے۔

(الف) برصغیر کے قدیم مومن مسلمان باشندوں کا مسلک اور عقیدہ کون سا تھا؟

(ب) وہ اشخاص آج کل کی اصطلاح میں دیوبندی شمار ہوتے ہیں یا بریلوی؟

(ج) پھر یہ بات بھی ذہن میں رکھنی ہے کہ اختلاف کہاں سے شروع ہوا؟

(د) اختلاف پیدا کرنے والے آدمی کون تھے؟

(ھ) اور اختلاف کس بات سے شروع ہوا؟

میں سمجھتا ہوں کہ ان سوالات کے جوابات اس سارے اختلاف کو ختم کرنے کے لئے قطعاً شافی علاج ہیں۔ لیکن ان سوالوں کے جواب ''بریلویوں'' کی کتابوں میں تلاش نہیں کرنے چاہئیں کیونکہ مولوی میر محمد ہنجراہ کی تحقیق انیق کے بموجب چودھویں صدی کے گمراہ فرقوں میں ایک بریلوی فرقہ بھی ہے۔ (ص 6) اور ان کے ناپاک عقیدوں کو مٹانے کے لئے علماء حق ہمیشہ عملی، تبلیغی اور تحریری جہاد کرتے رہے۔ (ص 7) علماء حق بھی مولوی میر کی کے زعم میں صرف دیوبندی علماء ہی ہیں کیونکہ اس نے خود بھی ان ہی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ والے دستور کو برقرار رکھتے ہوئے علماء حق کی فہرست میں اپنا نام لکھوانے کی خاطر ''بدعیتی بریلوین جاعقیداء سچو اسلام'' کتابچہ لکھ کر تحریری جہاد کیا ہے تو پھر مندرجہ بالا سوالوں کے جوابات بھی علماء دیوبند کے مستند اور معتبر کتابوں سے ہی تلاش کرنا زیادہ مناسب رہے گا۔ تو پھر اسے بھی علمائے حق کی بات تسلیم کرنی پڑ جائے گی۔

قارئین حضرات! آپ مندرجہ ذیل جواب پڑھنے کے بعد یقیناً یہ سمجھ سکیں گے کہ اختلاف کی بنیاد کس نے ڈالی اور اختلاف کا اصلی سبب کیا ہے؟ باقی آج تک آپ صاحبان نے طرفین کے منہ سے یا ان کی تحریروں کے ذریعہ جو کچھ سُنا یا پڑھا ہے وہ محض اصل مسئلہ سے عوام کی توجہ ہٹانے کا ایک حربہ ہے جیسے ملا میر کی کا کتابچہ ''بدعیتی بریلوین جاعقیداء سچو اسلام'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کا اعتراف خود مصنف نے کیا ہے۔ لکھتا ہے:۔

مولوی عبدالرحیم نے ایک کتاب ''دیوبندی درم ءاھل سنت جاعقیدا'' لکھی ہے جس میں اس صاحب نے علمائے دیوبند پر جھوٹے بہتان لگا کر تعصب کا اظہار کیا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ کتاب ''بدعیتی بریلوین جاعقیداء سچو اسلام'' کے نام سے بریلویوں کی معتبر کتابوں سے معتبر حوالوں پر مشتمل پہلی قسط کے طور پر بریلوی مسلمانوں کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔ (ص 7)

یعنی بقول ملا میر کی ''دیوبندی درم ءاھل سنت جاعقیدا'' میں چونکہ علماء دیوبند پر بہتان لگائے گئے ہیں تو ان کے جواب میں بھی انتقام لینے کی خاطر بریلوی علماء پر بہتان

بازی کر کے دل کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ''بدعیتی بریلوین جاعقیداء سچواسلام'' لکھ رہا ہوں۔

اگر علماء حق کے پاس جواب دینے کا یہی معیار ہے تو پھر اچھی توحید باری عام ہوگی اور خوب ہی عوام اسلامی عقیدے اور عمل سیکھیں گے اور خوب ہی مسلمانوں میں اتفاق اور اتحاد پیدا ہو گا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اس بہتان بازی والے دفتر کو شائع کرنے اور کاغذ سیاہ کرنے سے پہلے ''دیوبندی درم'' میں علمائے دیوبند کی پیش کردہ عبارتوں کے مدلل جواب دیئے جاتے یا ان سے بیزاری کا اعلان کیا جاتا مگر مولوی میر محمد چونکہ خود میں ان عبارتوں کا جواب دینے کی اہلیت اور قابلیت نہیں پاتا اسی لئے اس نے گول مول وعدہ کر دیا کہ مفصل جواب جلد ہی دوسری قسط میں شائع کئے جائیں گے۔ (ص 7)

ہم دیکھیں گے کہ یہ خود مفصل جواب لکھتا ہے یا ''ھل من ناصر ینصرنا'' کی صدائیں لگا کر کسی ماسٹر کی مدد لے کر مصنف بنتا ہے۔ دیدہ باید!!

اب آیئے کہ اصل اختلاف پیدا کرنے والے چہروں کی نقاب کشائی کریں اور بنیادی اختلاف والی بات تلاش کریں۔

امت میں اختلاف کے بانی کون؟

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ برصغیر میں انگریزوں نے مسلمانوں سے اقتدار چھینا تھا اس لئے ان کو زیادہ تر خطرہ بھی مسلمانوں سے ہی تھا۔ اسی خطرہ کے پیش نظر برطانوی سامراج کو اپنی عافیت اسی میں نظر آئی کہ مسلمانوں کو ہر لحاظ سے مفلوج کر دیا جائے اور ان کی مذہبی قوت کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جائے۔ چنانچہ انگریزوں نے ایک طرف مختلف حیلوں بہانوں سے مسلمانوں کو ذلیل وخوار کرنے، ملکی، سیاسی، اقتصادی، معاشی اور تعلیمی وغیرہ ہر میدان میں پسماندہ رکھنے اور دوسری طرف ہندوؤں اور دوسری غیر مسلم اقوام کو ہر لحاظ سے نوازنے، ان کو مسلمانوں پر ہر شعبہ میں ترجیح وفوقیت دینے اور ترقی کے ہر میدان میں آگے بڑھانے کی پالیسی پر عمل کرنا شروع کیا تاکہ مسلم قوم پھر کبھی بھی اس قابل نہ ہو سکے کہ وہ ہم سے اقتدار واپس لے سکے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے چالاک فرنگی نے مسلمانوں میں پھوٹ ڈال کر ان کے اتحاد کو ختم کرنے کے لئے مسلمانوں میں سے مفاد

پرست اقلیتی فرقے وہابی جماعت کو خرید لیا اور ان کو ہر طرح سے نوازنا شروع کیا' ان کے بعض مشہور مولویوں کے وظیفے اور تنخواہیں مقرر کیں۔ مفاد پرست فرقے کے مولویوں نے انگریزوں کی نمک حلالی کا حق ادا کیا۔ انہوں نے سواد اعظم' اہلسنت و جماعت کے خلاف بات بات پر غلط طور پر بدعت اور شرک کے فتوے لگانے شروع کر دیئے حتیٰ کہ ان مسائل کو بھی جو اکابر علماء اہلسنت کے نزدیک متفق علیہ اور ان کے معمولات میں شامل تھے' اختلافی بنا کر بدعت' شرک اور حرام کہنے لگے۔ انہوں نے مزید جرات اور ظلم یہ کیا کہ اپنے ہی بزرگوں' مرشدوں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور ان کی متوسلین کے معتقدات و معمولات مثلاً محفل میلاد' قیام وصلوٰۃ وسلام' فاتحہ و نیاز' گیارہویں شریف اور ختم' عرس' خیرات' ندائے یارسول اللہ واستمداد و مزارات سے حصول فیوض وغیرہ کو علی الاعلان ناجائز' حرام' بدعت' کفر اور شرک کہنا شروع کر دیا۔ ان کی اس منظم سازش اور تیز و تند فتویٰ بازی کے نتیجے میں برصغیر کے مسلمان کچھ ادھر کچھ اُدھر ہو کر ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور فرقہ بازی کی وجہ سے منافرت اور تفریق نے یہاں تک زور پکڑا کہ مسلمان مسلمان کا دشمن بن گیا۔ ان وہابی مولویوں نے دنیوی مفادات کی خاطر انگریزوں کے آلہ کار بن کر مسلم قوم میں ایسا خطرناک فتنہ پیدا کیا کہ اس کے بداثرات آج تک نمایاں ہیں۔

میں اس پوری صورتحال اور حقیقت کو واضح کرنے کے لئے آئندہ سطور میں قدرے تفصیل سے لکھنا چاہتا ہوں جس کو پڑھنے سے قارئین حضرات اصل حقیقت تک پہنچ جائیں گے اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اُمت میں اختلاف کے بانی کون ہیں۔ جان لینا چاہئے کہ ہمارے اس برصغیر میں ''دین اسلام'' بزرگان دین' اولیاء اللہ کی کوششوں سے پہنچا اور پروان چڑھا ہے۔ ہمارے ملک کے باشندے ان درویش صفت انسانوں کے بیحد معتقد اور ارادتمند ہوا کرتے تھے۔ دینی معاملات میں ہر وقت ان کی طرف رجوع کرتے تھے اور ان کی دی ہوئی ہدایات کو اپنی زندگی کا بہترین سرمایہ تصور کرتے تھے اور ان کے خلاف کسی بھی قسم کی بات سننے کے لئے تیار نہ ہوتے تھے۔ اس لئے کہ ان کے اعتقاد کے بموجب وہ درویش صفت انسان ''خدارسیدہ'' سمجھے جاتے تھے۔ مگر سب سے پہلے اس برصغیر (پاک و ہند) میں ان اہل اللہ اولیاء کرام' درویش صفت انسانوں کی مخالفت اور ان

کے مسلک پر اعتراض کرنے اور ان کے عقائد و اعمال پر انکار کرنے کی ابتداء بھی بدقسمتی سے ولی اللہی خاندان کے ایک نونہال اور چشم و چراغ مولوی شاہ اسماعیل دہلوی سے یہ ہوئی۔ یہ شاہ اسماعیل، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا پوتا شاہ عبدالعزیز دہلوی کا بھتیجا اور شاہ عبدالغنی کا بیٹا تھا جس نے اپنے پروگرام کو اپنے گھر سے جاری کیا اور سب سے اول اپنے مشائخ، بزرگوں اور باپ دادوں اور خاندانی علماء سے اختلاف شروع کیا۔ حتیٰ کہ اس نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ جیسے متبحر اور ربانی عالم سے بھی مسائل میں اختلاف کر کے ایک نئے فتنے کی بنیاد رکھی۔ ثبوت ملاحظہ ہو۔ دیوبندیوں کا حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے:۔

''مولوی اسماعیل شہید مؤحد تھے۔ چونکہ محقق تھے چند مسائل میں اختلاف کیا اور مسلک پیران خود مثل شاہ ولی اللہ وغیرہ پر انکار کیا۔'' (امداد المشتاق ص 79)

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب گواہی دے رہے ہیں کہ مولوی اسماعیل اپنے پیروں کے مسلک کا مخالف تھا اور شاہ ولی اللہ صاحب کے مسلک پر بھی انکار اور اعتراض کرتا تھا۔ کہاوت مشہور ہے کہ: ''کوے کو قمری سے باندھ دیں، رنگ نہ بدلے گا تو عادت ضرور بدل دے گا۔''

اس کے مصداق اب بزرگوں، درویشوں، اولیاء کی مخالفت کی ابتدا مولوی اسماعیل صاحب نے شروع کر دی تو اس کے حامی اور ہمخیال اور اس کے مداح بھی اس کے نقش قدم پر چلنے لگے۔ مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب تو مولوی اسماعیل کا زبردست حامی اور مداح ہے۔ اس نے بھی اپنے ممدوح والی سنت خوب ادا کی۔ اس نے بھی مولوی اسماعیل کی طرح اپنے رہبر طریقت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی ظاہر ظہور مخالفت شروع کر دی۔ دیکھ لیجئے اس کی گواہی بھی مولوی اشرف علی تھانوی سے ملتی ہے۔ لکھتا ہے:۔

''حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے مشرب اور مولانا رشید احمد گنگوہی کے مشرف میں کسی قدر اختلاف تھا۔'' (افاضات یومیہ جلد 4 ص 480)

بات واضح ہو گئی اور گھر کا بھیدی مولوی اشرف علی تھانوی صاحب بتا رہا ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب کے عقائد اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے عقائد میں اختلاف تھا۔ اسی

طرح دوسرے دیوبندی مولوی بھی اس فرقہ بازی کا شکار ہو کر اپنے مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے عقائد و اعمال کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے معتقدات و معمولات کو بدعت، ضلالت، شرک اور کفر کہنے لگے۔ ثبوت کے لئے حوالہ حاضر ہے:۔

''حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خلفاء میں بہ اعتبار اختلاف بعض معتقدات و معمولات معلومہ کے دو فریق ہیں اور ہر فریق علماء کا ہے۔ ایک فریق مولوی احمد حسن صاحب کانپوری اور شاہ عبدالحق مہاجر مکی و مولوی عبدالسمیع میرٹھی وغیرہ کا ہے جن کے معتقدات و معمولات مثل حضرت حاجی صاحب و دیگر معتقدین صوفیہ کرام پیشوایان سلسلہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ کے ہیں اور دوسرا فریق مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی محمد قاسم نانوتوی وغیرہ کا ہے جو ان معتقدات و معمولات کو بدعت و ضالت بلکہ اس سے بھی زیادہ بدتر کہتے ہیں کہ نوبت بہ شرک و کفر پہنچاتے ہیں۔ (خط مندرجہ بوادر النوادر اشرف علی تھانوی ص 197 سطر 2 ثلج الصدور 204 وفتاوئ امدادیہ جلد 4 ص 63 مطبوعہ دیوبند)

مندرجہ بالا خط کا مقصد بالکل واضح ہے کہ مولانا حاجی امداد اللہ مکی کے جو مولوی صاحبان مرید ہوئے تھے ان کی دو قسمیں ہیں۔ (1) وہ جن کے عقائد و اعمال حضرت حاجی صاحب اور دیگر بزرگان دین کے بالکل موافق تھے۔ جیسے کہ مولانا احمد حسن، شاہ عبدالحق صاحب اور مولانا عبدالسمیع میرٹھی وغیرہ۔ (2) وہ جنہوں نے حاجی صاحب اور دیگر بزرگان دین و مشائخ سلسلہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ کے عقائد و اعمال کو بدعت و ضلالت بلکہ اس سے بھی بدتر اور شرک و کفر قرار دیا ہے۔ جیسے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی محمد قاسم نانوتوی وغیرہ۔

انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں کہ اختلاف کن لوگوں نے پیدا کیا؟ بزرگوں، ولیوں، اللہ والوں کے عقائد و اعمال کو شرک، کفر، بدعت، ضلالت اور اس سے بھی بدتر کن لوگوں نے کہا؟ ضمیر زندہ ہے تو جواب بالکل واضح ہے کہ وہ حاجی امداد اللہ صاحب کے مریدوں میں سے دوسری قسم کے مرید صاحبان ہیں جنہوں نے یہ ثواب کا کام کیا کہ اُمت میں فتنے اور فساد کا دروازہ کھول دیا۔ نہ صرف اتنا ہی بلکہ جن کو بزرگ اور اپنا مرشد اور رہبر

کامل سمجھا ان کے عقائد واعمال کو بھی کفر، شرک، بدعت، ضلالت سے بدتر سمجھ لیا۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہما اللہ دونوں بزرگ مسلمہ شخصیتیں ہیں۔ الحمد اللہ کہ اہلسنت و جماعت کے کسی بھی فرد نے ان کی مخالفت نہیں کی۔ مسلک اہلسنت و جماعت اور ان بزرگوں کا مسلک بالکل موافق ہے۔ لیکن اس کے برعکس دیوبندی مولوی صاحبان نے اپنی کتابوں میں ان دونوں بزرگوں کی مخالفت کا اعتراف کیا ہے۔ بقول شخصے خود گواہ نہ صد گواہ اپنی بداعتقادی کی ''اقبالی ڈگری'' خود پر قائم کردی ہے۔ مذکورہ حوالوں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں موجود اختلاف کے بانی مولوی اسماعیل دہلوی اور اس کا مداح مولوی رشید احمد گنگوہی ہیں جنہوں نے اپنے مشائخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کو کفر و شرک اور بدعت کے مرتکب سمجھ کر ان سے اختلاف کیا تھا۔ یاد رہے کہ یہ سب کچھ مولوی اسماعیل اور مولوی رشید احمد گنگوہی نے انگریزوں کے اشارے پر کیا تھا۔ مولوی اسماعیل تو انگریزوں کا خاص ایجنٹ اور زبردست حامی تھا یہی وجہ ہے کہ ایک دفعہ مولوی اسماعیل شہر کلکتہ میں وعظ کررہا تھا کہ کسی شخص نے اس کے وعظ کے دوران سوال کیا کہ انگریزوں سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا صاحب نے فرمایا کہ: ایک بے ریا اور غیر متعصب گورنمنٹ سے کسی بھی حالت میں جہاد کرنا درست نہیں ہے۔'' ثبوت کے لئے سوانح احمدی مصنفہ محمد جعفر تھانیسری کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں:۔

''یہ بھی صحیح ہے کہ اثنائے قیام کلکتہ میں جب ایک روز مولوی محمد اسماعیل وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے مولانا سے یہ فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں۔'' (ص 72)

دیوبندی صدر المدرسین مولوی حسین احمد مدنی کے بقول ''مولوی محمد جعفر تھانیسری سید صاحب کے نہایت مستند سوانح نگار ہیں۔'' (خودنوشت نقش حیات جلد 2 ص 148)

ظالم اور غاصب فرنگی، انگریزی سرکار کے لئے مولوی اسماعیل صاحب کی عقیدت

قابل دید تھی کہ کسی بھی حالت میں انگریزی سرکار سے جہاد نہ کرنے کا فتویٰ دے رہا ہے۔
یہ عقیدت بلاوجہ نہ تھی بلکہ انگریزی سرکار کی خصوصی عنایتوں اور انعامات نے مولوی اسماعیل کو ان کا گرویدہ کر رکھا تھا۔ ''برٹش گورنمنٹ'' کو ''اپنی گورنمنٹ'' کہہ کر مسلمانوں کو یہ تلقین کیا کرتا تھا کہ برطانوی حکومت کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں بھی قربان کر دیں۔ ملاحظہ ہو کتاب حیات طیبہ:۔

مولوی اسماعیل کے مداح مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کی بھی ''انگریز سرکار'' کے لئے جان نثاری اور رواداری اس کے سوانح نگار مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے اس طرح لکھی ہے:۔

''شروع سنہ 1276 ہجری نبوی سنہ 1859ء وہ سال تھا جس میں حضرت امام ربانی (مولانا رشید احمد گنگوہی) قدس سرہ پر اپنی سرکار سے باغی ہونے کا الزام لگایا گیا اور مفسدوں میں شامل ہونے کی تہمت لگائی گئی'' (تذکرۃ الرشید ص 73 ج 1) اس کے آگے یوں لکھتا ہے: ''ایک دفعہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم اور طبیب روحانی اعلیٰ حضرت حاجی صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں سے مقابلہ ہوگا۔ یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی سرکار کے مخالف باغیوں سے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پڑاؤ ڈال کر ڈٹ گیا اور سرکار پر جان نثاری کے لئے تیار ہوگیا۔'' (تذکرۃ الرشید ص 74 ج 1)

مزید وضاحت دیکھئے: ''جب بغاوت و فساد کا قصہ فرو ہوا اور رحمدل گورنمنٹ کی حکومت نے دوبارہ غلبہ پا کر باغیوں کی سرکوبی شروع کی تو جن بزدل مفسدوں کو سوائے اس کے اپنی رہائی کا کوئی چارہ نہ تھا کہ جھوٹی سچی تہمتوں اور مخبروں کے پیشہ سے سرکاری خیر خواہ اپنے کو ظاہر کریں، انہوں نے اپنا رنگ جمایا اور ان گوشہ نشین حضرات پر بھی بغاوت کا الزام لگایا۔'' (تذکرۃ الرشید ص 76 ج 1) دلچسپ حوالہ اور فیصلہ کن اقتباس پڑھئے:۔

''ہر چند یہ حضرات حقیقتاً بے گناہ تھے، مگر دشمنوں کی یاوہ گوئی نے ان کو باغی و مفسد و مجرم و سرکاری خطاوار ٹھہرا رکھا تھا اس لئے گرفتاری کی تلاش تھی۔ مگر حق تعالیٰ کی حفاظت برسر تھی اس لئے کوئی آنچ نہ آئی اور جیسا کہ آپ حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی

خیر خواہ تھے تازیست خیر خواہ ہی ثابت رہے۔ مولانا رشید احمد کو اس سلسلہ میں امتحان کا ایک بڑا مرحلہ طے کرنا تھا۔ اس لئے گرفتار ہوئے اور چھ مہینے حوالات میں بھی رہے۔ آخر جب تحقیقات اور تفتیش و چھان بین سے کالشمس نصف النہار ثابت ہو گیا کہ آپ پر جماعت مفسدین کی شرکت کا محض الزام ہی الزام اور بہتان ہی بہتان ہے' اس وقت رہا کئے گئے اور آپ بخیر و عافیت وطن مالوف کو واپس آئے۔'' (تذکرۃ الرشید ص 79 ج 1) تھوڑا آگے پڑھیے: ''مولانا کو یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ آپ کا نام بھی مشتبہ اور قابل مواخذ مجرموں کی فہرست میں درج ہو چکا ہے اور آپ کی گرفتاری و تلاش میں دوش آیا چاہتی ہے مگر آپ کوہ استقلال بنے ہوئے خدا کے حکم پر راضی تھے اور سمجھتے تھے کہ میں جب حقیقت میں سرکار کا فرماں بردار ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہو گا اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔'' (تذکرۃ الرشی ص 80 ج 1)

قارئین حضرات! مندرجہ بالا مستند حوالہ جات میں بالکل اسی طرح ہے کہ سنہ 1857ء کی جنگ آزادی میں جب انگریزوں کے خلاف سب مسلمان اُٹھ کھڑے ہوئے تھے اور ہر جگہ انگریزوں کی عملداری میں فتنہ و فساد برپا ہو چکا تھا تو انگریز دیوانے کتے کی طرح ہوش و حواس کھو چکا تھا۔ جس شخص کے بارے میں بھی انگریزوں کو تھوڑا سا بھی شک پڑ جاتا کہ یہ بھی فسادیوں اور ہمارے باغی مسلمانوں میں شامل ہے تو اس کو فوراً گرفتار کر کے قید کیا جاتا تھا۔ اس کے بعد اس کے متعلق تفتیش و تحقیق کی جاتی تھی۔ تفتیش و تحقیق کے بعد جو شخص انگریزی حکومت کا خیر خواہ اور وفادار ثابت ہو جاتا اُسے آزاد کر دیا جاتا تھا اور باقی دوسروں کو پھانسی پر لٹکا دیا جاتا تھا۔ دیو بندیوں کے قطب الاقطاب مولوی رشید احمد گنگوہی کے متعلق بھی یہ افواہ اُٹھی کہ یہ صاحب بھی انگریزوں کی مخالفت میں باغیوں کے ساتھ شامل ہے۔ مگر اس کا مرید اور مستند سوانح نگار مولوی عاشق الٰہی میرٹھی اس الزام کی پُرزور الفاظ میں تردید کرتا ہے کہ مولانا رشید احمد پر یہ صرف تہمت تھی ورنہ وہ صاحب تو انگریز سرکار کے پکے خیر خواہ تھے جس کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے کہ ایک دفعہ مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کہیں چلے جا رہے تھے کہ اتفاقاً انگریزی حکومت کے باغی مسلمان مجاہدین سے دو بدو مقابلہ ہو گیا۔ مولانا رشید احمد گنگوہی اور اس کے ساتھی ''اپنی انگریزی

سرکار“ کے مخالف مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ ہٹنے یا بھاگ جانے کی بجائے پہاڑ کی طرح ڈٹ گئے اور اپنی محسن انگریزی سرکار کے لئے سر قربان کر دینے پر تیار ہو گئے۔ اتفاقاً اس مقابلہ میں انگریزوں کے دشمن مسلمانوں کے ہاتھوں اس کے ایک ساتھی حافظ ضامن کو گولی لگ گئی۔ اس کے لئے کہتے ہیں کہ وہ شہید ہو گیا (غاصب اور کافر انگریزوں کی حمایت میں مسلمانوں سے لڑتے ہوئے قتل ہو جانے والے شخص کو ”شہید“ کا پاک لقب دیا جاسکتا ہے؟) اس کا جواب آپ کی دیانت پر ہے۔“ عاشق الٰہی میرٹھی اس کے آگے لکھتا ہے کہ جب انگریزوں کے خلاف بغاوت ناکام ہو گئی اور رحمدل گورنمنٹ نے دوبارہ غلبہ حاصل کر لیا (دیکھ لو انگریزی حکومت کے لئے محبت کا جذبہ الفاظ دیکھو ”رحمدل گورنمنٹ“ غور کا مقام ہے) کہ کچھ فسادی آدمیوں نے مولوی رشید احمد والوں پر انگریزی حکومت سے بغاوت کا الزام لگایا تھا جو کہ سراسر جھوٹ اور الزام محض تھا۔ کیونکہ یہ صاحبان تو اپنی مہربان انگلشیہ حکومت کے دلی خیر خواہ تھے اور مرتے دم تک خیر خواہ رہے۔ مگر سوءِ اتفاق سے مولوی رشید احمد ایک امتحان میں پھنس گیا اور اس کو چھ ماہ جیل میں رہنا پڑ گیا مگر تحقیقات اور پوری تفتیش کے بعد جب روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ اس مولوی کا آزادی کی خاطر لڑنے والے مسلمانوں سے تو دور کا واسطہ بھی نہیں ہے اور یہ تو ہماری انگریزی سرکار کا نمک خوار اور وفادار ہے تو اسے باعزت طور پر آزاد کر دیا گیا۔ اس کے بعد پھر کسی شخص نے دوبارہ مولوی رشید احمد کے لئے چغلی کی کہ یہ انگریزوں کا مخالف ہے اور اس کا نام آزادی کے لئے لڑنے والے مسلمانوں کی لسٹ میں داخل ہے تو یہ خبر سُن کر مولوی رشید احمد نے کہا: ”اب مجھے کچھ پرواہ نہیں ہے کیونکہ میرے متعلق پوری تحقیقات میں مکمل معلومات کے ساتھ انگریز سرکار کے پاس ریکارڈ موجود ہے کہ میں انگریز سرکار کا فرمانبردار ہوں۔ تو میں کیوں ڈروں؟ مجھ پر بھلے چغلیاں لگیں‘ ’جئے انگریزی سرکار‘ میرا بال بھی بیکا نہ ہو گا پھر خواہ بالفرض اگر میں سرکار کے ہاتھوں مارا بھی گیا تو ’سرکار انگریز‘ پر سر قربان ہے اس لئے کہ فرنگی میرے مالک اور مختار ہیں جو چاہیں کریں مجھے کچھ بھی اعتراض نہیں ہے۔“ انتہٰی۔

ان ناقابل تردید حقائق کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہو چکی ہے کہ جن مولوی صاحبان نے انگریزوں جیسی غاصب اور ظالم حکومت کی تائید کی‘ اسے اپنی سرکار کہا ”رحمدل

گورنمنٹ'' اور ''بے رور یا حکومت'' کے القاب دیئے' ان کے لئے لڑ مر جانے کو''شہادت'' سمجھا اور ان پر سر قربان کر دینے کے لئے تیار ہو گئے اور ان کو ''مالک'' اور ''مختار'' سمجھا۔ حالانکہ ان کے عقیدے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مالک اور مختار کہنا شرک ہے (دیکھو تقویۃ الایمان ص 70) تو پھر ان کو انگریزوں کے ایجنٹ اور مسلمانوں کے دشمن اور اسلام کا غدار کہنا بالکل درست ہے۔

کتاب التوحید کا اُردو میں خلاصہ ''تقویۃ الایمان''

مولوی اسماعیل دہلوی نے انگریزوں کے اشارے پر اختلاف اور فتنہ کی ابتداء بزرگوں' ولیوں اور اپنے مرشدوں کی مخالفت سے کی جیسا کہ آپ آغاز میں پڑھ چکے ہیں۔ اس کے بعد اس نے پھر سوچا کہ کیوں نہ میں ایسی یادگار بھی چھوڑ جاؤں جو ہمیشہ میرے ''مشن'' کو جاری رکھے۔ اس اسکیم کے تحت ''ابن عبدالوہاب نجدی'' کی کتاب ''کتاب التوحید'' کا اُردو میں خلاصہ ''تقویۃ الایمان'' کے نام سے اس نے لکھا اور شائع کرا کر تقسیم کیا۔ اس کتاب کی تعریف و تائید مولوی رشید احمد گنگوہی نے ''فتاویٰ رشیدیہ'' میں ان الفاظ میں کی ہے۔ ''کتاب تقویۃ الایمان'' نہایت عمدہ اور سچی کتاب ہے اور موجب اصلاح ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا مطلب پورا اس میں ہے' رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کا بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہے۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے۔ اس کے رکھنے کو جو بُرا کہتا ہے وہ فاسق اور بدعتی ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص 41-42)

اس کتاب کو لکھتے وقت اور شائع کرنے سے پہلے مولوی اسماعیل خود بھی محسوس کر رہا تھا کہ یہ کتاب میں شائع تو کراتا ہوں مگر چونکہ اس میں میں نے فتنہ بازی اور بداعتقادی کا جوزہر بھر دیا ہے اس لئے شورش ضرور ہو گی۔ علمائے حق اس کا رد لکھیں گے اور عوام الناس کو اس کتاب کے غلط مسئلوں اور اس میں گستاخانہ عبارتوں سے واقف کریں گے اور ملک میں اس کتاب کے بارے میں مناظرے ہوں گے' جھگڑے ہوں گے' مسلمان ایک دوسرے پر شرک' کفر' بدعت کے فتوے لگائیں گے۔ اتحاد اور اتفاق کا شیرازہ بکھر جائے گا'

وحدت ملی ختم ہو جائے گی اور اس وجہ سے ''مسلم قوم'' غیروں کی نظر میں گری ہوئی قوم تصور کی جائے گی۔ سب کچھ ہوگا اور میرا آقائے نعمت انگریزی سامراج بھی خوش ہو جائے گا۔

اس پورے واقعہ کی گواہی دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کے اس حوالہ سے ملتی ہے۔ رونگٹے کھڑے کر دینے والا حوالہ پڑھئے اور انصاف کیجئے۔

تقویۃ الایمان کے مصنف کا اعتراف حق

خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی اسماعیل نے تقویۃ الایمان اول عربی میں لکھی تھی...... اس کے بعد مولانا نے اس کو اُردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا جن میں سید صاحب، مولوی عبدالحی صاحب، شاہ اسحاق صاحب، مولانا محمد یعقوب صاحب، مولوی فریدالدین صاحب مرادآبادی، مومن خان، عبداللہ خان علوی بھی تھے اور ان کے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے، شرک جلی لکھ دیا گیا ہے ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی۔ اگر میں یہاں رہتا تو ان مضامین کو میں آٹھ دس برس میں بتدریج بیان کرتا لیکن اس وقت میرا ارادہ حج کا ہے اور وہاں سے واپسی کے بعد عزم جہاد ہے اس لئے میں اس کام سے معذور ہو گیا اور میں دیکھتا ہوں کہ دوسرا اس بار کو اٹھائے گا نہیں۔ اس لئے میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ ''لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے'' یہ میرا خیال ہے۔ اگر آپ لوگوں کی رائے اشاعت کی ہو تو اشاعت کی جائے ورنہ اسے چاک کر دیا جائے۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ اشاعت تو ضرور ہونی چاہئے مگر فلاں فلاں مقام پر ترمیم ہونی چاہئے۔ اس پر مولوی عبدالحی صاحب، شاہ اسحاق صاحب اور عبداللہ خان علوی و مومن خان نے مخالفت کی اور کہا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر آپس میں گفتگو ہوئی اور گفتگو کے بعد بالاتفاق یہ طے پایا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں ہے اور اسی طرح شائع ہونی چاہئے۔ چنانچہ یہ اسی طرح شائع ہو گئی۔

(ارواح ثلاثہ۔ مصنف اشرف علی تھانوی ص 80-81)

ناظرین حضرات! یہ حوالہ کسی بریلوی کی کتاب کا نہیں ہے جس کو الزام اور تہمت کہہ کر رد کر دیا جائے بلکہ دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کی کتاب کی اصل عبارت حرف بہ حرف آپ کے سامنے پیش کی گئی ہے جس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ تقویۃ الایمان کے مصنف مولوی اسماعیل کو اپنی کتاب کے غلط ہونے کا یقین تھا کہ سب کے سامنے کہتا ہے کہ اس کتاب میں بعض مقامات پر ''تیز الفاظ'' ہیں، بعض مقامات پر ''تشدد'' سے کام لے کر میں نے بے انصافی کی ہے کہ شرک خفی کو میں نے شرک جلی لکھ دیا ہے اس لئے کتاب کے طبع ہونے سے ضرور شورش ہوگی۔ علماء اہلسنت اور عوام اہلسنت یہ بات برداشت نہیں کریں گے کہ میری اتنی کھلی خیانت کو برداشت کر کے خاموش ہو کر بیٹھے رہیں۔ میں خود میں اتنی صلاحیت سمجھتا ہوں کہ ان غلط باتوں کو اور غلط مسئلوں کو آٹھ دس سال میں اپنے زور خطابت اور عیاری سے کچھ نہ کچھ لوگوں میں مقبول کرالوں مگر میں اتنا عرصہ یہاں رہنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ حج پر جاؤں گا، واپس آ کر جہاد کے لئے چلا جاؤں گا۔ مگر تم میں بھی وہ قابلیت نہیں دیکھتا کہ اس کتاب کو لوگوں میں مقبول کرا سکو گے اس لئے میری دو تجاویز ہیں ایک تو یہ ہے کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اس کے اثر سے میں نے شورش اور فتنہ برپا کرنا ہے۔ مگر یہ شورش کتنے دن چلے گی مجھے امید ہے کہ آخر کار لڑ بھڑ کر ٹھیک ہو جائیں گے۔ اس لئے کتاب کو شائع کرا دینا چاہئے۔ دوسری تجویز یہ ہے کہ کتاب تقویۃ الایمان کو پھاڑ ڈالا جائے اور نہ چھاپا جائے۔ اس محفل میں حاضرین میں سے ایک نے رائے دی کہ کتاب ضرور شائع کرائیں مگر اس میں جو غلط باتیں، غلط مسئلے، ناشائستہ الفاظ، گستاخانہ عبارتیں ہیں ان کو نکال دو اور باقی کتاب چھپوا دو۔ اس پر سب محفل والوں نے اس رائے کی سخت مخالفت کی۔ انہوں نے کہا کہ غلط باتیں، غلط مسئلے، ناشائستہ الفاظ اور گستاخانہ عبارتیں نکال کر باقی کیا چھپائیں؟ کتاب میں ان باتوں کے سوا اور ہے ہی کیا؟ پوری کتاب حرف بہ حرف غلط مسئلوں اور غلط باتوں سے بھری پڑی ہے اس لئے ترمیم وغیرہ کی رائے غلط ہے۔ کیونکہ مولوی اسماعیل صاحب نے یہ کتاب اصلاح کے لئے تو لکھی ہی نہیں ہے۔ اس کتاب کے لکھنے میں اس کا اصل مقصد انگریزوں کو خوش کرنے کے لئے مسلمانوں میں شورش اور انتشار برپا کرنا اور ہندوستان میں ایک نئی شریعت اور نئے فرقہ وہابیت کی بنیاد

رکھنا ہے۔ سو یہ تب ہی ہوگا جب کتاب تقویۃ الایمان اسی اصل صورت میں چھپے گی۔ یہ بات سب کی سمجھ میں آ گئی اور انہوں نے بالاتفاق یہ طے کیا کہ ترمیم اور تصحیح کی کچھ بھی ضرورت نہیں ہے۔ ''توکل برابلیس'' تقویۃ الایمان کو اسی صورت ہی میں شائع کراتے ہیں۔ بالآخر سب کی اتفاق رائے سے کتاب کو اس صورت میں چھپایا گیا جس صورت میں آج موجود ہے۔ بہرحال حوالہ مندرجہ بالا سے بخوبی واضح ہوگیا کہ مولوی اسماعیل کو اپنی تصنیف کی ہوئی کتاب ''تقویۃ الایمان'' کے غلط ہونے کا خود بھی اعتراف ہے جبھی تو اس نے یہ الفاظ کہے ہیں: میں جانتا ہوں اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہوگیا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی اسے چاک کر دیا جائے۔ مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔ مصنف کے ایسے واضح اقرار کے بعد بھی کوئی عقلمند اس کتاب کو صحیح سمجھے گا؟ البتہ لڑائی والی بات تو مولوی صاحب کی بالکل حرف بہ حرف صحیح ہوگئی کہ اس کتاب کے چھپنے کے بعد رات دن مذہبی کشمکش لگی ہوئی ہے مگر ''ٹھیک ہو جانے'' والی بات قیامت تک بھی صحیح نہ ہوگی۔ اس کتاب میں اہلسنت و جماعت کے خلاف اور ''وہابیت'' کی تائید میں مولوی اسماعیل نے جن چیزوں اور مسائل کو شرک اور کفر لکھا ہے دراصل یہ چیزیں اور مسائل نہ تو شرک ہیں اور نہ ہی کفر ہیں بلکہ بزرگان دین و اولیاء اللہ کے عقائد و اعمال سے ان کے جائز ہونے اور کار ثواب ہونے کی تائید ملتی ہے۔ مگر مولوی اسماعیل نے اپنی نئی شریعت کی بنیاد رکھ کر اقرار کیا ہے کہ میں نئی نئی باتیں بتایا کرتا ہوں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مولوی اسماعیل اور اس کا دوست مولوی رستم علی دہلی کے چاندنی چوک سے گزر رہے تھے کہ ایک پہلوان شخص مولوی اسماعیل کو گالیاں دینے لگا۔ اس پر مولوی رستم علی کو غصہ آ گیا وہ تلوار نکال کر اس پہلوان کو مارنے کے لئے دوڑا۔ اس سے آگے مولوی اشرف علی تھانوی کی زبانی سنئے۔

''مولانا اسماعیل نے دوڑ کر مولوی رستم علی کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا میاں رستم علی کیا کرتے ہو وہ گالیاں بے جا نہیں دیتا بلکہ وہ ٹھیک کہتا ہے کیونکہ وہ یہی تو کہتا ہے کہ یہ بڑا بددین ہے جو نئی نئی باتیں نکالتا ہے۔ سو اس میں کیا بے جا کہتا ہے۔'' (ارواح ثلاثہ ص 86)

معنی: مولانا اسماعیل نے دوڑ کر مولوی رستم علی کا ہاتھ پکڑ کر اس سے کہا کہ میاں کیا کرتے

ہو؟ یہ پہلوان بلاوجہ گالیاں نہیں دیتا یہ سچ کہتا ہے کیونکہ یہ مجھے بڑا بد مذہب اور بے دین سمجھ رہا ہے اس لئے کہ میں نئی نئی باتیں نکال کر لوگوں کو فتنہ فساد اور اختلاف میں مبتلا کیا کرتا ہوں۔

بقول مولانا شاہ عبدالقادر کہ اسماعیل تو ایک حدیث بھی نہیں سمجھتا

مزید شاہ عبدالقادر صاحب کے مولوی اسماعیل کے بارے میں تاثرات سنئے۔
ایک دفعہ کی بات ہے کہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کو خبر ملی کہ مولوی اسماعیل نے غیر مقلدین کی طرح نماز میں ''رفع الیدین'' کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس پر مولوی محمد یعقوب دیوبندی کی معرفت مولوی اسماعیل کو کہلا بھیجا کہ تو ''رفع الیدین'' کرنا چھوڑ دے اس سے خواہ مخواہ فتنہ پیدا ہوگا۔ جب مولوی محمد یعقوب صاحب نے اُسے شاہ عبدالقادر کا پیغام پہنچایا تو مولوی اسماعیل نے جواب میں کہلا بھیجا کہ عوام میں فتنہ پیدا ہو تو بھلی ہو میں تو حدیث پر عمل کرتا ہوں۔ آگے مولوی اشرف علی تھانوی کے الفاظ سنئے:۔

مولوی یعقوب نے شاہ عبدالقادر سے ان کا جواب بیان کیا اس کو سُن کر شاہ عبدالقادر نے فرمایا: ''بابا! ہم تو سُنتے تھے کہ اسماعیل عالم ہوگیا مگر وہ تو ایک حدیث کے معنیٰ بھی نہیں سمجھتا'' (ارواح ثلاثہ ص 94)

شاہ عبدالقادر صاحب' شاہ ولی اللہ کا بیٹا اور مولوی اسماعیل کا چچا ہے اور دیوبندیوں کے ہاں مانا ہوا مولوی ہے۔ اس کی نظر میں بھی مولوی اسماعیل کو ایک حدیث سمجھنے جتنی بھی لیاقت نہیں ہے۔

ناظرین کرام! اندازہ لگایئے کہ اپنے خاندانی بزرگوں کی نظروں میں بھی مولوی اسماعیل ایک جاہل اور فتنہ پیدا کرنے والا شخص شمار ہوتا تھا جسے ایک حدیث سمجھنے جتنی لیاقت بھی نہیں تھی۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ مولوی اسماعیل نے اس برصغیر (پاک و ہند) میں ایک ایسے نئے فتنہ کا بیج ڈالا اور دیوبندی مولویوں کی ایک ایسی جماعت تیار کر گیا جنہوں نے ہمیشہ بزرگوں' اللہ والوں اور اہلسنت کے علمائے ربانی اولیاء کو مشرک اور کافر کہا ہے۔

دوسری طرف پھر منافقت سے وہی مولوی لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے بظاہر بزرگوں سے ''بیعت'' ہوکر مرید ہوتے رہے اس لئے کہ اس وقت میں پیری مریدی کا عام چرچا تھا اور لوگ ''بے پیرے'' مولوی کی بات سُننے پر ہرگز تیار نہ ہوتے تھے اور کسی بھی ایسے مُلا مولوی کو پیش امام بنانے یا اس کے پاس اپنی اولاد کو تعلیم دلانے کے لئے اس وقت تک مسلمان ہرگز راضی نہ ہوتے تھے جب تک ان کو یہ اطمینان نہ ہو جاتا کہ یہ واقعی سلاسل اربعہ (چار سلسلوں قادری، نقشبندی، چشتی اور سہروردی) کے کسی بزرگ سے بیعت ہے۔ اسماعیل کے پیرو مولویوں نے بھی اس چال پر خوب عمل کیا۔ اس دور میں چشتی صابری سلسلہ کے ایک بزرگ مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی عام شہرت تھی اور وہ بزرگ نہایت سادہ اور درویش صفت انسان تھے۔ اسماعیلی گروہ والے سب دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی، محمد قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی، محمود الحسن دیوبندی، خلیل احمد انبیٹھوی وغیرہ ایک طرف ظاہری طور (صرف عوام کو دھوکہ میں رکھنے کے لئے) اس درویش کے مُرید ہو گئے تاکہ عوام اہلسنت ہمیں ''بے پیرے'' سمجھ کر ہم سے بیزار نہ ہوں۔ اس طرح ان لوگوں نے چشتی کہلا کر منافقت کا برقعہ اوڑھ کر لوگوں کے ایمان پر خوب ڈاکے ڈالے۔ دوسری طرف اپنے اصلی پروگرام کے تحت در پردہ اپنے مُرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے مسلک اور عوام اہلسنت اور بزرگانِ دین کے مسلک کے خلاف انہوں نے شرک اور کفر کے فتوے لگانے شروع کر دیئے۔ ثبوت ملاحظہ ہو:

حاجی امداد اللہ کا ''یارسول اللہ'' کہہ کر پکارنا

حاجی امداد اللہ صاحب ایک عاشق رسول بزرگ تھے جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ''غائبانہ'' استغاثہ کی نیت سے ''یا'' حرف نداء کے ساتھ ''یارسول اللہ'' کہہ کر پکارا اور فریادیں کیں۔ لیجئے، دیکھئے:

(1)

(۱) ذرا چہرہ سے پردے کو اُٹھاؤ یا رسول اللہ
مجھے دیدار تم اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ

(۲) شفیع عاصیان ہو تم وسیلہ بیکساں ہو تم
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ
(۳) یقیں ہو جائے گا کفار کو بھی اپنی بخشش کا
جو میداں میں شفاعت کے تم آؤ یا رسول اللہ
(۴) جہاز اُمت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
(۵) پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاشق کو
بس اب قید دو عالم سے چھوڑاؤ یا رسول اللہ

(2)

(۱) اے رسول کبریا فریاد ہے
یا محمد مصطفٰی فریاد ہے
(۲) سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے مرے مُشکل کُشا فریاد ہے
(۳) چہرہ تاباں کو دکھلا دو مجھے
تم سے اے نور خدا فریاد ہے

(نالہ امداد غریب ص 22 مصنف حاجی امداد اللہ)

دیکھ لیجئے، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب غائبانہ ''یا'' حرف ندا کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فریادیں کر کے پکار رہا ہے مگر اس کے برعکس اسماعیلی گروہ والے دیوبندی مولوی صاحبان اپنے ''شیخ طریقت'' کے مسلک کے خلاف اس طرح فتوے لگاتے ہیں۔

مرشد کے خلاف مرید کا فتویٰ۔1

سوال: یارسول اللہ دور سے یا نزدیک قبر شریف سے پکارنا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں تو ''یارسول اللہ'' کہنا بھی

ناجائز ہوگا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دُور سے سنتے ہیں، بہ سبب علم غیب کے تو خود کفر ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں مگر مشابہ کفر ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص 66)

اس سوال میں مولوی رشید احمد سے پوچھا گیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے قریب یا دور سے "یارسول اللہ" کہہ کر پکارنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں لکھتا ہے کہ "یارسول اللہ" کہنے والا کافر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب ہونے کا عقیدہ رکھنا کفر ہے لیکن اگر اس عقیدہ سے نہیں پکارتا تو بھی کفر کے مشابہ ہے۔ دراصل یہ اسلامی، شرعی تعلیم نہیں ہے اور نہ ہی بندگان دین کے مسلک کے مطابق ہے بلکہ رشید احمد صاحب نے یہ فتویٰ اسماعیلی سنت پر عمل کرتے ہوئے لکھا ہے۔ دیکھیئے مولوی اسماعیل نے بھی اس طرح لکھا ہے:۔

"جو کوئی کسی کا نام اُٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور دور ونزدیک سے پُکارے.......... ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے" "تقویۃ الایمان ص 78) یعنی جو کوئی بھی کسی کا نام اُٹھتے بیٹھتے لیتا رہے یا دور سے یا نزدیک سے اس کو پکارے گا تو اس بات کی وجہ سے وہ "مشرک" ہو جاتا ہے۔ اب مولوی اسماعیل اور مولوی رشید احمد کے اس فتوے کے بموجب مولانا حاجی امداد اللہ صاحب پر کون سا حکم ہے؟ کہ اس نے تو غائبانہ "یا محمدؐ" اور "یارسول اللہ" کہہ کر فریادیں کی ہیں۔

مرشد کے خلاف مرید کا فتویٰ۔2

حاجی امداد اللہ صاحب تصوف کے ماہر اور "اہل دل" تھے اس لئے اس بزرگ نے "خلوت" کے شرائط بیان کئے ہیں۔ ان شرائط میں سے اس نے یہ شرط بھی لکھی ہے جس کو تصوف کی اصطلاح میں "تصور شیخ" کہا جاتا ہے۔ دل کا شیخ سے ہمیشہ ربط رکھنا اس خیال سے کہ اس سے مدد حاصل کرے اور اس اعتقاد سے کہ شیخ خدا کا مظہر ہے، خدا نے فیض پہنچانے کے لئے میرے اوپر اس کو متعین کیا ہے اور شیخ ہی کے ذریعہ سے خدا تک رسائی ہو سکتی ہے، تو ہمیشہ محبت وانقیاد سے شیخ کی طرف متوجہ رہے یہاں تک کہ فیض کا دروازہ اس پر

کُھل جائے اور اپنے دل میں شیخ کی نسبت کوئی اعتراض نہ لائے کیونکہ اس سے خدا تک رسائی رُک جاتی ہے۔ (ضیاء القلوب ص 63-62)

حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ مرید کو ہمیشہ دل میں مرشد کا تصور رکھنا بیحد ضروری ہے اور یہ اعتقاد رکھنا بھی ضروری ہے کہ مرشد خدا تعالیٰ کا مظہر ہے لہٰذا اس سے مدد حاصل کرنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مرید تک فیض پہنچانے کے لئے مرشد کو مقرر فرمایا ہے اور مرشد کے وسیلہ سے یہ مرید اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے مرید کو چاہئے کہ ہمیشہ محبت اور فرمانبرداری کے ساتھ مرشد کی طرف متوجہ رہے تاکہ اس کے لئے فیض کا دروازہ کُھل جائے اور مرشد کے لئے اپنے دل میں کوئی بھی اعتراض نہ لائے کیونکہ مرشد پر اعتراض کرنے اور اس کی مخالفت کرنے سے خدا تک رسائی نہ ہو سکے گی۔ مگر مرشد کے اس عقیدہ کے خلاف مرید کا فتویٰ ملاحظہ فرمایئے:

سوال: تصور کرنا اولیاء اللہ کا مراقبہ میں کیسا ہے اور یہ جاننا کہ جب ہم ان کا تصور باندھتے ہیں تو وہ ہمارے پاس موجود ہو جاتے ہیں اور ان کو معلوم ہو جاتا ہے۔ ایسا اعتقاد رکھنا کیسا ہے؟

جواب: ایسا تصور درست نہیں اس میں اندیشہ شرک کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص 49)

رشید احمد گنگوہی مرشد کے تصور کو ''شرک'' کہتا ہے۔ اب دیکھئے کہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا اعتقاد اس کے مرید مولوی گنگوہی کے فتویٰ کے بموجب ''مشرکانہ'' ہوا یا نہیں؟

ناظرین کرام! دیکھ لیجئے کہ مرید اور مرشد کے عقیدہ میں کس قدر فرق ہے۔ جو عقیدہ مرشد کے نزدیک بیحد ضروری اور فیض حاصل کرنے کا ذریعہ ہے وہی عقیدہ مرید کے نزدیک شرک اور کفر ہے۔ اب آپ کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ یہ مرید کس قدر سچا ہے۔

3۔ مرشد کے خلاف مرید کا فتویٰ

حاجی امداد اللہ صاحب محفل میلاد شریف کے متعلق فرماتے ہیں: ''مولود شریف تمام اہل حرمین شریفین کرتے ہیں، اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت

پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے۔ البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہئے اور قیام کے بارے میں کچھ نہیں کہتا۔ ہاں مجھے ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔ (شمائم امدادیہ حصہ دوم ص 47) حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کی محفل منعقد کرنا بالکل جائز ہے جو کہ اہل حرمین شریفین بھی کرتے ہیں، ہمارے لئے یہی دلیل کافی ہے۔ دوسرے یہ کہ میلاد شریف میں صلوٰۃ وسلام کے لئے قیام (اُٹھ کھڑے ہونے) میں مجھے روحانی لذت حاصل ہوتی ہے البتہ ناجائز باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ اس عقیدہ کے برعکس مُرید کا فتویٰ سن لیں۔

(1) سوال: محفل میلاد جس میں روایات صحیحہ پڑھی جائیں اور لاف وگزاف وروایات موضوعہ وکاذبہ نہ ہوں، شریک ہونا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز ہے بسبب اوروجوہ کے (فتاویٰ رشیدیہ ص 148)

(2) سوال: جس عُرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جائے اور شیرینی تقسیم ہو، شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی عُرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی عُرس اور مولود درست نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص 147)

مولوی رشید احمد لکھتا ہے کہ جس محفل میلاد میں صحیح روایات پڑھی جائیں اور کوئی بھی جھوٹی روایت نہ پڑھی جائے اور کوئی بھی ناجائز کام نہ ہو تو بھی اس میں شریک ہونا جائز نہیں ہے اور جس عُرس اور محفل میلاد میں صرف قرآن مجید پڑھا جائے اور مٹھائی وغیرہ تقسیم کی جائے تو بھی اس عُرس اور محفل میلاد میں شریک ہونا درست نہیں ہے۔

دیکھ لیجئے حاجی امداد اللہ صاحب جو کہ دیوبندیوں کا مُرشد ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ محفل میلاد منعقد کرنا، اس میں صلوٰۃ وسلام کے لئے قیام کرنا سب جائز ہیں مگر ''مُرید'' فتویٰ لگاتا ہے کہ کسی بھی حالت میں اگرچہ صرف قرآن شریف ہی پڑھا جائے تو بھی محفل میلاد منعقد کرنا ناجائز ہے۔ حاجی صاحب کا ایک دوسرا ہونہار مُرید مولوی خلیل احمد انبیٹھوی تو بڑے میاں تو بڑے میاں، چھوٹے میاں سبحان اللہ کے مصداق دو قدم آگے بڑھ کر فتویٰ داغ رہا ہے کہ ہر سال محفل میلاد کرنا ہندوؤں کا ''رام کرشن'' کا دن منانے کے برابر ہے اور

صلوٰۃ وسلام کے لئے قیام کرنا (جس میں اس کے مُرشد حاجی صاحب کو روحانی لذت حاصل ہوتی تھی) تو حرام اور کافروں کے مشابہ ہے۔(براھین قاطعہ ص152)

4۔مُرشد کے خلاف مُرید کا فتویٰ

حاجی صاحب کا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو غیب کا ادراک ہوتا ہے۔فرمایا:۔

لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء اور اولیاء کو نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں، دریافت وادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے۔اصل میں یہ علم حق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ وحضرت عائشہ کے معاملات سے خبر نہ تھی۔اس کو دلیل اپنے دعویٰ کی سمجھتے ہیں۔ یہ غلط ہے کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے۔(شمائم امدادیہ حصہ دوم ص61)

حاجی صاحب نے فرمایا کہ لوگ بے جا اعتراض کیا کرتے ہیں کہ انبیاء واولیاء کو علم غیب نہیں ہے لیکن میں (حاجی امداداللہ) کہتا ہوں کہ اہل اللہ جس طرف بھی نظر فرماتے ہیں تو انہیں غیب کا ادراک ہو جایا کرتا ہے۔ دراصل ان کو یہ علم بھی اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہوتا ہے۔حدیبیہ اور حضرت عائشہ کے واقعہ کو علم غیب کی نفی کے لئے دلیل ٹھہرانا غلط ہے اس لئے کہ علم توجہ سے ہوتا ہے۔ان واقعات میں حضور ﷺ نے توجہ نہیں فرمائی تھی۔ اگر توجہ فرماتے تو یقیناً ان واقعات کا بھی ادراک ہو جاتا۔اب اس عقیدہ کے خلاف مُرید کا فتویٰ دیکھو:۔

علم غیب خاصہ حق ہے۔اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں۔(فتاویٰ رشیدیہ ص92) دوسری جگہ لکھتا ہے:"جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ علم غیب بجمیع اشیاء آنحضرت ﷺ کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے سو باطل اور خرافات میں سے ہے"(ص73) یعنی علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے کسی تاویل سے بھی علم غیب کا خدا کے سوا دوسرے کے لئے اعتقاد رکھنا شرک ہے اور حضور ﷺ کے لئے "عطائی علم غیب" کا اعتقاد بھی باطل ہے۔

حاجی صاحب تو فرماتے ہیں کہ: انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے علم غیب پر اعتراض کرنا بیکار ہے ان کو اللہ تعالیٰ علم عطا کرتا ہے۔ مگر اس کا مُرید ہی اس عقیدہ کو ''باطل'' اور ''شرک'' ٹھہراتا ہے۔ اب پتہ نہیں کہ مُرشد سچا ہے یا مُرید؟ ان دونوں میں سے کسی ایک کو ضرور جھوٹا کہا جائے گا۔ دیکھیں کہ دیو بندی مولوی کس کو جھوٹا سمجھ کر لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کا انعام دیتے ہیں!!!

مُرشد کے خلاف مُرید کا فتویٰ۔ 5

حاجی امداد اللہ صاحب سے کسی شخص نے سوال پوچھا کہ آپ کے مُرشد کی قبر مبارک کو از سر نو تعمیر کر کے درست کریں یا نہیں؟ حاجی صاحب نے مندرجہ ذیل جواب دیا:۔

''میں نے کہا کہ کوئی مضائقہ نہیں بعض فقہاء جائز لکھتے ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ میں کیسے منع کروں جس مزار سراپا انوار سے میں نے فیض حاصل کیا ہو میرے نزدیک اس کی درستی واصلاح تو فرض ہے'' (شمائم امدادیہ ص 85)

یعنی مزار کو دوبارہ درست کر کے بنا دینے میں کچھ بھی حرج نہیں ہے کہ بعض فقہاء نے جائز لکھا ہے۔ اس کے بعد حاجی صاحب نے یُوں فرمایا کہ میں کیونکر منع کر سکتا ہوں جس مزار انور سے میں نے فیض حاصل کیا ہے اس مزار کو درست کر کے بنا دینا تو مجھ پر فرض ہے۔ اس سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب کو اپنے مُرشد کے مزار سے فیض ملا ہے۔ تاہم اس سے بھی زیادہ وضاحت والی عبارت آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ میرے مُرشد نے آخری وقت وصیت فرمائی کہ میں اب تم سے وداع ہوتا ہوں عمر نے وفا نہ کی۔ میں نے جب حضرت سے یہ الفاظ سُنے تو میں نے رونا شروع کر دیا۔ اس پر مجھے مُرشد نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ''فقیر مرتا نہیں ہے، صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے، فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہوگا جو زندگی ظاہری میں میری ذات سے ہوتا ہے'' (شمائم امدادیہ حصہ سوم ص 82-81)

یعنی بابا تو گھبرا نہیں کیونکہ میں مرتا تو نہیں ہوں ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل

ہو رہا ہوں۔ تجھ کو جو فیض اور فائدہ میری ظاہری زندگی سے میری ذات سے ملتا ہے وہی فیض اور فائدہ تجھ کو میری قبر سے بھی ملتا رہے گا۔ اب اس کے آگے حاجی صاحب سے سنئے:۔

''میں نے حضرت کی قبر مُقدس سے وہی فائدہ اٹھایا جو حالت حیات میں اُٹھایا تھا'' (ص 82) مگر اب مُرشد کے اس عقیدہ کے خلاف مُرید کا فتویٰ ملاحظہ فرمایئے:۔

''استعانت واستمداد اہل قبور بہر نہج کہ باشد جائز نیست (فتاویٰ رشیدیہ ص 85)

معنی: قبر والوں سے مدد مانگنا ہر طرح ناجائز ہے۔

دیکھ لیجئے! حاجی امداد اللہ صاحب اس عقیدے کے قائل ہیں کہ ولیوں' مُرشدوں کی قبروں سے فیض اور فائدہ لیا جاتا بھی ہے اور ملتا بھی ہے مگر اس کے راسخ العقیدہ مُرید گنگوہی لکھتا ہے کہ مزارات سے فائدہ اور فیض ہرگز نہیں ملتا اس لئے فائدہ اور فیض مانگنا بھی ناجائز ہے۔ اب خبر نہیں کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔

ناظرین کرام! اس طرح کے فتاویٰ جمع کریں گے تو ایک ضخیم دفتر جمع ہو جائے گا۔ ہم نے صرف بطور ''مشتے نمونہ از خروارے'' یہ پانچ فتووں کے نمونے آپ کے سامنے پیش کر دیئے ہیں جن سے صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ واقعی اسماعیلی گروہ والے دیوبندی مولوی' بزرگوں' مشائخ' ولیوں اور قرآن وحدیث کے مخالف ہیں۔ نہ صرف مخالف ہیں بلکہ انہوں نے تو ابن عبدالوہاب نجدی کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے بزرگوں' ولیوں اور صوفیاء کرام کو مشرک اور کافر ٹھہرا دیا ہے۔ دیوبندی مولویوں کے ممدوح' انگریزوں کے ایجنٹ مولوی اسماعیل کو حکومت انگلشیہ سے جو ہدایت ملی تھی کہ (Divide and rule) لڑاؤ اور حکومت کرو۔ اس نے اس پر خوب عمل کیا کہ متحدہ ہندوستان میں ''امت مسلمہ'' کی صفوں میں انتشار اور اختلاف برپا کرنے کی طے شدہ سازش کے تحت رسوائے زمانہ خارجی ابن عبدالوہاب نجدی کی عربی کتاب ''کتاب التوحید'' کا خلاصہ اُردو زبان میں ''تقویۃ الایمان'' کے نام سے لکھا ہے جس کے متعلق آپ پڑھ چکے ہیں کہ مولوی اسماعیل نے خود اقرار کیا تھا کہ میں نے ''تقویۃ الایمان'' لکھی ہے اس کے رد عمل میں مسلمان آپس میں ضرور لڑیں گے مگر آخر کار ٹھیک ہو جائیں گے۔ سو واقعی انگریزوں کے منصوبے کی خوب

آبیاری کی کہ اس کتاب کی اشاعت کے بعد مسلمان فرقوں میں تقسیم ہو کر اپنی اجتماعی طاقت ختم کر بیٹھے ہیں۔

مولوی اسماعیل نظریاتی لحاظ سے ابن عبدالوہاب نجدی کا معتقد تھا۔ اسی کے طرز عمل پر اس نے اپنی الٹی سمجھ کے مطابق قرآن وحدیث کے خلاف لکھا اور مسلمانوں کے مسلمہ عقائد اور بزرگان دین کے مروجہ طریقوں کو بدعت، شرک اور کفر کہنا شروع کر دیا۔ مطلب یہ کہ مولوی اسماعیل نے پوری طرح ابن الوہاب نجدی کی تعلیمات کو پھیلانے کے لئے کتاب ''تقویۃ الایمان'' تصنیف کی تھی۔ اس بارے میں مشہور غیر مقلد نواب وحید الزمان کی گواہی پیش کی جاتی ہے۔ لکھتا ہے: ''مولانا اسماعیل شہید نے ''تقویۃ الایمان'' میں اکثر امور میں اس (ابن عبدالوہاب نجدی) کی پیروی کی ہے'' (ہدیۃ المھدی جلد اول ص 26)

معنی: ''تقویۃ الایمان میں مولوی اسماعیل نے (اسلام کے دائرے کو تنگ کرنے اور مکروہ چیزوں کو شرک ٹھہرانے کی روش میں) بہت مسائل میں ابن عبدالوہاب نجدی کی پیروی کی ہے۔

مولوی اسماعیل اور ابن عبدالوہاب نجدی کا نظریہ ایک تھا

ثابت ہوا کہ مولوی اسماعیل پوری طرح ابن عبدالوہاب نجدی کا ہم خیال اور اس کا پیروکار تھا جس نے انگریزوں کی خوشنودی کی خاطر مسلمانوں میں فرقہ بازی کا بیج بو دیا۔ پھر ایسے شخص اور اس کی کتاب کی مولوی رشید احمد گنگوہی یوں تعریف کرتا ہے:۔

(الف) مولوی اسماعیل عالم، متقی اور بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن وحدیث پر عمل کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حالت میں رہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص 41)

(ب) کتاب ''تقویۃ الایمان'' نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب واحادیث سے ہیں۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور اس پر عمل کرنا عین اسلام ہے۔ (ص 42)

ہر مسلمان جانتا ہے کہ بے شک قرآن مجید کو ماننا تو عین اسلام ہے اور قرآن کریم کو پڑھنا' رکھنا اور اس پر عمل کرنا باعث ثواب و برکت ضرور ہے مگر قرآن کریم کو رکھنا' پڑھنا ''عین اسلام'' نہیں ہے مثلاً: کوئی شخص قرآن مجید کو حق مانتا ہے مگر بدقسمتی سے اس کے پاس قرآن مجید رکھا ہوا نہیں ہے یا رکھا تو ہے مگر پڑھتا نہیں تو بھی وہ مسلمان ضرور ہے' کافر نہیں۔ مگر تقویۃ الایمان کے بارے میں جبکہ دیوبندیوں کے ''قطب الاقطاب'' کا عقیدہ ہے کہ اس کا رکھنا' پڑھنا عین اسلام ہے تو پھر جس کے پاس تقویۃ الایمان رکھی ہوئی نہیں ہے تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ جو اس کو پڑھتا نہیں وہ بھی مسلمان نہیں ہے اور جو اس کو نہیں مانتا وہ بھی مسلمان نہیں ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ ''تقویۃ الایمان'' کا درجہ دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید سے بھی زیادہ ہے (نعوذ باللہ منھا) اسی طرح رشید احمد گنگوہی سے ابن عبدالوہاب نجدی اور ''وہابیوں'' کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے اس کا جواب اس طرح لکھا ہے:۔

وہابی کون ہیں؟ رشید احمد گنگوہی کا جواب

سوال: وہابی کون لوگ ہیں اور ابن عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون سا مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا اور اہل نجد کے عقائد میں اور سُنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے؟

جواب 1: ابن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں اور ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ہیں ان میں فساد آ گیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی' شافعی' مالکی اور حنبلی کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص 235)

جواب 2: محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں۔ وہ اچھا آدمی تھا سُنا ہے کہ وہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا۔ شرک و بدعت سے روکتا تھا مگر مزاج میں اس کے تشدد تھا۔ (ص 237)

جواب 3: اس وقت اور ان اطراف میں وہابی ''متبع سنت'' اور دیندار کو کہتے ہیں۔ (ص96)

مولوی رشید احمد کے مندرجہ بالا جوابات سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:۔

1-ابن عبدالوہاب نجدی کی اقتدا کرنے والوں کو ''وہابی'' کہا جاتا ہے۔

2-ابن عبدالوہاب نجدی کے عقائد عمدہ تھے۔

3-اس کے مقتدی بھی اچھے تھے۔

4-اس کے مقتدی عقائد میں سب برابر ہیں اور ان سب کے عقائد ایک جیسے ہیں۔

5-سنت کے پابند کو وہابی کہا جاتا ہے۔

6-ابن عبدالوہاب اچھا آدمی اور حدیث کا عامل تھا۔

7-دیندار کو وہابی کہا جاتا ہے۔

اب بخوبی معلوم ہو گیا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی صدق دل سے ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کے مُرید مولوی اسماعیل دہلوی کا ''مدح خوان'' اور طرفدار ہے۔ اپنے ''گُرو'' کی طرفداری کی وجہ سے دوسرے سب دیوبندی ''چیلے'' بھی ان ہی کے ہمخیال اور ہم عقیدہ ہیں۔

ناظرین! غور فرمائیں کہ ان شخصیتوں نے امت میں اختلاف پیدا کر کے گھر گھر جھگڑا پیدا کر دیا کہ باپ بیٹے سے' بھائی بھائی سے جُدا ہو گیا۔ فتنے اور اختلاف کا ایسا طوفان اُٹھایا ہے جس کا ختم ہونا مشکل ہے۔ اس صورتحال کو دیکھ کر علمائے اہلسنت نے اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے اس فتنہ کے سدباب کے لئے کوشش کی۔ ''تقویۃ الایمان'' کے رد میں بیسیوں کتابیں لکھ کر شائع کیں۔ (1) نیز تقریروں میں بھی ان کی کفریہ اور

حاشیہ (1) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے شاہ مخصوص اللہ بن شاہ رفیع الدین نے ''تقویۃ الایمان'' کے رد میں ''معید الایمان'' شرح وسط سے لکھی اور ''تقویۃ الایمان'' کے مضامین کو اسلام کے خلاف ایک چیلنج ثابت کیا اور اپنے خاندانی معتقدات و مسلک اہلسنت و جماعت کے خلاف قرار دیا جس کی تائید علمائے خاندان دہلی نے فرمائی اور تقویۃ الایمان کے نظریات سے اپنی برات کا اظہار کیا۔ مولانا شاہ مخصوص اللہ علیہ الرحمۃ اس کتاب کو تو ''تفویۃ الایمان'' کہا کرتے تھے۔ یعنی ایمان کو ختم کرنے والی کتاب۔ (2) شاہ رفیع الدین کے دوسرے صاحبزادے مولانا شاہ محمد موسیٰ علیہ الرحمۃ نے بھی ''تقویۃ الایمان'' کی تردید میں ایک رسالہ ''حجۃ العمل

گستاخانہ عبارتیں لوگوں کو ظاہر کر کے بتائیں۔ اس کے نتیجہ میں ''تقویۃ الایمان'' کے اثرات وقتی طور پر تو دب کر ختم ہو گئے مگر بدقسمتی سے ان ہی دنوں میں 1857ء کا حادثہ رونما ہو گیا جس نے ہندوستان میں مسلمانوں کے بچے کھچے اقتدار کا بھی خاتمہ کر دیا اور پورے ہندوستان پر دیوبندیوں کی ''رحمدل گورنمنٹ انگلشیہ'' کا تسلط قائم ہو گیا۔

فی ابطال الجہل'' لکھا تھا۔(3) شاہ اسماعیل کے ہم درس مولانا منور الدین علیہ الرحمۃ دہلوی (جو کہ مولانا عبدالکلام آزاد کے والد ماجد کے نانا جان تھے) نے بھی ''تقویۃ الایمان'' کے رد میں کتاب لکھی۔ ملاحظہ ہو (آزاد کی کہانی ص 56) 4- حضرت مفتی صدر الدین آزردہ علیہ الرحمۃ نے بھی شاہ اسماعیل اور دیگر وہابیہ کے رد میں ''منتھی المقال فی شرح حدیث لاتشد الرحال'' کتاب لکھی۔

5- مولانا فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب التوحید'' اور ''تقویۃ الایمان'' کے مضامین میں باہم مطابقت دکھا کر ثابت فرمایا کہ حقیقت میں نجدی اور وہابی مذہبا دونوں ایک ہیں۔ ان کی تردید میں کتاب ''سیف الجبار'' لکھی۔

6- مولانا کرامت علی علیہ الرحمۃ جونپوری جو کہ سید احمد بریلوی کے مُرید اور خلیفہ تھے مگر ان کی وہابیت ظاہر ہونے پر تائب ہو کر دوبارہ جماعت اہلسنت و جماعت میں شامل ہو گئے تھے انہوں نے ''تقویۃ الایمان'' کے رد میں ایک کتاب ''قوۃ الایمان'' تحریر فرمائی۔

7- مولانا تراب علی لکھنوی علیہ الرحمۃ نے ''سبیل النجاح الی تحصیل الفلاح'' کے نام سے ''تقویۃ الایمان'' کا رد لکھا۔

8- مولانا محمد سعید اسلمی مدراسی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تقویۃ الایمان'' کے رد میں ''سفینۃ النجات'' نامی کتاب لکھی۔ انہوں نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تحفہ اثنا عشریہ'' کا اُردو میں ترجمہ بھی کیا تھا۔

9- مولانا خلیل الرحمان مصطفی آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تقویۃ الایمان'' کے رد میں کتاب ''رسم الخیرات'' لکھی جو سنہ 1259 ھجری بمطابق 1843ء میں بمبئی سے شائع ہوئی۔

10- مولانا محمد عبداللہ خراسانی بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تقویۃ الایمان'' کا ''السیوف البارقۃ علی رؤس الفلسفۃ'' کتاب لکھ کر رد کیا۔

11- مولانا محمد صبغۃ اللہ مدراسی علیہ الرحمۃ نے ''تقویۃ الایمان'' کے رد میں کتاب ''گلزار معرفت'' لکھی جو 1264ھ بمطابق 1847ء میں مدراس سے شائع ہوئی۔

12- ایک اور کتاب مولانا فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تقویۃ الایمان'' کے مصنف کے رد میں کتاب ''فیوض ارواح القدس'' لکھی تھی جس میں انہوں نے ثابت کیا تھا کہ مولوی اسماعیل دہلوی کے عقائد و نظریات ان کے خاندانی بزرگوں شاہ عبدالرحیم دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ عبدالقادر دہلوی اور شاہ رفیع الدین دہلوی کے عقائد و نظریات کے خلاف تھے۔

13- مولانا فخر الدین احمد الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیل دہلوی کی تردید میں ''ازالۃ الشکوک الاوھام'' بجواب ''تقویۃ الایمان'' کتاب لکھی۔

دارالعلوم دیوبند کا قیام انگریز سرکار کے سایہ میں ہوا

چونکہ 1857ء کی جنگ آزادی میں علمائے اہلسنت اورعوام اہلسنت پیش پیش تھے اس لئے انگریزوں نے غلبہ پانے کے بعد مسلمانان اہلسنت پراس قدرمظالم ڈھائے کہ سالہا سال تک اہلسنت و جماعت سنبھل نہ سکے۔ اس دوران انگریزوں کے ایجنٹ دیوبندی مولوی جو کہ جنگ آزادی میں انگریزوں کے دلی خیرخواہ ثابت ہوچکے تھے' انہوں نے انگریزوں کے "سایہ رحمت" میں رہ کر نہایت اطمینان کے ساتھ اپنے پروگرام پر عملدرآمد شروع کردیا اور 1283ھ میں "دیوبند" میں دینی تعلیم دینے کے بہانے سے ایک مدرسہ قائم کیا جس کی آڑ میں مسلمانوں ہی سے چندہ لے کر ان کی اولاد کو دینی تعلیم کے نام پر "وہابیت" کے جراثیم کے انجکشن لگاتے رہے۔ جب انہوں نے محسوس کیا کہ اب ان کے قدم کچھ جم گئے ہیں اور دینی تعلیم کے نام پر لوگوں میں قدرے اثر قائم ہوچکا ہے تو پھر انہوں نے "تقویۃ الایمان" کی تعلیم کو ازسرنو اُجاگر کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیئے۔

14- مولانا عبدالسبحان پشاوری مدراسی رحمتہ اللہ علیہ نے "تقویۃ الایمان" کے رد میں علمائے حرمین شریفین سے فتاوٰی حاصل کئے جن کا مجموعہ ترجمہ اُردو کے ساتھ مدراس سے 1288ھ بمطابق 1871ء میں شائع کرایا۔

15- مولانا احمد حسین کانپوری جو حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے بڑے خلیفہ تھے۔ انہوں نے اسماعیل دہلوی کی کتاب "تقویۃ الایمان" اور "یکروزی" کا رد "تنزیہ الرحمٰن عن شائبۃ الکذب والنقصان" کتاب لکھی۔

یہ ایک مختصر فہرست ہے جس میں اختصار کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ علمائے اہلسنت وعمائدین ملت نے مولوی اسماعیل دہلوی کی رسوائے زمانہ کتاب "تقویۃ الایمان" کے رد میں کئی کتابیں لکھ کر شائع کیں۔ مندرجہ بالا علماء میں خاندان ولی اللہی کے جید علماء بھی شامل ہیں مگر کوئی بھی بریلوی عالم نہیں ہے۔ بریلوی علمائے کرام نے "تقویۃ الایمان" کے رد میں "صحیح الایمان دررد تقویۃ الایمان" متفقہ طور پر کتاب شائع کی۔ اس طرح مدرسہ کے 35 علمائے اہلسنت نے 1251ھ بمطابق 1835ء میں اجتماعی طور پر بالاتفاق "تقویۃ الایمان" کے عقائد ونظریات کو غیراسلامی اور کفریہ قرار دے کر ایک مجموعہ شائع کرایا۔ اس کے علاوہ علمائے حیدرآباد دکن نے بھی "تقویۃ الایمان" کے غیراسلامی نظریات کا رد کرتے ہوئے اپنے فتاوٰی کا مجموعہ "رد تقویۃ الایمان" کے نام سے شائع کرایا۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے علمائے اہلسنت نے "تقویۃ الایمان" کے رد میں کتابیں شائع کی ہیں۔ ان سب کا شمار سینکڑوں کتابوں سے متجاوز ہے۔ (ازمؤلف)

علماءِ دیوبند اور تقویۃ الایمانی تعلیم کی تکمیل

مدرسہ دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی نے ایک کتاب ''تحذیر الناس'' لکھی جس میں اس نے صاف صاف لکھا کہ:۔

''بلکہ بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور نبی ہوتب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے'' (ص22) دوسری جگہ بھی یہ لکھا کہ: ''بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہوتو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا'' (ص42)

ان دونوں عبارتوں میں نانوتوی دیوبندی مولوی کہتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت والے زمانے میں ہی اگر کوئی دوسرا نبی آجائے تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کے باوجود بھی حضور خاتم النبین رہیں گے۔

پھر مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنے مُرشد مدرسہ دیوبند کے سرپرست مولوی رشید احمد گنگوہی کے اشارے پر ایک کتاب بنام ''براھین قاطعہ'' لکھی جس میں اس نے لکھا کہ:۔

''الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ کیونکہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی ہے۔ فخر عالم کے وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے؟ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے'' (ص55)

اس عبارت میں مولوی خلیل احمد کہتا ہے کہ شیطان اور ملک الموت کے لئے تو علم کی وسعت نص سے ثابت ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تو شیطان اور ملک الموت کے علم جتنا بھی نہیں ہے کیونکہ حضور ﷺ کے علم کی وسعت کے لئے کوئی بھی دلیل نہیں ہے۔ اس کے بعد پھر مدرسہ دیوبند کے دوسرے مولوی اشرف علی تھانوی نے ''حفظ الایمان'' میں لکھا کہ:۔

''آپ کی ذات مقدس پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو

> دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مُراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (ص 8)

مولوی اشرف علی تھانوی اس عبارت میں کہتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ''کلی علم غیب'' تو ہو نہیں سکتا لیکن اگر ''بعض غیبیہ علوم'' حضور ﷺ کے لئے تسلیم کئے جائیں کہ ان کو بعض باتوں کے متعلق غیب کا علم ہے تو اس میں حضور ﷺ کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب (حضور ﷺ کے علم غیب جیسا) تو زید، عمرو، بکر ہر ایک بچے اور پاگل بلکہ سب ہی جانوروں کو بھی ہے۔ مولوی اسماعیل دہلوی نے کتاب ''تقویۃ الایمان'' لکھ کر جس فساد و فتنہ کی بنیاد رکھی تھی وہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ مندرجہ بالا عبارتوں کی وجہ سے ملک کے کونے کونے میں آگ بھڑک اُٹھی۔

اعلیٰ حضرت نے علماء دیوبند کو ان کی کفریہ عبارات پر مطلع کیا

اعلیٰ حضرت شاہ محمد احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ جو کہ سچے عاشق رسول اور عالم ربانی تھے، ان گستاخانہ عبارتوں سے بیحد رنجیدہ خاطر ہوئے اور اپنی خداداد علمی قوت کے ساتھ ''فتنہ وہابیت'' کو ختم کر دینے کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔ انہوں نے پہلے تو ''اتمام حجت'' کے لئے اکابرین دیوبند میں سے جو زندہ تھے، ان کو رجسٹرڈ خطوط کے ذریعے تلقین فرمائی اور ان کی کی ہوئی گستاخیوں سے ان کو مطلع کر کے انہیں ''اہانت رسول'' سے رجوع کرنے اور توبہ تائب ہونے کے لئے ان پر زور اور دباؤ ڈالا۔ لیکن ان کو اس کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ اکابرین دیوبند میں سے مولوی رشید احمد گنگوہی کو ذاتی طور پر خبر تھی کہ مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی نے ان کے رد میں بہت کچھ لکھا ہے اس لئے ایک مرتبہ اس نے خیال کیا کہ مولانا موصوف کی تصانیف کو دیکھوں شاید کوئی معقول بات لکھی ہو تو رجوع کرلوں۔ مگر افسوس کہ ایک دیوبندی مولوی محمد یحییٰ کاندھلوی نے اس کو اس سے منع کر دیا اور اعلیٰ حضرت کی تصانیف نہ دیکھنے دیں۔ ملاحظہ ہو ''ارواح ثلاثہ ص 281''

ان کی کج روی اور ضد کے باعث اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو یقین ہو گیا کہ سب کچھ سمجھنے کے باوجود یہ دیوبندی مولوی اپنی غلطی تسلیم نہیں کرتے۔ بالآخر انہیں مجبوراً شرعی حکم صادر کرنا پڑا کہ یہ اشخاص ''اللہ تعالیٰ'' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے کی وجہ سے ''کافر'' مرتد ہیں۔ شرعی قانون کے مطابق جب کسی عالم دین کو کسی بھی شخص کے بارے میں یقین ہو جائے کہ اس نے واقعی اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے تو اس عالم دین پر فرض ہو جاتا ہے کہ اس شخص کی تکفیر (کافر ہو جانے) کا فتویٰ صادر کر دے۔ اس لئے اعلیٰ حضرت نے بھی ان لوگوں کے خلاف کفر کا فتویٰ صادر کر کے اپنی شرعی ذمہ داری پوری کی۔

مولوی مرتضیٰ حسن دیوبندی کا اعتراف

دارالعلوم دیوبند کے ناظم تعلیمات مولوی مرتضیٰ حسن چاند پوری نے بھی یہ بات تسلیم کی ہے۔ لکھتا ہے:۔

> ''اگر خان صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے تھے جیسا کہ انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ ان کو اگر وہ کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے'' (اشد العذاب ص 13)

یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ذمہ داری پوری کرنے کے لئے ان دیوبند مولویوں پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ خود رشید احمد گنگوہی بھی اس بات کا اقراری ہے کہ جن الفاظ سے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین وتحقیر کا وہم بھی پیدا ہو تو یہ الفاظ کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اگر چہ اس کی نیت حقارت کی نہ ہو۔ ملاحظہ کیجئے:۔

> ''جو الفاظ موہوم تحقیر سرور کائنات علیہ السلام ہوں۔ اگر چہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے'' (لطائف رشیدیہ ص 22 اور الشہاب الثاقب ص 57)

اب آیئے دیکھیں کہ دیوبندی مولویوں سے واقعی ایسے الفاظ صادر ہوئے ہیں یا

نہیں؟ اگر ان سے ایسے الفاظ صادر ہوئے ہیں تو پھر واقعی مولانا احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ حق بجانب تھے۔ والا فلا۔ اس بارے میں دیکھئے مشہور دیوبندی مولوی ماہر القادری لکھتا ہے:۔

"ہاں یہ ضرور ہے کہ بعض مئوحدین علماء سے لفظوں میں بے احتیاطی ضرور ہوگئی ہے۔ بات قرینہ اور خوبصورتی کے ساتھ محتاط انداز میں کہنی چاہئے تھی" (فاران توحید نمبر 9 ماہ جون 1957ء)

علمائے اہلسنت بھی تو یہی بات کہتے آئے ہیں اور آج بھی یہی مطالبہ ہے کہ جن کتابوں میں دیوبندی مولویوں نے گستاخانہ اور توہین کے الفاظ لکھے ہیں وہ کتابیں دفن کر دی جائیں اور ان کی طباعت وفروخت پر پابندی لگا دی جائے۔

اہلسنت کے مقتدر عالم دین علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی بات واضح کر دی ہے۔ "دیوبندی حضرات اور اہلسنت کے درمیان بنیادی اختلافات کا موجب علمائے دیوبند کی صرف وہ عبارات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کھلی توہین ہے" (الحق المبین) اس سے ذرا پہلے ہم "لطائف رشیدیہ" اور "شہاب ثاقب" کے حوالے سے علمائے دیوبند کی صراحت بتا چکے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں توہین آمیز یا گستاخانہ الفاظ کی صورت میں کہنے والے کی نیت کا اعتبار ہرگز نہ کیا جائے گا۔ گستاخانہ الفاظ' گستاخی ہی سمجھے جائیں گے۔ لیکن اگر ایسے الفاظ کہنے والے کی نیت "توہین" کی نہیں تو وہ اپنے الفاظ واپس لے اور توبہ کرلے۔ اس لئے کہ اگر یہ دروازہ ہم نے کھلا چھوڑ دیا تو پھر ہر گستاخ رسول (مثلاً قادیانی وغیرہ) نیت کی صفائی کا بہانہ بنا کر خود کو بچا لے گا۔ اس طرح تو "گستاخی اور توہین" والی کوئی بھی چیز باقی نہ رہے گی۔

دیوبندی علماء کی کفریہ عبارات پر علماء حرمین کا کفر کا فتویٰ

اسی وجہ سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علمائے دیوبند پر ان کی کفریہ عبارتوں کی بنا پر خود بھی کفر کا فتویٰ صادر فرمایا اور ان کی یہ عبارتیں علمائے مکہ و مدینہ (زادھما

اللہ شرفا و تعظیما) کے سامنے پیش کر کے ان سے بھی فتویٰ حاصل کیا۔ انہوں نے متفقہ طور پر اعلیٰ حضرت والے فتویٰ سے اتفاق کرتے ہوئے لکھا کہ بے شک ان عبارتوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح توہین کی گئی ہے اور یہ عبارتیں لکھنے والے گستاخ رسول، دین سے خارج مرتد ہیں۔ اس فتویٰ پر مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے 34 علمائے کرام نے دستخط کئے۔ ان فتاویٰ کے مجموعہ کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان میں ''حسام الحرمین'' کے نام سے شائع کرایا۔ اس کی اشاعت سے لوگوں کی آنکھیں کھل گئیں۔ دوسری جانب دیوبندی وہابی مولویوں کے لئے گویا زلزلہ برپا ہو گیا کہ ہر طرف سے ان پر پھٹکاریں پڑنے لگی تھیں۔ مسلمانوں نے ان کو مسجدوں میں سے دھتکار کر نکال دیا۔ ان کی اقتداء میں کوئی بھی مسلمان نماز پڑھنے کے لئے تیار نہ تھا۔ ان کی مکروہ صورتیں دیکھ کر مسلمان ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' پڑھنے لگے۔ نہ صرف یہ کہ ہندوستان ہی میں یہ ذلتیں ان پر برسنے لگیں بلکہ ان کے ایک سرغنہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مصنف ''براھین قاطعہ'' مولوی حسین احمد مدنی کے استاد کو ذلیل کر کے حرمین شریفین میں سے نکال باہر کر دیا گیا اور وہ بے چارگی کے ساتھ ''بڑے بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے'' کہتا ہوا دیوبند میں آ پہنچا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا (بشرطیکہ دیوبندی مولویوں میں حق پسندی، خوف خدا، شرم رسول ہوتی) کہ یہ لوگ ان کفریہ اور گستاخانہ عبارتوں سے توبہ کر لیتے مگر ان کو اس کی توفیق نصیب نہ ہوئی اور نہ ہی آج تک کسی گستاخ رسول کو رجوع کرنا نصیب ہوا۔ اس کے برعکس ان انگریزوں کے نمک خوار ایجنٹوں نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف الزام تراشی اور بہتان طرازی شروع کر دی۔ پھر انہوں نے اسی پر بس نہ کی بلکہ گالیاں دینے اور دائرہ اخلاق سے نکل جانے سے بھی باز نہ رہے۔ ان کے ایک نام نہاد شیخ الاسلام مولوی حسین احمد مدنی نے اعلیٰ حضرت کے خلاف ایک سو گیارہ صفحات پر مشتمل ایک کتاب لکھی ہے جس میں چھ سو چالیس گالیاں ہیں۔ مگر ناموس رسالت پر اپنی عزت و آبرو قربان کر دینے والے مرد مجاہد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے کچھ بھی اثر قبول نہ کیا بلکہ محبوب رب العالمین کے اس سچے عاشق نے گستاخان رسول ﷺ کی ان گالیوں کا اس طرح جواب دیا:

نہ مرا ہوش بمدح نہ مرا گوش ذمے

مصنف کتاب عقائد دیو بند اور الشہاب الثاقب کی منافقانہ پالیسی

جب ان گالیوں اور بداخلاقیوں سے ان کو کچھ حاصل نہ ہوا اور ''حسام الحرمین'' کی اشاعت سے ان کی عیاریاں اور مکاریاں جو کافی عرصہ سے ڈھکی چھپی تھیں، ظاہر ہو گئیں اور علمائے حرمین شریفین کے فتویٰ سے ان کی بے دینی اور کفر ظاہر ہو گیا تو یہ لوگ بدحواس اور پاگل ہو کر رہ گئے۔ وہ اپنے عیوب کی پردہ پوشی کے لئے از سر نو پروگرام مرتب کرنے میں لگ گئے۔ کافی سوچ بچار کے بعد انہوں نے یہ طے کیا کہ ایک من گھڑت سوالنامہ تیار کر کے از خود اس کے جواب لکھے جائیں۔ اس کی نوعیت اس طرح کی ہو کہ وہابی عقائد سے بظاہر بیزاری کا اظہار کیا جائے اور خود کو اہلسنت ظاہر کر کے علمائے حرمین شریفین کو اطمینان دلایا جائے کہ علمائے دیو بند بھی سنی ہیں، ان کا وہابیہ سے کچھ بھی تعلق یا واسطہ نہیں ہے اور ان کے عقائد اس طرح کے ہیں۔ پھر اس پر علمائے حرمین شریفین سے دستخط کرا لئے جائیں اس کے بعد ان کے جوابات کو قدرے ترمیم کے ساتھ ہندوستان میں شائع اور تقسیم کیا جائے تا کہ حسام الحرمین کی اشاعت سے عوام میں ''علمائے دیو بند'' کے خلاف جو نفرت پیدا ہو چکی ہے، شاید کہ کسی حد تک ختم ہو سکے اور دوسرا یہ کہ اپنے دفاع کے لئے یہ پروپیگنڈہ بھی کرایا جائے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب نے ہم دیو بندیوں پر الزام لگا کر علمائے حرمین شریفین سے غلط فتویٰ لے لیا ہے جبکہ ہم تو سُنی ہیں، ہم ہرگز وہابی نہیں ہیں۔ وغیرہ۔

اس منصوبہ بندی کے تحت ایک فرضی سوالنامہ مرتب کر کے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو دیدیا کہ وہ اس کے جوابات لکھیں۔ اس نے ان سوالات کے جوابات اس نوعیت کے لکھے کہ ایک غیر جانبدار شخص جو ان چالبازیوں اور ان کی دوہری پالیسی سے ناواقف ہو، اس کو یقین ہو جائے کہ یہ بے چارے علمائے دیو بند تو پکے سُنی ہیں۔ اس طرح کسی حد تک یہ اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو گئے۔ ان سوالات و جوابات کو ''المهند علی المفند'' المعروف ''عقائد علمائے دیو بند'' کے نام سے انہوں نے شائع کر کے تقسیم کیا جس میں عوام کو دھوکہ دینے کے لئے ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کے عقائد پر تنقید کی گئی تا کہ

لوگ یہ سمجھیں کہ ابن عبدالوہاب نجدی اور دیو بندیوں کے عقائد میں فرق ہے۔اس منافقانہ سازش کے تحت پھر ایک دوسری کتاب ''الشہاب الثاقب'' دیو بند کے صدر المدرسین مولوی حسین احمد مدنی نے بھی لکھی۔اس نے بھی اسی طرح یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی کہ ہم دیو بندی ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کی جماعت وہابیہ کے عقائد کو غلط اور قرآن وحدیث کے خلاف سمجھتے ہیں۔ہم ان کے عقائد سے متفق نہیں ہیں بلکہ ہم مخالف ہیں۔اس نے بار باران کو ''وہابیہ خبیثہ'' جیسے سخت الفاظ سے نوازا ہے تاکہ پڑھنے والوں کو یقین آ جائے کہ دیو بندی مولوی واقعی وہابیوں کے خلاف ہیں۔

غرضیکہ ''حسام الحرمین'' کی اشاعت کے بعد دیو بندی مولوی اس قدر بدحواس ہو گئے کہ ظاہر ظہور وہابیوں اور ابن عبدالوہاب نجدی کے خلاف دھڑا دھڑ فتوے داغنے شروع کر دیئے مگر وہ یہ بات بھول گئے کہ ہمارے اکابرین نے اس سے پہلے وہابیوں اور ابن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں اپنے فتوؤں میں کیا لکھا ہے۔مثال مشہور ہے کہ: دروغ گورا حافظہ نباشد۔جھوٹے کی یادداشت گم ہو جایا کرتی ہے۔سو اس کے مصداق انہوں نے اپنے اور اپنے اکابرین کے پہلے سب فتوے بھلا کر نئے سُر میں نیا راگ الاپنا شروع کر دیا۔نتیجتاً بمصداق یک نہ شد دو شد۔یہ اگلے پچھلے کتاب دیو بندی جماعت کے لئے حلق میں مچھلی کے پھنسے ہوئے کانٹے کی مانند وبال جان بن گئے ہیں کیونکہ جب آپ ''المھند'' اور ''الشہاب الثاقب'' کتابوں کو دیکھیں گے تو آپ کو محسوس ہوگا کہ گویا یہ کتاب ''تقویۃ الایمان'' ''صراط مستقیم'' ''براھین قاطعہ'' ''تحذیر الناس'' ''فتاویٰ رشیدیہ'' ''حفظ الایمان'' وغیرہ کتابوں کے رد میں لکھے گئے ہیں۔اس لئے کہ جن مسائل کو ان کتابوں میں شرک، کفر، بدعت اور حرام لکھا گیا ہے وہی مسائل ''المھند'' اور ''الشہاب الثاقب'' میں جائز، مباح اور کار ثواب قرار دیئے گئے ہیں۔اس بدحواسی کے عالم میں دیو بندی حضرات تضاد بیانی کے گہرے گڑھے میں گر کر اس طرح پھنس گئے ہیں کہ جتنا تڑپتے ہیں، اُتنا ہی پھنستے چلے جاتے ہیں۔ان کی تضاد بیانی قابل دید ہے۔

دیوبندیوں کی تضاد بیانی

مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنی کتاب فتاویٰ رشیدیہ میں وہابی جماعت اور ابن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کے عقائد عمدہ ہیں۔ یہ دیندار، حدیث پر عمل کرنے والے، سنت کے پابند اچھے خیال والے ہیں۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ ص 96 اور ص 235۔ مگر ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کی جماعت کے بارے میں مولوی حسین احمد مدنی یوں لکھتا ہے:۔

1- ابن عبدالوہاب نجدی کے خیال فاسد اور عقیدے باطل تھے۔ یہ ایک ظالم، باغی، خونخوار اور فاسق شخص تھا۔ (شہاب ثاقب ص 42)

2- وہابی خبیث، بے ادب اور گستاخ ہیں۔ (ص 43)

3- وہابی اپنے سوا ساری دنیا کے بزرگوں، ولیوں، علماء اور مسلمانوں کو مشرک، کافر اور واجب القتل سمجھتے ہیں۔ (ص 43)

4- مسلمانوں کے مال کو لوٹ لینا، ان کو قتل کرنا جائز و حلال بلکہ واجب سمجھتے ہیں۔ (ص 43)

5- وہابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے "حیات النبی" ہونے کے منکر ہیں۔ (45)

6- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کے متعلق گندے الفاظ بولتے ہیں۔ (ص 47)

7- حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور ان کے دربار مقدس میں حاضری کو بدعت کہتے ہیں۔ (ص 45)

8- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے سامنے کھڑے ہو کر زیارت کرنے کو حرام کہتے ہیں۔ (ص 45)

9- وہابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے جانے کو "زنا" سے بھی بدتر سمجھتے ہیں۔ (ص 46)

10- مسجد نبوی میں بھی صلوٰۃ وسلام پڑھنے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ (ص 46، ص 66)

-11 شان نبوت میں نہایت گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔(ص 47)
-12 وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ اب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر کچھ بھی احسان نہیں ہے۔(ص 47)
-13 وہابی خود کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا سمجھتے ہیں۔(ص 47)
-14 دعا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لینے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔(ص 47، ص 57)
-15 ابن عبدالوہاب کا مشہور مقولہ ہے کہ (معاذ اللہ) میرے ہاتھ والی لاٹھی مجھ کو حضور سے زیادہ فائدہ دیتی ہے کہ اس سے کُتے بلے کو روک سکتا ہوں مگر حضور سے تو اتنا فائدہ بھی حاصل نہیں ہے۔(ص 47)
-16 صوفیائے کرام کے باطنی اشغال ذکر، فکر، مراقبہ وغیرہ کو بدعت وضالت و بیکار سمجھتے ہیں۔(ص 59)
-17 بزرگوں کے سلسلوں (قادری، نقشبندی، چشتی، سہروردی) میں داخل ہونے کو نہایت حرام سمجھتے ہیں۔(ص 59)
-18 وہابی کسی بھی امام کے مقلد نہیں ہیں۔(ص 63-62)
-19 وہابی چاروں اماموں (امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم) کی شان میں خراب اور خبیث الفاظ استعمال کرتے ہیں۔(ص 62)
-20 اہلسنت وجماعت کے عقائد سے بالکل منحرف ہیں۔(ص 62)
-21 وہابی، حنبلی کہلانے کے باوجود حنبلی نہیں ہیں اور اس دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔(ص 63)
-22 وہابی اکابرین امت کی شان میں بے ادبی اور گستاخی والے الفاظ بولتے ہیں۔(ص 63)
-23 وہابی، نداء یارسول اللہ سے مطلقاً منع کرتے ہیں۔(ص 64)
-24 الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہنے کو وہابی سختی کے ساتھ منع کرتے ہیں۔

(ص65)

25- وہابی ظاہر ظہور کہتے ہیں کہ "یارسول اللہ" کہنا شرک اور کہنے والا مشرک ہے۔ (ص65)

26- وہابی، انبیاء علیہم السلام کے قبروں میں حیات ہونے کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام بھی دوسروں کی طرح وفات پا گئے ہیں۔ (ص65)

27- مسجد نبوی سے پیٹھ کر کے چلے جاتے ہیں اور نبی کریم پر صلوٰۃ وسلام نہیں پڑھتے اور اسے بدعت اور مکروہ سمجھتے ہیں۔ (ص66)

28- وہابی کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھنے اور دلائل الخیرات پڑھنے، قصیدہ بردہ پڑھنے اور قصیدہ ہمزیہ پڑھنے اور اس کا ورد کرنے کو سخت خراب اور مکروہ سمجھتے ہیں۔ (ص66)

29- وہابی قصیدہ بردہ شریف کے بعض اشعار کو مشرکانہ شعر سمجھتے ہیں۔ (ص66)

30- وہابیوں کا کہنا یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ظاہری شریعت کا علم تھا اس کے علاوہ حقانی اسرار کے علم سے (نعوذ باللہ منہا) حضور ﷺ خالی تھے۔ (ص67)

31- وہابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے ذکر مبارک کو ہر حال میں قبیح اور بدعت سمجھتے ہیں۔ (ص67)

32- ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کی جماعت نے حرمین شریفین کے باشندوں کو ہزاروں کی تعداد میں شہید کیا اور ہزاروں کو اذیتیں دیں۔ (ص62)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے بھی اپنی کتاب "المھند" المعروف "عقائد علمائے دیوبند" میں ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کی وہابی جماعت کے متعلق لکھا ہے کہ وہ خارجی شخص تھا اور اس کی جماعت بھی خارجیوں اور باغیوں کی جماعت تھی۔ (ص19)

ناظرین حضرات! غور فرمایئے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے جس شخص کو سنت کا پابند، دیندار، عامل بالحدیث اور عمدہ اخلاق والا کہا ہے کیا وہ شخص ظالم، باغی، خونخوار، فاسق، خبیث، گستاخ، حیات النبی کا منکر، حضور کا بے ادب، ولیوں، بزرگوں کا دشمن، اماموں کا

گستاخ، درود وسلام کا منکر اور ہزاروں مسلمانوں کا قاتل ہوسکتا ہے؟ یا جو شخص ظالم، باغی، خونخوار، فاسق، خبیث، گستاخ، حیات النبی کا منکر، حضور کا بے ادب، ولیوں، بزرگوں کا دشمن، اماموں کا گستاخ، درود وسلام کا منکر اور ہزاروں مسلمانوں کا قاتل ہو، کیا وہ سنت کا پابند، عامل بالحدیث، دیندار اور عمدہ اخلاق والا ہوسکتا ہے؟ یہ فیصلہ آپ صاحبان کی صوابدید پر چھوڑا جاتا ہے کہ ان مندرجہ بالا باتوں میں سے کون سے دیوبندی مولوی کی بات سچی ہے۔ دیوبندیوں کے ''قطب الاقطاب'' کی بات سچی ہے یا دیوبندیوں کے ''شیخ الاسلام'' کی بات سچی ہے؟

دیوبندیوں کی دوسری تضاد بیانی

مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے کہ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب جمیع اشیاء آنحضرت ﷺ کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے سو محض باطل اور خرافات میں سے ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص 72)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عطائی علم غیب ماننا رشید احمد گنگوہی کے فتویٰ کے بموجب غلط اور باطل ہے۔ مگر مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم عطائی کا اقرار کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں جن کو ذات وصفات اور تشریعات یعنی احکام عملیہ وحکم نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ واسرار مخفیہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرب فرشتہ نہ نبی ورسول اور بے شک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر فضل عظیم ہے۔ (المھند ص 30-29)

دیکھ لیجئے! مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتویٰ کے بموجب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ''عطائی علم غیب'' ماننا بالکل باطل ہے مگر اس کا شاگرد مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری مخلوقات سے زیادہ علم عطا کیا ہوا ہے اور ان کو ''اولین وآخرین'' کی بھی خبر ہے۔ فیصلہ آپ فرمائیں کہ ان دونوں میں سے سچا کون ہے؟

دیوبندیوں کی تیسری تضاد بیانی

دیوبندی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی محفل میلاد کے متعلق لکھتا ہے: ''پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے کہ نقل شہادت اہل بیت ہر سال مناتے ہیں۔ معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم وحرام وفسق ہے'' (براھین قاطعہ ص154)

اس عبارت میں غور کریں کہ مولوی خلیل احمد دیوبندی کس قدر جسارت اور بے ادبی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ہر روز میلاد شریف منانا ہندوؤں کے رام کرشن والے دن منانے کے مشابہ ہے اور اس کو تماشہ، مسخری، خراب حرکت، ملامت کے لائق، حرام اور گناہ کا کام ٹھہرایا ہے لیکن جب اس کی اس بے ادبی والی عبارت کے خلاف علمائے حرمین شریفین نے کفر و بے دینی کا فتویٰ صادر کیا تو یکدم پہلو بدل کر یک لخت اس عبارت ہی سے دستبردار ہو گیا کہ میں نے تو اس طرح لکھا ہی نہیں ہے۔ میرا عقیدہ تو یہ ہے:

> حاشا ہم تو کیا، کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کا بلکہ آپ کے جوتوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کے تذکرہ کو بھی قبیح و بدعت سیئہ کہے۔ وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرہ بھی علاقہ ہے، ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ ہے اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول و براز اور نشست و برخواست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو۔ (المھند ص 27)

اس سے پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ ایک دیوبندی مولوی دوسرے دیوبندی کے خلاف فتویٰ دے رہا تھا مگر یہاں تو حیرت انگیز بات ہے کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، ایک کتاب میں میلاد شریف کو ہندوؤں کے ''رام کرشن'' والے دن منانے سے مشابہت دے کر حرام اور بدعت کہہ رہا ہے لیکن وہی مولوی دوسری کتاب میں میلاد شریف کو ''بہترین

مستحب" مانتا ہے۔ پتہ نہیں کہ ان کی دونوں کتابیوں "براھین قاطعہ" اور "المھند" میں سے کون سا "ناسخ" ہے اور کون سا "منسوخ" ہے؟

دیوبندیوں کی چوتھی تضاد بیانی

یہی مولوی خلیل احمد دیوبندی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو "بھائی" کہتے ہوئے لکھتا ہے: "اگر کسی نے بنی آدم ہونے کے ناطے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا؟ وہ تو خود نص کے موافق ہی کہتا ہے" (براھین قاطعہ ص 7)

اس عبارت میں مولوی خلیل احمد کہتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو "بھائی" کہا جا سکتا ہے کہ ہم دیوبندی "بنی آدم" ہیں اور حضور بھی بنی آدم ہیں۔ اس کی اس گستاخانہ عبارت پر جب علمائے حرمین شریفین نے کفر کا فتویٰ لگایا تو پہلے کی طرح یہاں بھی یکدم گرگٹ کی طرح رنگ بدل کر اس عبارت سے ہی دستبردار ہو گیا کہ میں نے تو اس طرح لکھا ہی نہیں ہے۔ میرا عقیدہ تو یہ ہے:۔

> "ہم میں اور ہمارے بزرگوں میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے اور ہمارے خیال میں کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے"
> (المھند ص 28)

یہاں بھی غور کا مقام ہے کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی ایک کتاب میں لکھتا ہے کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو "بھائی" کہہ دیا جائے تو کوئی گناہ نہیں ہے مگر وہی مولوی دوسری کتاب میں لکھتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے بھائی جتنی فضیلت دینے والا دائرہ ایمان سے ہی خارج ہے۔ اب اپنے ہی فتویٰ سے مولوی خلیل احمد دیوبندی دائرہ ایمان سے خارج ہو گیا۔ مقولہ ہے کہ "قہر درویش بر جان درویش" سو اس کے مصداق حضور کو بھائی کہنے والے مولوی خلیل احمد کو اپنا ہی فتویٰ مہنگا پڑ گیا

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

جب بڑے بھائی جتنی فضیلت دینے والے کے لئے مولوی خلیل احمد کا فتویٰ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے تو پھر صرف ''بھائی'' کہنے والے کے لئے کون سا فتویٰ ہونا چاہئے؟ مقولہ ہے کہ ''جیسا کوا ویسے بچے'' سو تمام دیوبندیوں کے ''گرو'' مولوی اسماعیل دہلوی کا عقیدہ بھی جب یہ تھا: ''انسان سب آپس میں بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے' سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے'' (تقویتہ الایمان ص 101) اس لئے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے بھی براھین قاطعہ میں وہی راگ الاپا تھا کہ: ''اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ ﷺ کو بھائی کہہ دیا تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا'' (ص 7) اور پھر جب اس گستاخانہ عبارت کی وجہ سے علمائے حرمین شریفین اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ''کفر'' کا فتویٰ لگایا تو یکسر گردن نیچی کر کے ایسا جھوٹ ٹھونک دیا کہ: ''او بھائی! ہم نے تو ایسا کہا ہی نہیں ہے''

لطیفہ: براھین قاطعہ کی اوپر کی عبارت میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کہہ رہا ہے کہ اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے کی وجہ سے اپنا بھائی کہے تو بالکل ٹھیک ہے۔ نص کے خلاف نہیں ہے۔ اس کا جواب اگر اس طرح دیا جائے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی' مولوی قاسم نانوتوی' مولوی اشرف علی تھانوی' مولوی حماداللہ ہالیجوی' مولوی احمد علی لاہوری' مولوی میر محمد میر کی آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے کی وجہ سے ابوجہل' فرعون' قارون' ہامان اور عیسائیوں' یہودیوں کے بھائی ہیں تو بالکل ٹھیک ہے۔ نص کے خلاف نہیں ہے۔ تو آیا دیوبندی مولوی خوش ہوں گے اور اس بات کو تسلیم کر لیں گے؟ کیا وہ اس بات کو اپنے مولویوں کی بے ادبی نہ سمجھیں گے؟ لیکن افسوس کہ ایسے بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ حضور اکرم ﷺ کے بارے میں لکھ کر تو خوش ہوتے ہیں اور نص کا حوالہ دیتے ہیں مگر اپنے مولویوں کے بارے میں ایسے الفاظ کو بے ادبی سمجھتے ہیں۔

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا جھوٹ

''المھند'' میں مولوی خلیل احمد نے لکھا ہے: ہمارے کسی بھی بزرگ کا یہ عقیدہ نہیں

ہے کہ حضور ﷺ کی بڑے بھائی جتنی عزت ہے۔مگر آپ یہ حوالہ پڑھیں اور مولوی خلیل احمد کے جھوٹ کا اندازہ لگائیں۔اولیاء وانبیاء،امام زادہ، پیروشہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔مگران کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے۔ہم ان کے چھوٹے ہیں۔سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہئے۔(تقویۃ الایمان ص102)

ناظرین کرام! مولوی اسماعیل دہلوی دیوبندیوں کا بزرگ ہے یا نہیں؟ دیوبندی اس کو بزرگ تسلیم کرتے ہیں یا نہیں؟ یقیناً آپ تسلیم کریں گے کہ دیوبندی، مولوی اسماعیل دہلوی کو اپنا بڑا اور گرو مانتے ہیں۔پھر مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے جھوٹ کیوں لکھا کہ ہمارے کسی بھی بزرگ کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔شاید کہ خلیل احمد دیوبندی، مولوی اسماعیل دہلوی کو اپنا بزرگ نہیں مانتا۔بہرحال ثابت ہوا کہ مولوی اسماعیل اور مولوی خلیل احمد دونوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء واولیاء کو اپنے بڑے بھائی جیسا سمجھنا چاہئے اور خلیل احمد انبیٹھوی کے فتویٰ کے بموجب یہ دونوں دائرہ ایمان سے خارج ہوگئے

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

دیوبندیوں کی پانچویں تضاد بیانی

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی سے پوچھا گیا تھا کہ کیا آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ شیطان ملعون کا علم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ وسیع ہے؟ کیا آپ نے اپنی لکھی ہوئی کسی کتاب میں ایسا عقیدہ بیان کیا ہے؟ اور جس کا عقیدہ ایسا ہو اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

مولوی انبیٹھوی نے اس سوال کا یہ جواب دیا:۔

جواب: ''جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے''(المھند ص33)

مگراب دیکھنا یہ ہے کہ اس عقیدے کا قائل کون ہے؟

1- الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر

عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے۔ (براھین قاطعہ ص 55)

اس سے آگے زیادہ وضاحت سے لکھتا ہے:۔

2- پس اعلیٰ علیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ (ص 56)

پہلی عبارت میں مولوی خلیل احمد لکھتا ہے کہ شیطان اور ملک الموت (عزرائیل علیہ السلام) کے لئے علم کی وسعت نص سے ثابت ہے لیکن حضور اقدس ﷺ کا علم شیطان اور ملک الموت جتنا بھی نہیں ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ کے علم کی وسعت کے لئے کوئی بھی دلیل نہیں ہے۔

دوسری عبارت میں لکھتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی روح مبارک کا اعلیٰ علیین میں ہونے کی وجہ سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضور انور ﷺ کا علم بھی ملک الموت کے برابر ہے۔ زیادہ ہونے کا تو کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ غور کا مقام ہے جب شیطان اور ملک الموت کی وسعت علم کے لئے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے پاس نص ہے مگر حضور اکرم ﷺ کی وسعت علم کے لئے اس کے پاس نص نہیں ہے تو یقیناً وہ یہ بات تسلیم کرتا ہے کہ شیطان اور ملک الموت کا علم (معاذ اللہ) حضور ﷺ کے علم سے زیادہ وسیع ہے۔

اب بتایئے کہ حضور اقدس ﷺ کے علم مبارک سے شیطان اور ملک الموت کے علم کی وسعت کو ماننے والا مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اپنے ہی فتویٰ کے مطابق کافر ہوا یا نہیں؟

قارئین کرام! علمائے دیوبند کی اس دوہری پالیسی کو دیکھئے اور ان سے پوچھئے کہ تمہارے نزدیک ''المھند'' والا فتویٰ صحیح ہے؟ اگر ''المھند'' والا فتویٰ صحیح تسلیم کرتے ہو تو ''براھین قاطعہ'' والا فتویٰ دینے والا کافر ہے اور اگر ''براھین قاطعہ'' والے فتویٰ کو صحیح

مانتے ہوتو ''المھند'' والا فتویٰ دینے والا کافر ہے اور اگر ان دونوں کتابوں کے فتوے صحیح تسلیم کرتے ہوتو پھر تم سب کے سب کافر ہو۔

بہرحال دیوبندیوں کے لئے ان کی یہ ڈبل پالیسی، ڈبل عذاب ہے کہ کسی بھی حالت میں کفر کے فتویٰ سے بچ نہیں سکتے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

انہوں نے تو تضاد بیانیوں کی انتہا کر دی ہے۔ جیسے کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی ایک کتاب میں لکھتا ہے کہ شیطان کا علم حضور اکرم ﷺ کے علم سے وسیع ہے مگر مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دوسری کتاب میں یہ عقیدہ رکھنے والے کو کافر کہہ رہا ہے۔ دیوبندی مولویوں کی اس طرح کی سب تضاد بیانیوں کو اگر جمع کیا جائے تو ایک ضخیم دفتر تیار ہو جائے گا۔ (اور یہ بھی عنقریب منظر عام پر آنے ہی والا ہے) سردست ہم نے ان کے چند فتوؤں کے نمونے بطور سیمپل آپ کے سامنے پیش کر دیئے ہیں کہ آپ کو ''دیوبندی دھرم'' کا کچھ اندازہ ہو جائے۔

بدحواسی کس لئے؟

معزز قارئین! یقیناً آپ یہ سوچ کر حیران ہو رہے ہوں گے کہ آخر یہ ماجرا کیا ہے؟ دیوبندی مولوی کس لئے اپنے ہی فتوؤں سے منحرف ہو رہے ہیں؟ پھر یہ انحراف بھی اس قدر کہ یہ صاحبان خود اپنے ہی خلاف کفر کے فتوے صادر کر دیتے ہیں۔ اس کا سیدھا جواب یہ ہے کہ جب کتاب ''حسام الحرمین'' علمائے حرمین شریفین کی تصدیقات کے ساتھ شائع ہو کر منظر عام پر آ گئی تو ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کے ہم مذہب دیوبندیوں کے پول ظاہر ہو گئے اور عام مسلمانوں کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔ ''حسام الحرمین'' کی اشاعت سے برصغیر کے مسلمانوں کو پہلی دفعہ پتہ چلا کہ مسلمانوں کے لباس میں کچھ نام نہاد مولوی ایسے بھی ہیں جو حضور اقدس ﷺ کو ''اپنے جیسا بشر'' جانتے ہیں اور ان کے علم مبارک کو جانوروں، چوپاؤں کے علم جیسا سمجھتے ہیں اور صلوٰۃ وسلام سے منع کرتے ہیں اور شیطان کے

علم کو حضور انور ﷺ کے علم سے وسیع تر سمجھتے ہیں اور ''محفل میلاد'' منعقد کرنے کو بدعت اور حرام ٹھہراتے ہیں اور اپنے سوا پوری دنیا کے مسلمانوں کو مشرک' کافر اور واجب القتل سمجھتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام کی شان میں گستاخیوں' بے ادبیوں کے مُرتکب ہیں۔ مسلمانان برصغیر جو کہ اول ہی سے مذہب اہلسنت و جماعت کے حامل اور اس پر عامل تھے وہ ان نام نہاد مولویوں کے تیز و تند فتوؤں اور ان کے گندے عقائد کی وجہ سے ان سے بیزار تھے۔ اس صورت حال میں جب علمائے حرمین شریفین کی تصدیقات کے ساتھ ''حسام الحرمین'' میں ان مولویوں پر ان کے کفریہ عقائد کی بناء پر کفر کے فتوے صادر ہوئے تو مسلمان ان دیوبندی مولویوں کو اچھی طرح پہچان گئے کہ ان کے اور ابن عبدالوہاب نجدی کے عقائد میں کچھ بھی فرق نہیں ہے۔

اس بدلتے اور بگڑتے معاملہ کو دیکھ کو دیوبندی مولوی حواس باختہ ہو گئے اور اپنے متعلق حالات کو سازگار بنانے کی خاطر منافقت کا جامہ پہن کر رافضیوں کی طرح ''تقیہ'' بازی سے کام لینا شروع کر دیا۔ یہ باور کرانے کے لئے کہ ہم وہابی نہیں ہیں' ابن عبدالوہاب نجدی اور جماعت وہابیہ کے خلاف دھڑا دھڑ فتوے داغنے لگے اور ان کو بے دین' ظالم' خونخوار' فسادی' خبیث' گستاخ رسول' خارجی لکھنے اور کہنے لگے۔ اس بدحواسی کے عالم میں انہوں نے اس بات کا بھی لحاظ نہ کیا کہ اس سے پہلے ہم اور ہمارے اکابرین ابن عبدالوہاب نجدی اور وہابیوں کو دیندار' عامل بالحدیث' سنت کے پابند اور عمدہ عقائد والے لکھتے اور کہتے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دیوبندی مولویوں کی کتابوں میں اس قدر تضاد نمایاں ہے۔ دراصل حق پرستی' حقیقت پسندی اور خودداری ہی ضمیر کو زندہ رکھتی ہے اور باطل پرستی' طمع و لالچ اور خود غرضی ضمیر کو بے جان مردہ بنا دیتی ہے۔ دیوبندی مولوی چونکہ دنیوی مفادات کے طالب گار تھے اس لئے انہوں نے طمع و لالچ میں پھنس کر حق پرستی کو خیرباد کہتے ہوئے ''برٹش گورنمنٹ'' کو اپنا ضمیر فروخت کر دیا اور اس کے عوض انہوں نے حکومت برطانیہ سے ماہانہ وظیفے' گرانقدر رقوم' عطیات اور جاگیریں حاصل کیں۔ انہوں نے انگریزوں کے طے کردہ منصوبہ کی تکمیل کے لئے مسلمانوں میں انتشار' افتراق اور فتنہ و فساد برپا کر کے ان کی کمر توڑ ڈالنے کے پروگرام پر عمل کرنا شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے

اسی غرض کے تحت جو مدرسہ دیوبند میں قائم کیا تھا اس کی کارگزاری کا اندازہ لگانے کے لئے انگریزی حکومت کے سرکردہ آفیسر دارالعلوم دیوبند کا معائنہ کیا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ ملاحظہ کیجئے:۔

انگریز آفیسر ''پامر'' کا دورہ دارالعلوم دیوبند

مولوی احسن نانوتوی دیوبندی کا سوانح نگار لکھتا ہے:

''اس مدرسہ دیوبند نے یوماً فیوماً ترقی کی۔ 21 جنوری 1875ء بروز یک شنبہ لیفٹننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمی ''پامر'' نے اس مدرسہ کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں: جو کام بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے۔ جو کام پرنسپل ہزاروں روپے ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے، وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے۔ یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد و معاون سرکار ہے۔ (مولانا محمد احسن نانوتوی ص 217)

محترم ناظرین! جب دیوبند کا مرکزی مدرسہ انگریز سرکار کا حامی اور پٹھو ہو تو وہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے مولوی بھی انگریزوں کے حامی اور نمک خوار یقیناً ہوں گے۔ یہ دیوبندیوں کے لئے ایک ایسا سیاہ داغ ہے جو تا قیامت نہ مٹے گا۔ دیوبندیوں کے ''حکیم الامت'' کو بھی انگریزی سرکار سے مقررہ وظیفہ ملتا رہا ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی کو ماہانہ چھ سو روپے ملتے تھے

دیوبندیوں کے مشہور شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی کا بیان ہے کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ہمارے آپ کے مسلم بزرگ اور پیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا گیا کہ ان کو چھ سو روپے حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔ (مکالمۃ الصدرین ص 16) (واضح رہے کہ اس وقت کے چھ سو روپے موجودہ وقت کے چھ لاکھ روپے سے زیادہ قیمت رکھتے تھے۔ مثلاً اس وقت گندم کی قیمت دو روپیہ فی من تھی اور اب

گندم کی قیمت 350 روپے فی من ہے)۔

اسی طرح دیوبندیوں کی سیاسی تنظیم ''جمعیت علمائے اسلام'' بھی انگریزی حکومت کی مالی مدد اور اشارہ سے وجود میں آئی تھی۔ حوالہ ملاحظہ ہو: ''مولانا حفظ الرحمٰن کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ کلکتہ میں جمعیت علمائے اسلام حکومت کی امداد اور اس کے ایماء سے قائم ہوئی ہے'' (مکالمۃ الصدرین ص 12)

دیوبندیوں کی تبلیغی جماعت بھی انگریزوں کی مدد سے قائم ہوئی

مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے کہا کہ مولوی الیاس صاحب کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداء میں حکومت کی طرف سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا۔ (مکالمۃ الصدرین ص 13)

غور کا مقام ہے کہ ''تبلیغ اسلام'' کے نام پر کسی مذہبی جماعت کی مالی مدد کرنے میں انگریزی حکومت کا کون سا مفاد تھا؟ اس بارے میں گزارش ہے کہ ایک ''دشمن اسلام حکومت'' کا یہ مفاد کچھ کم نہیں کہ مسلمانوں میں مذہبی تفرقہ کا ایک نیا باب کھل جائے اور ملت کی مجموعی قوت کو ایک نئے فتنہ میں اُلجھا کر پاش پاش کر ڈالا جائے اور ظاہر ہے کہ کسی بھی قوم کے انتشار و نااتفاقی سے دشمن کو ہی فائدہ پہنچا کرتا ہے۔ انگریز حکومت نے اسی فائدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے چیف ایجنٹ حاجی رشید احمد کے ذریعہ مولوی الیاس کو نقد رقم دے کر اپنا ایجنٹ بنایا اور پھر اس کے ذریعہ اسی کی ماتحتی میں ''تبلیغی جماعت'' کا قیام عمل میں لایا گیا تاکہ اس جماعت کے کارکن شہروں اور دیہات کے گلی کوچوں میں گشت لگا کر اور مسجدوں میں ڈیرے جما کر طاعون کے چوہوں کی طرح نجدیت وہابیت کے جراثیم بکھیرتے اور مسلمانوں میں فتنہ وفساد کے بیج بوتے پھریں۔ اس مقصد کے تحت انگریز حکمران تبلیغی جماعت کے بانی وامیر مولوی الیاس کو بڑی بڑی رقوم عطا فرماتے رہے اور مولوی الیاس اس مذموم کاروبار کو آگے بڑھاتے رہے اور کافی حد تک اپنے ناپاک مقصد میں کامیاب بھی ہوئے۔ اگرچہ قادیانی جماعت کو بھی انگریزوں نے اسی مقصد کے تحت

وجود بخشا تھا لیکن قادیانی مرزا آنجہانی اور اس کے جماعتیوں کے کُھلے کفر و ارتداد کے باعث قادیانی جماعت کو مسلمانوں میں مقبولیت حاصل نہیں ہو سکتی تھی اور تبلیغی جماعت والے چونکہ سُنی بن کر مئومنانہ شکل و صورت میں اپنے عقائد باطلہ کو چھپا کر مسلمانوں کے پاس پہنچتے تھے اس لئے بھولے بھالے مسلمانوں کو فریب دینے میں کسی حد تک کامیاب ہو جاتے تھے۔ واضح رہے کہ تبلیغی جماعت کا بانی مولوی الیاس اور اس کے اراکین کٹر دیوبندی وہابی ہیں اور انگریزوں کے نمک خوار مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی وہابی کے مشن کو آگے بڑھانے میں مصروف رہتے ہیں۔ مگر اپنی وہابیت کو بطور ''تقیہ'' پوشیدہ رکھ کر مسلمانوں کو بہکاتے ہیں۔ مولوی الیاس کا بیان ملاحظہ ہو: ''حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت کام کیا ہے۔ بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تعلیم میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی'' (ملفوظات مولانا الیاس ص 50)

اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون سا کام ہے جو مولوی تھانوی نے بہت کیا ہے۔ نیز یہ کہ اس کی تعلیم کیا ہے؟ جسے عام کرنے کے لئے مولوی الیاس بے چین ہے۔ تاریخی شواہد کے مطابق کام تو اس نے یہ کیا ہے کہ دوسرے انگریزوں کے ایجنٹ دیوبندی مولوی کی طرح اس نے بھی حکومت برطانیہ سے مبلغ چھ سو روپے ماہانہ وظیفہ کے عوض اپنے ضمیر اور دین و ایمان کا سودا کر لیا تھا اور انگریزوں کے منصوبہ کے تحت مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے اُمت کی اجتماعی متفق علیہ مسائل کے خلاف لکھتا اور تقریریں کرتا رہا اور اس کی تعلیم یہ ہے کہ نجدیہ وہابیہ کے باطل نظریات و عقائد کے فروغ کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر دی جائیں خواہ علمی انداز میں مغالطے دے کر یا مالی رشوت سے جس طرح داؤ لگے لوگوں کو وہابی بنانے کی کوشش کی جائے۔ چنانچہ لکھتا ہے:۔

''اگر میرے پاس دس ہزار روپے ہو ٔں سب کی تنخواہ کر دوں پھر خود ہی سب وہابی بن جائیں'' (الافاضات یومیہ جلد 3 ص 67) اس کے علاوہ مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لئے شان رسالت میں تنقیص و توہین کا ایسا مظاہرہ کیا جائے جس سے عاشقان رسول کے کلیجے پھٹ جائیں اور فتنہ و فساد کی ایسی آگ بھڑک اُٹھے کہ تا قیامت بجھ نہ سکے۔ اس کا عملی نمونہ اس نے یوں پیش کیا:

''آپ کی ذات مقدس پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔'' (حفظ الایمان ص 8)

مولوی تھانوی نے جو کام کیا اور جو تعلیم ظاہر ظہور دی، تبلیغی جماعت کا بانی امیر مولوی الیاس یہی سب کچھ کرنے کا متمنی ہے۔ مگر خفیہ طور پر تبلیغ دین کے پردے میں زہد و تقویٰ کے لباس میں، منافقت کے انداز میں (الامان والحفیظ)

قارئین کرام! بمصداق این خانہ ہمہ آفتاب است۔ مولوی تھانوی کا بھائی ''مظہر علی'' بھی حکومت برطانیہ کا تنخواہ دار سی آئی ڈی آفیسر تھا۔ اس نے بھی انگریزوں کے ناپاک منصوبہ کی بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ دیوبندیوں کے شیخ الاسلام مولوی حسین احمد ٹانڈوی کی گواہی ملاحظہ ہو:۔

''مولانا مرحوم (تھانوی) کے بھائی محکمہ سی آئی ڈی میں بڑے عہدیدار اخیر تک رہے۔ ان کا نام مظہر علی ہے۔ انہوں نے جو کچھ کیا ہو مستبعد نہیں۔'' (مکتوبات شیخ الاسلام جلد 2 ص 299)

اس سلسلے میں مزید کچھ لکھنا تحصیل حاصل ہے۔ اگر کوئی عین دوپہر کے وقت چمکتے سورج کا انکار کرتا ہے تو اسے اندھا ہی کہا جائے گا۔

حرف آخر

محترم ناظرین! مندرجہ بالا تاریخی شواہد اور اکابرین دیوبند کی کتابوں کے حوالوں کو پڑھ کر بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ اُمت میں فساد کے بانی کون ہیں۔ یقیناً آپ ان کو پہچان گئے ہوں گے جنہوں نے مسلمانوں کے متفق علیہ مسائل کی خلاف ورزی کر کے نئے نئے فتنے برپا کئے اور یہ بھی آپ اچھی طرح جان گئے ہوں گے کہ حکمران انگریز کے مذموم مقاصد کی تکمیل کرنے والے کون ہیں؟ حکومت برطانیہ کے ایجنٹ بن کر، بڑی بڑی

تنخواہیں، انعامات، مالی امداد لے کر اس برصغیر میں فتنہ وہابیت کو فروغ دینے والے دیوبندی مولویوں سے مکمل واقفیت آپ کو ہو چکی ہوگی لہٰذا اس موضوع پر فقیر مزید تفصیل کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ البتہ یہ وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے دیوبندی مولویوں کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے انہی کی مستند و معتبر کتابوں کے حوالوں سے لکھا ہے۔ ان پر کوئی الزام تراشی نہیں کی ہے۔ ہاں اگر اب دیوبندی مولوی یہ کہیں کہ ہم پر بہتان لگائے گئے ہیں، ہم پر جھوٹ الزامات گھڑے گئے ہیں تو ان پر لازم ہے کہ یا تو وہ یہ ثابت کریں کہ میں نے ان کی کتابوں کے غلط حوالے دیئے ہیں یا پھر صاف انکار کر دیں کہ جن کتابوں کے حوالے دیئے گئے ہیں، یہ کتابیں دیوبندی مولویوں کی لکھی ہوئی نہیں ہیں۔ یعنی یہ کتابیں ہم دیوبندیوں کی نہیں ہیں۔ اس لئے کہ یہ کتابیں حقیقتاً ان ہی کے بڑوں کی لکھی ہوئی ہیں اور میں نے جن کتابوں کے حوالے دیئے ہیں وہ بھی بالکل صحیح اور درست ہیں۔ کوئی بھی شخص کوئی بھی حوالہ تاقیامت غلط ثابت نہیں کر سکتا۔ یہ ان ہی کی کتابیں پکار پکار کر اعلان کر رہی ہیں کہ دیوبندیوں کے بڑے بڑے پیشوا برٹش گورنمنٹ کے نمک خوار تھے، وفادار تھے، برطانوی سامراج کو اپنی رحمدل گورنمنٹ کہتے تھے، سمجھتے تھے حتیٰ کہ ظالم و غاصب کافر انگریزی حکومت سے آزادی کے لئے لڑنے، جہاد کرنے والے مسلمان مجاہدین کو باغی، فسادی ٹھہراتے اور ان کے ساتھ انگریزوں کی حمایت میں جنگ کرتے رہے تھے۔ انگریزوں کے خلاف جہاد کو حرام قرار دیتے تھے۔ انگریزوں کی حمایت میں لڑ کر مرنے والوں کو شہید کہتے تھے اور حکمران انگریزوں کے ناپاک منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی خاطر انہوں نے قرآن وحدیث میں تحریف کرتے ہوئے حلال امور کو حرام اور حرام کاموں کو حلال ثابت کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ انہوں نے صحیح العقیدہ مسلمانوں کو بدعتی، مشرک اور کافر کہہ کر مسلمانوں میں فتنہ وفساد برپا کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا تھا۔ جن دنوں خونخوار ظالم حکمران انگریز مسلم مجاہدین پر ناقابل بیان مظالم ڈھا رہے تھے ان کی جائیدادیں ضبط کر رہے تھے، پھانسی دے کر شہید کر رہے تھے۔ مجاہدین کے رہنماء علمائے اہلسنت وجماعت علامہ فضل حق خیر آبادی، مجاہد اعظم مولانا سید کفایت علی کافی مراد آبادی، مولانا سید احمد شاہ استاد الہند مولانا مفتی صدر الدین خان دہلوی، مجاہد ملت مولانا احمد عثمانی بدایونی، مولانا وہاج

الدین، مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے حق پرستوں کو چُن چُن کر گرفتار کر رہے تھے، ان کو ناگفتہ بہ اذیتیں دے رہے تھے اور بعض کو ''کالے پانی'' بھیج کر جلاوطن کر رہے تھے، ان دنوں دیوبندیوں کے بڑے بڑے مولوی انگریزوں کی وفاداری و جانثاری کے صلے میں انگریزوں کی گود میں بیٹھے چین کی بنسری بجا رہے تھے، برٹش گورنمنٹ سے انعامات وصول کر رہے تھے اور ان کے سایہ عاطفت میں مسرور تھے۔ نہایت آرام و آسائش میں رہ کر ان کے گُن گا رہے تھے۔ یہ باطل پرست مولوی انگریزوں کے اس قدر احسان مند اور شکر گزار تھے کہ کسی بھی حالت میں ان کو دُکھ دینا اور ناراض کرنا نہیں چاہتے تھے۔ اس کے ثبوت میں مولوی اشرف علی تھانوی کا ارشاد ملاحظہ فرمائیے:۔

> ''ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ ایک شخص نے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ اگر تمہاری حکومت ہو جائے تو انگریزوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرو گے؟ میں نے کہا کہ محکوم بنا کر رکھیں، کیونکہ جب خدا نے حکومت دی تو محکوم ہی بنا کر رکھیں گے مگر ساتھ ہی اس کے نہایت راحت اور آرام سے رکھا جائے گا۔ اس لئے کہ انہوں نے ہمیں آرام پہنچایا ہے۔'' (افاضات یومیہ ص 697 ج 4)

مثل مشہور ہے کہ: ''جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے'' دیوبندی اکابرین کے سربراہ انگریزوں کے احسانات کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ حقیقت کو سمجھنے کے لئے اس سے بڑھ کر کون سے مزید ثبوت یا وضاحت کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟

مضحکہ خیز شرط:

بعض نادان، ناسمجھ کہتے ہیں کہ جب تک کسی جماعت کے بانی یا کارکن یہ صاف طور پر نہ کہیں کہ ہم دین کے دشمن یا مسلمانوں کے بدخواہ ہیں، تب تک ہم ان کو دین کے دشمن یا مسلمانوں کے بدخواہ تسلیم نہیں کریں گے۔ ان کی یہ شرط سراسر مضحکہ خیز اور بیہودہ ہے۔ اس لئے کہ کوئی چور یہ نہیں کہتا کہ میں چور ہوں، کوئی ڈاکو یہ نہیں بتائے گا کہ میں ڈاکہ ڈالنے والا ہوں اور کوئی دھوکہ باز، فریب کار و مکار یہ ظاہر نہ کرے گا کہ میں دھوکہ باز، فریب کار و مکار ہوں۔ ایسے بدمعاش اور بدکردار تو خود کو پاکباز، متقی، شریف، خیر خواہ اور ہمدرد بتا

کر ہی داؤ لگایا کرتے ہیں۔ اگر وہ اپنی اصلیت ظاہر کر دیں تو کوئی شخص ان کے داؤ میں نہیں آئے گا۔ اس لئے کسی بھی شخص کی اصلیت جاننے کے لئے اس کے کردار کو دیکھا جائے گا' اس کے کارناموں کو پرکھا جائے گا یا پھر اس شخص کی باتوں سے اندازہ لگایا جائے گا یا اس کی تحریروں سے واضح ہوگا کہ یہ شخص کیسا ہے؟

نتیجہ:

ملت فروشوں کے کارنامے' ان کی باتیں اور ان کی تحریریں' ان کی اصلیت کو اُجاگر کر رہی ہیں۔ صاف طور پر ظاہر کر رہی ہیں اور کھلی گواہی دے رہی ہیں کہ یہ لوگ بے دین' ملت فروش اور مسلمانوں کے دشمن ہیں' گستاخان رسول ہیں' برصغیر میں نجدی وہابی فتنے کو فروغ دینے والے ہیں' ملت اسلامیہ میں افتراق و انتشار پیدا کرنے والے انگریزی سامراج کے پروردہ' نمک خوار اور زر خرید ایجنٹ ہیں۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ جہاں بھی ان کے منحوس قدم پہنچے ان کی ابلیسانہ حرکتوں کی وجہ سے انتشار اور فتنہ وفساد برپا ہو گیا اور امن وسکون غارت ہو کر رہ گیا۔ یہ لوگ جہاں بھی گئے وہیں وہابیت کے خطرناک جراثیم پھیلانے شروع کر دیئے۔ تبلیغ دین کے پردے میں سیدھے سادے سُنی مسلمانوں کو بے دین بنانے میں لگ گئے۔ بات بات پر بدعت' شرک اور کفر کے فتوے داغنے لگے جس کے نتیجے میں مسلمان نت نئے جھگڑوں میں الجھ کر رہ گئے اور کچھ سُنی مسلمان ان کے بہکاوے میں آ کر اپنے مُرشدوں' مشائخ' اولیاء کرام کے مسلک سے برگشتہ ہو کر وہابیت کے مرض میں مبتلا ہو گئے اور صحیح العقیدہ سُنی مسلمانوں کے دشمن بن گئے جس کی وجہ سے ہر گلی میں جھگڑے' ہر محلہ میں فساد' ہر گھر میں لڑائی اور مسجدوں میں سُنی وہابی باہم لٹھ باری میں لگ گئے۔

زندہ مثال:

سندھ کے مشہور دیوبند مولویوں (امروٹی اور ہالیجی والوں) نے اپنے سلسلہ قادریہ کے مشائخ سے قطع تعلق کر کے "اس جماعت" سے ناطہ جوڑ لیا اور اس قدر بدعقیدگی کا شکار ہوئے کہ اپنے مشائخ بھرچونڈی شریف (جس کے فیض و برکت کے طفیل یہ پیر بنے

بیٹھے ہیں) کو بھی بدعتی اور مشرک کہنے لگے ہیں اور فتنہ وہابیت کو فروغ دینے میں مصروف ہیں۔ شیخ المشائخ، قطب ربانی، محبوب صمدانی، غوث الوری، علم الھدیٰ، شمس الولایت، مجدد الملت، محی السنۃ، قامع البدعت، سیدی وسندی و مرشدی حضرت پیر سائیں سید محمد راشد روضے دھنی قدس اللہ سرہ العزیز جو کہ لاہوریوں، امروٹیوں، ھالیجویوں، دین پوریوں، بیروالوں اور بانجی والوں کے داد پیر اور سندھ میں سلسلہ قادریہ کے علمبردار ہیں۔ یہ سب خود کو انہی کی ذات والاصفات سے بیعتاً منسوب کرتے ہوئے قادری کہلاتے ہیں اور قوم کو دھوکہ میں رکھ کر نذرانہ وصول کرتے، پاٹ پالتے رہتے ہیں۔ اس کے باوجود یہی ملا ان کے مبارک طریقے اور مسلک شریف پر شرک اور بدعت کے فتوے لگاتے اور وہابیت کا پرچار کرتے ہیں۔ دیکھا جائے تو ان کے طریقے و مسلک میں اور قادری راشدی مشائخ کے طریقے اور مسلک میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کے عرس مبارک، محفل میلاد منعقد کرنے کو بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ جبکہ قادری راشدی مشائخ عرس مبارک، محفل میلاد منعقد کرنے کو بہترین مستحب اور کار ثواب جانتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو ملفوظات شریف باب ۱۳ ج ۵ ص ۳۵۲)

اسی طرح قادری راشدی مشائخ کے طریقے میں باطنی فیض حاصل کرنے کے لئے مرید کو "مرشد کا تصور" قائم رکھنا لازم ہے۔ جیسا کہ شمس حقیقت و معرفت، صدر نشین، مسند ارشاد و ہدایت، حضرت خلیفۃ اللہ، فانی فی اللہ سیدنا و مرشدنا سید صبغۃ اللہ شاہ اول (تجر دھنی) احسن اللہ صبغۃ، وقدس اللہ سرہ العزیز نے "خزانہ المعرفہ" المعروف ملفوظات شریف میں تصور شیخ کے متعلق فرمایا ہے:

> "صورت مرشد را مانند پیراھن جسد خود باید پوشید و چناں باید دانست
> کہ ہر چہ ہست آں صورت مرشد مکمل است و خود رانسیا و منسیا
> فراموش و عدم انگارد و ہیچ چیز جز صورت مرشد مکمل بنظر نیاورد و
> استحکام صورت مرشد بدیں نمط طالب رابخاطر نقش خواہد بست۔"
> (ص ۲۰۰)

ترجمہ: مرشد کی صورت کو اس طرح تصور میں رکھا جائے جس طرح جسم پر ہمیشہ

پیراہن پہنا ہوتا ہے اور یوں سمجھنا چاہئے کہ حصول فیض و برکت کے لئے جو کچھ بھی ہے وہ مرشد کامل کی صورت ہے۔ خود کو بالکل فراموش کر دینا چاہئے، مرشد کی صورت کے سوا دوسری کوئی بھی چیز نظر میں نہ لائی جائے، اس طرح طالب کے دل پر ''تصور شیخ'' کا نقشہ نقش ہو جایا کرتا ہے۔ (انتہیٰ)

مگر اس کے برعکس ھالیجی والے مولوی حماد اللہ انڈھڑ نے تصور شیخ کو غلط سمجھ کر اس سیڑھی کو ہی درمیان سے نکال دیا۔ ملاحظہ ہو کتاب (مرشد ہالیجوی ص ۱۳ او ص ۱۳۲) پس اگر سیڑھی بیچ سے نکل جائے گی تو مرید، دھڑام سے زمین پر آن گرے گا یا نہیں؟ واضح رہے کہ ''تصور شیخ'' کا عمل مشائخ سلسلہ قادریہ میں زمانہ قدیم سے جاری ہے۔ یہ ارکان طریقت میں سے ایک رکن ہے، جیسا کہ سطور بالا میں ملفوظات شریف سے معلوم ہو چکا ہے، مگر چونکہ ہالیجی والوں کو بھی وہابیت کی منحوس ہوا لگ گئی، اسی لئے انہوں نے اپنے مشائخ کرام کے پاک مسلک اور ان کے طریقے سے انحراف کر کے دیوبندی وہابی ملاؤں کی بیعت کر لی۔ اسکے نتیجہ میں اپنے ''پیر خانہ'' سے کٹے ہوئے دھتکارے ہوئے کوسوں دور پڑے ہیں۔ ہر کوئی دیکھ سکتا ہے کہ ان ہالیجویوں، امروٹیوں، قادری راشدی مسلک کے جھوٹے دعویداروں کا اپنے مشائخ کبار کی درگاہوں سے کچھ بھی واسطہ نہیں ہے۔ ان کا اگر واسطہ ہے تو دیوبندی وہابیوں سے ہے جو مشائخ کرام کے گستاخ اور دشمن ہیں۔ جس کے لئے مزید کسی ثبوت کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کوئی معترض کہے کہ ان ہالیجویوں اور امروٹیوں نے اپنے مشائخ کی مخالفت نہیں کی ہے تو پھر ان سوالات کا کیا جواب دیا جائے گا کہ انہوں نے اپنے مشائخ کرام کے مکتوبات و ملفوظات میں بیان شدہ مسائل اور عقائد کی خلاف ورزی کیوں کی؟ اور یہ خود ''وہابی'' کہلانے میں فخر کیوں محسوس کرتے ہیں؟

ثابت ہوا کہ ان کے وہابی دیوبندی کہلانے سے ظاہر ہے کہ ہالیجوی، امروٹی، دینپوری، بیروالے، بانجی والے اور ٹھیڑائی سب بدعقیدہ اور مسلمانوں میں تفرقہ، ڈالنے والے اور نیا بیدین فرقہ پیدا کرنے والے ہیں۔

آمد برسر مطلب:

اس وقت ایک کتابچہ "بدعتی بریلوین جاعقیداء سچواسلام" میرے پیش نظر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اسے مولوی میر محمد ہنجراہ "میرکی" نے تحریر کیا ہے۔ مگر مستند روایت کے مطابق یہ کتابچہ ماسٹر محمد قاسم سومرو، تعلقہ کنڈیارو والے کا لکھا ہوا ہے۔ معلوم نہیں کہ اس نے اپنی کمائی کس صلہ میں مولوی میرکی کے کھاتہ میں جمع کرائی ہے اور خود کو کس لئے علیحدہ کرلیا ہے؟ جرات اور حقانیت چھپنے کی چیز نہیں، مگر یہاں کون سا راز ہے؟ واللہ اعلم بالصواب.

اس کتابچہ میں کیا کچھ ہے؟ یہی کہ اہلسنت و جماعت پر تہمتیں، الزامات، بہتان تراشی اور رکیک حملے کرتے ہوئے ان کی جانب واہیات عقائد منسوب کئے گئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس کے لکھنے والے کا مقصد سوائے اشتعال انگیزی کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ تاہم میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی منصف میزاج اور سنجیدہ ذہنیت کا شخص جب اس کتابچہ کو پڑھے گا تو از خود اس کی کذب بیانی پر بے اختیار کہے گا۔ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت۔ اس لئے کہ بریلوی حضرات بھی اسی ملک میں رہتے ہیں، کسی بیرونی گمنام دنیا میں نہیں رہتے کہ انہیں کوئی جانتا پہچانتا نہ ہو۔ ان کی تصانیف عام طور پر بازاروں میں دستیاب ہیں اور ان کے علمائے کرام بھی بذریعہ وعظ و تقاریر اپنے عقائد اور مسلک کا اظہار و بیان کرکے مسلمانوں و بتاتے اور سناتے رہتے ہیں۔ عموماً سب جانتے ہیں کہ اہلسنت و جماعت بریلویہ کے عقائد بالکل قرآن وحدیث کے مطابق، سلف صالحین کی تعلیمات کے عین موافق ہیں۔ نیز یہ بھی مولوی میرکی نے جو بیہودہ عقائد ان سے منسوب کئے ہیں، اہلسنت بریلویہ کی کتابوں میں ہرگز نہیں ملتے تو پھر اس کذاب کی بے بنیاد باتوں پر کون اعتبار کرے گا؟

مولوی میرکی نے اس کتابچہ میں لکھا ہے کہ بریلوی گمراہ فرقہ ہے۔ جو چودھویں صدی میں پیدا ہوا اور بریلویوں کے برے عقائد کو مٹانے کی خاطر علمائے حق ہمیشہ سے جہاد کرتے رہے ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر "بریلوی فرقہ" چودھویں صدی کی پیداوار ہے، اس سے پہلے موجود نہیں تھا تو بقول مولوی میرکی علمائے حق "ہمیشہ سے جہاد کس کے

خلاف کرتے رہے تھے؟ ناظرین غور فرمائیں کہ یہ وہابی دیوبندی مولوی ایک جانب تو یہ لکھتا ہے کہ بریلوی فرقہ چودھویں صدی میں پیدا ہوا ہے۔ (ص ٦) اور دوسری جانب لکھتا ہے کہ یہ فرقہ ہمیشہ سے ہے اور علمائے حق اس کو مٹانے کی خاطر ہمیشہ سے جہاد کرتے رہے ہیں۔ (ص ٧) پتہ نہیں چلتا کہ اسکی دونوں متضاد باتوں میں سے کون سی بات سچی ہے اور کون سی جھوٹی ہے؟ مولوی میر کی کے جھوٹے اور فریبی ہونے کا مزید ثبوت بھی ملاحظہ ہو کہ ایک طرف تو یہ عقائد بریلویہ کو ''خلاف اسلام'' کہتا ہے اور دوسری جانب فریب کاری سے اپنی مطلب برآری کے لئے علمائے بریلویہ کے عقائد کو ''سچا اسلام'' کے مطابق جان کر اپنی کتاب میں ان کا حوالہ بھی دیتا ہے۔ چنانچہ اس نے ص ٩ پر زیر عنوان ''سچو اسلام'' حضرت خواجہ خواجگان محمد حسن جان سرہندی قدس اللہ سرہ العزیز کی کتاب ''العقائد الصحیحۃ'' کا حوالہ درج کیا ہے۔

خواجہ محمد حسن جان سرہندی نے وہابیہ نجدیہ کی تردید فرمائی ہے

جبکہ حضرت خواجہ صاحب نے یہ کتاب وہابیہ نجدیہ کی تردید کے لئے ہی تحریر فرمائی ہے۔ اس کتاب کا پورا نام اس طرح ہے: **العقائد الصحیحہ فی تردید الوھابیہ النجدیہ** '' اس کتاب میں حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے وہابیہ نجدیہ کی بھرپور تردید اور مذمت فرماتے ہوئے، دیوبندی وہابیوں کے سرکردہ مولوی اسماعیل دہلوی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی وغیرھم کے مذموم عقائد کی پرزور تردید فرمائی ہے ملاحظہ ہو۔

(١) مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب حفظ الایمان ص ٨ والی عبارت کو گستاخانہ اور کفریہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> ''ایک کا کہنا ہے کہ کلی علم غیب خدا تعالیٰ کے سوا دوسرے کو نہیں ہے۔ باقی جزئی غیب کا ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے، کیونکہ جیسا جزئی علم رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے تو ایسا علم دیوانوں اور جانوروں کو بھی حاصل ہے۔ خداوند کریم ایسے گندے عقیدے سے بچائے، یہ ایسا

عقیدہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی ظاہری توہین ہے (اور رسول اللہ کی توہین یقیناً کفر ہے) آخر کار اس عقیدے والا برے خاتمہ سے مرے گا۔ (العقائد الصحیحہ ص ۲۸)

(۲) اس کے بعد "اغثنی یارسول اللہ" کہنے کو ناجائز اور حرام کہنے والے دیوبندی وہابیوں کی تردید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ خداتعالیٰ کی سماعت سے سنتے ہیں اور اسی کی بصارت سے دیکھتے ہیں تو پھر اغثنی یارسول اللہ پکارنے والا قریب ہو یا بعید حضور اکرم ﷺ اس کی پکار کو ضرور سنتے ہیں۔" (ص ۶۱)

(۳) اس کے بعد مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب "صراط مستقیم" ص ۹۷ کی عبارت کی تردید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"سخت افسوس ہے کہ خداوند کریم اپنے محبوب کی تعریف فرماتا ہے، مگر یہ (مولوی اسماعیل اور اس کے مرید دیوبندی مولوی) حضور اکرم کی عزت اس طرح کرتے ہیں کہ نماز میں ان کے خیال مبارک کو (نعوذ باللہ منھا) جانوروں، چوپاؤں کے خیال سے بھی بدتر سمجھتے ہیں۔" (ص ۷۳)

(۴) اس کے بعد دیوبندی مولویوں کی تردید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔" اپنے بیٹوں کے نام نبی بخش، رسول بخش، غلام محمد، غلام صدیق وغیرہ رکھنا بے شک جائز ہیں۔" (ص ۷۹)

اس کے علاوہ ایصال ثواب، سماع موتی، شفاعۃ النبی، میلاد النبی اور بزرگان دین کے عرس منانے کا اثبات کرتے ہوئے دیوبندی وہابیہ کی تردید فرماتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت خواجہ سرہندی علیہ الرحمۃ پوری طرح اہلسنت و جماعت بریلویہ کے عقائد و اعمال کے حامل اور ان پر تھے۔ لیکن ملا میر کی اپنی جہالت و سفاہت کی وجہ سے یا از روئے منافقت، فریب دہی کے لئے ان کو دیوبندی وہابیہ میں ظاہر کرتا ہے اور ان کی کتاب "العقائد الصحیحہ" کا حوالہ اپنی کتاب کے ص ۱۰ پر درج کر کے "سچو اسلام" کے تحت

اپنے وہابی مسلک کی تائید میں پیش کرتا ہے۔

؎ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

ناظرین کرام! دیکھئے تو سہی کہ ملا میر کی کس قدر جھوٹا فریب کار ہے کہ ایک طرف تو وہ بریلویوں کو بدعتی اور گمراہ بھی کہتا ہے اور دوسری طرف بریلویہ کے علماء و مشائخ کو صحیح و برحق ظاہر کرتے ہوئے ان کی کتابوں کے حوالے ''سچو اسلام'' کے تحت اپنی کتاب میں درج بھی کرتا ہے۔ پس غور کا مقام ہے کہ اگر بقول ملا میر کی، اہلسنت و جماعت بریلویہ، گمراہ فرقہ کے ہیں تو اسی فرقہ کے علماء و مشائخ کے عقائد و مسائل ''سچو اسلام'' کیونکر ہو گئے؟ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ملا میر کی کا بریلویوں کو گمراہ بدعتی قرار دینا سراسر بہتان اور بے بنیاد الزام تراشی ہے۔ واضح رہے کہ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ اور حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندی علیہ الرحمۃ دونوں ہم عقیدہ و ہم مسلک ہیں، دونوں سواد اعظم اہلسنت و جماعت کے مسلمہ رہنما ہیں۔ پس اگر ملا میر کی حضرت خواجہ سرہندی علیہ الرحمۃ کو سچا مسلمان سمجھتا ہے تو ان ہی کے ہم عقیدہ و ہم مسلک بریلوی گمراہ فرقہ کے کیونکر ہو گئے؟ یہ سچ ہے کہ

؎ خدا جب دین لیتا ہے، حماقت آ ہی جاتی ہے

ملا میر کی اپنی حماقت میں گرفتار ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ حضرت خواجہ سرہندی علیہ الرحمۃ اور حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ ہم مسلک نہ تھے۔ اس لئے میں دیوبندیوں کے گھر کی گواہی پیش کر دیتا ہوں۔ مولوی عبدالکریم لغاری دیوبندی لکھتا ہے۔

> ''سرہندی حضرات، ایک طرف اپنی نسبت اور نسب کا سلسلہ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سے ملا کر فخر کے ساتھ سرہندی کہلاتے ہیں۔ دوسری طرف بانس بریلی کے مشہور احمد رضا خان صاحب کے علمی کارناموں کو فخریہ بیان کر کے خود کو اس کے مقتدی اور پیروکار کہلاتے ہیں۔ (سک جو سفر ص ۱۴۸)

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندی اور مولانا احمد رضا خان

بریلوی ہم عقیدہ وہم مسلک تھے۔ پھر بریلوی علماء کے ہم عقیدہ وہم مسلک علماء اور بزرگوں کی کتابوں کو سچے اسلام کا ترجمان مان کر خود ملا میرکی نے ثابت کر دکھایا کہ دیوبندی فرقہ ہی گمراہ فرقہ ہے۔

بدحواسی کی ایک اور مثال

ملا میرکی نے اپنی کتاب کے ص ۱۱ پر حضرت مولانا عبدالغفور ہمایونی رحمۃ اللہ علیہ کے ''فتاویٰ ہمایونی'' سے استدلال کرتے ہوئے ان کے عقیدہ کو ''سچو اسلام'' تسلیم کیا ہے اور بریلویوں کو مشورہ دیتا ہے کہ مولانا عبدالغفور ہمایونی کے فتویٰ کے مطابق عقیدہ رکھو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک بھی یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ مولانا عبدالغفور ہمایونی نے اپنے فتاویٰ ''سچے اسلام'' کے مطابق صادر فرمائے ہیں۔ تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ مولانا عبدالغفور ہمایونی رحمۃ اللہ علیہ بھی مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی کے ہم عقیدہ وہم مسلک ہیں اور ہمایونی صاحب نے بھی اعلحضرت بریلوی کی طرح دیوبندی وہابی مولویوں کی اپنے فتاویٰ میں سختی کے ساتھ تردید فرمائی ہے۔ خصوصاً مولوی اشرف علی تھانوی کی کفریہ عبارت کی تردید۔ فتاویٰ ہمایونی جلد ثانی ص ۳۵ پر دیکھنے کے قابل ہے۔ اب بتائیے کہ ملا میرکی کی بدحواسی قابل دید ہے یا نہیں؟ کہ وہ بریلویوں کو سچے اسلام کے مخالف بھی کہتا ہے اور پھر سچے اسلام کے عنوان کے تحت ان ہی کی کتابوں سے استدلال بھی کرتا ہے۔ سچ یہ ہے کہ ''جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔''

ناظرین حضرات! اس قدر جاہل مصنف کی ایسی واہیات باتوں، بے بنیاد تہمتوں اور جھوٹے الزامات کا جواب دینا کچھ ضروری نہ تھا۔ مگر چونکہ اس کی کتاب میں بریلوی علماء کی طرف غلط عقیدے منسوب کئے گئے ہیں اور غلط حوالے دیئے گئے ہیں جن سے غلط فہمی پیدا ہونے کا احتمال تھا۔ اس لئے ملا میرکی کی خیانتوں اور غلط بیانیوں کا جواب دینا ضروری سمجھا گیا۔ میں نے ملا میرکی کے ہر اعتراض کا جواب مدلل تفصیل کے ساتھ لکھ دیا ہے اور اس نے بریلوی علماء کی کتابوں سے جو ادھوری عبارتیں لکھ کر اور غلط حوالے دے کر جو الزامات لگائے ہیں ان کی بھی مکمل وضاحت کر دی ہے۔

انعام کی پیشکش

ملا میرکی لکھتا ہے اس کتاب میں دیئے گئے حوالہ جات کو غلط ثابت کرنے والے کو پانچ ہزار روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔ (ص ۸)

ملا میرکی نے اپنی کتاب میں جن کتابوں کے حوالے دے کر انعام کی پیشکش کی ہے بحمدہ تعالیٰ وہ سب کتابیں راقم الحروف کے پاس موجود ہیں، جب اس کے بیان کردہ عقائد کو ان کتابوں میں تلاش کیا گیا تو ایک بھی حوالہ درست نہ نکلا، اس نے جن کتابوں کے حوالے پیش کر کے جو عقائد بریلویوں کی طرف منسوب کئے ہیں وہ سب بے بنیاد تہمتیں اور جھوٹے الزام ثابت ہوئے۔

آخری گزارش

ناظرین کرام! گذشتہ صفحات میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سب کچھ علمائے دیوبند کی مستند کتابوں سے باحوالہ لکھا گیا ہے، اگر کسی شخص کو تصدیق مقصود ہو تو فقیر بشرط زندگی اس کے لئے حاضر ہے۔ یہ کتاب دیوبندی وہابی مولویوں کے ابتدائی تعارف کے طور پر اولاً ملا میرکی کے اٹھائے ہوئے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے لکھی گئی ہے، اس کے بعد وہ کتاب بھی عنقریب منظر عام پر آ رہی ہے جس میں وہابی دیوبندی مکتبہ فکر کے مذہبی اور اخلاقی کردار کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

یہ قصہ لطیف ابھی ناتمام ہے
جو کچھ بیان ہوا ہے، آغاز باب تھا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ٥

سیف سکندری

اس کتاب میں مولوی میر محمد میرکی کے کتاب ’’ بدعتی بریلوین جا عقیداء سچو اسلام‘‘ کا مفصل جواب دیا گیا ہے۔ نیز اس کی خیانتوں کو بخوبی واضح کر کے اس کے اعتراضات کے باحوالہ بالترتیب جوابات دیئے گئے ہیں۔

ملاحظہ فرمایئے

اعتراض ا:

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ ہر جگہ میں حاضر ناظر ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت ہر گز نہیں ہے، ہر جگہ میں تو رسول اللہ ﷺ کی شان ہی ہو سکتی ہے۔

(بدعتی بریلوین جاعقیدا ص۹)

جواب:

مولوی میر محمد میرکی نے مفتی احمد یار خان گجراتی علیہ الرحمۃ کی کتاب ’’ جاء الحق ‘‘ ص ۶۱ سے ادھورا حوالہ نقل کر کے اوپر والی بات لکھی ہے اور پھر اس کے مقابلے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ العزیز کے مکتوبات شریف کا حوالہ، حضرت خواجہ محمد حسن جان سرھندی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت فقیہ العصر مولانا عبدالغفور ہمایونی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں سے بھی حوالے نقل کر کے یہ بات ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو حاضر ناظر ماننا شرک ہے۔ اس کے آخر میں مشورہ کے انداز میں یوں لکھتا ہے۔

> ’’اب سندھ کے بریلویوں کو چاہئے کہ وہ سندھ کے بزرگ مولانا عبدالغفور صاحب کے فتویٰ کے مطابق عقیدہ رکھیں اور مولوی احمد یار خان کے فتویٰ کو رد کر دیں۔‘‘ (بدعتی بریلوین جاعقیدا ص ۱۱)

پہلی بات تو یہ کہ مولوی میرکی نے مفتی احمد یار خان کا حوالہ نقل کرنے میں روایتی

خیانت سے کام لیا ہے۔ اس نے حوالہ میں صرف وہی الفاظ نقل کئے ہیں جن سے اس کا ناپاک مقصد نکل سکتا ہے، اگر وہ مفتی صاحب کا پورا حوالہ نقل کر دیتا تو اس کی خیانت ظاہر ہو جاتی مگر اس نے جانتے بوجھتے بریلویت دشمنی کے جوش میں حوالہ نقل کرنے میں خیانت کی ہے۔ مفتی صاحب تو اللہ تعالیٰ کے حاضر ناظر ہونے کے قائل ہیں مگر وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو "کسی جگہ میں" حاضر ناظر ماننے سے اللہ تعالیٰ کے لئے جگہ اور مکان ثابت ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے لئے "مکان اور جگہ" ماننا جائز نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے اور ہر جگہ میں حاضر ناظر ہونا اسی لئے اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں ہے۔ اس میں شرعی نقطہ نگاہ سے کچھ بھی قباحت نہیں بلکہ سچا اسلام بھی یہی تعلیم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ "مکان" سے پاک ہے۔ مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کی پوری عبارت اس طرح ہے: "ہر جگہ میں حاضر ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں، خدا تعالیٰ جگہ و مکان سے پاک ہے۔ کتب عقائد میں ہے۔ لایجری علیہ زمان ولا یشتمل علیہ مکان خدا تعالیٰ پر نہ زمانہ آئے کیونکہ زمانہ سفلی اجسام پر زمین میں رہ کر گذرتا ہے، ان کی عمر ہوتی ہے چاند سورج تارے، حور و غلمان فرشتے بلکہ آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام معراج میں حضور علیہ السلام زمانہ سے علیحدہ ہیں اور نہ کوئی جگہ خدا کو گھیرے۔ خدا تعالیٰ حاضر ہے مگر بغیر جگہ کے (جاء الحق ص ۱۶۱)

اس عبارت کا مقصد یہ ہے کہ جگہ اور مکان میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر ماننے سے اللہ تعالیٰ کے لئے مکان اور جگہ ثابت ہو جائے گی، اسی لئے کتب عقائد میں وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ "زمان و مکان" سے پاک ہے، اللہ تعالیٰ کو مکان اور جگہ میں حاضر ناظر ماننے سے یہ خرابی پیدا ہوگی کہ مکان خدا تعالیٰ کو محیط (گھیرے میں لینے والا) ہوگا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ مکان کی قید کے بغیر حاضر ہے۔ جان لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا دوسری بات ہے اور "جگہ و مکان" میں حاضر ناظر ہونا دوسری بات ہے، مفتی صاحب نے بعد کے بات کا رد کیا ہے۔

ناظرین کرام! مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ کا مندرجہ بالا عقیدہ کس قدر پاک صاف اور بے غبار اور شان الوہیت کے شایان شان ہے۔ مگر ملا میر کی تو اہلسنت و جماعت کی دشمنی میں اس قدر اندھا ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو "مکان اور زمان" میں مقید ماننے پر بھی

تیار ہو گیا ہے اور مفتی صاحب کے حوالہ کو غلط رنگ دے کر مسلمانوں کو بیوقوف بنا رہا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کی پیش کردہ قرآن کریم کی آیت کا مقصد اور دوسرے حوالوں کا مفہوم بھی ہمارے عقیدہ کے مطابق ہے۔ حضرت امام ربانی قدس اللہ سرہ العزیز کے مکتوبات شریف کا پیش کردہ حوالہ بھی بالکل صحیح ہے، خواجہ محمد حسن جان سرھندی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بالکل صحیح لکھا ہے۔ پھر ان حوالوں کے پیش کرنے سے مولوی میر کی کو کونسا فائدہ پہنچا؟ صرف لوگوں پر رعب جمانے کی خاطر اس نے یہ چال چلی ہے۔ حضرت علامہ عبدالغفور ہمایونی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے شاید لوگوں کو کچھ مغالطہ ہوا اور مغالطہ دینے کی نیت سے ہی ملا میر کی نے یہ حوالہ دیا ہے، اس لئے اس کی وضاحت کی جاری ہے۔ علامہ ہمایونی فرماتے ہیں کہ:" حاضر ناظر خدا کی خاص صفت ہے اس میں دوسرا کوئی بھی شریک نہیں ہے۔" اس عقیدہ سے کسی بھی سنی عالم کو اختلاف نہیں ہے۔ بے شک حاضر و ناظر خدا تعالیٰ کی خاص صفت ہے مگر یہاں ملا میر کی نے "لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ" یعنی نماز کے قریب ہی نہ جاؤ والا معاملہ کیا ہے کہ علامہ ھمایونی کے فتویٰ کی ادھوری عبارت لکھ کر اپنے عقیدہ باطل (کہ حضور کو حاضر ناظر نہ کہو) کی تائید میں پیش کردی ہے۔ حالانکہ اسی کے پیش کردہ علامہ ھمایونی صاحب کے فتویٰ میں حضور ﷺ کے حاضر ناظر ہونے کا بیان موجود ہے۔ علامہ ھمایونی علیہ الرحمۃ کا فتویٰ ملاحظہ کیجئے: "معنیٰ حاضر و ناظر آں ست کہ در ہر وقتے و در ہر جائے ہر کسے کہ کار کند یا چیزے بخاطر آرد یا چیزے کلام نماید بر آں ہر وقت واقف گردد ایں کار خاوند تعالیٰ است انبیاء علیہم السلام را حق تعالیٰ ایں امور بطریق مشاہدہ یا مکاشفہ یا بطریق اخبار ملائکہ مے دانند" (فتاوی ھمایونی جلد ثانی ث۱۲) ترجمہ: حاضر ناظر کا معنیٰ یہ ہے کہ جس وقت بھی، جس مقام پر بھی کوئی بھی آدمی کوئی کام کرے یا کوئی بھی خیال دل میں لائے یا کوئی بھی بات کرے تو اس پر ہر وقت واقف ہو۔ یہ کام اللہ تعالیٰ کا ہے (مگر) اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو یہ امور بطریق مشاہدہ یا مکاشفہ یا ملائکہ کے ذریعہ خبریں دینے سے واقف کرتا ہے۔"

ملا میر کی کو فتویٰ کا باقی ماندہ حصہ پتہ نہیں کہ کیوں نظر نہ آیا؟ شاید وہابیت کا "کالا پانی" اور دیوبندیت کا پردہ اس کی آنکھوں پر اتنا چڑھ چکا ہے کہ اسے کچھ دکھائی نہیں دیتا، اگر اس کے پلے میں کچھ بھی دیانت ہوتی تو فتویٰ کا باقی حصہ بھی نقل کر دیتا۔ مگر اس

طرح وہ کرتا ہی کیوں؟ جبکہ علامہ ہمایونی علیہ الرحمۃ نے تو الحمدللہ دیوبندیت وہابیت کے باطل عقیدے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہے۔ ان کا یہ فتاویٰ خصوصاً سندھ کے عوام کو عبرت کا سبق دے رہا ہے۔ ملا میرکی کہتا ہے کہ: ''اب سندھ کے بریلویوں کو چاہئے کہ وہ سندھ کے بزرگ مولانا عبدالغفور ہمایونی صاحب کے فتویٰ کے مطابق عقیدہ رکھیں۔'' (ص۱۱)

علامہ ہمایونی کا فتویٰ

سندھ کے بزرگ کے فتویٰ پر صرف بریلوی ہی عمل کریں؟ اور تم دیوبندی وہابیوں نے تو قسم کھا رکھی ہے کہ بزرگ سندھ کے ہوں یا کسی دوسرے ملک کے، ان کی مخالفت ضرور کریں گے۔ ہم بریلویوں کا تو تمہارے مشورہ سے پہلے ہی یہی عقیدہ ہے، لیکن تم کو بھی تو اپنی تحریر کے بموجب علامہ ہمایونی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ مان لینا چاہئے۔ اگر تمہارے مشورہ میں کچھ صداقت ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ تم لوگ علامہ ھمایونی کے مندرجہ ذیل فتاویٰ کو بھی تسلیم کرتے ہو؟ یا صرف سندھ کے مسلمانوں کو فریب کارانہ مشورے دے کر انہیں بیوقوف بناتے ہو؟ علامہ ھمایونی علیہ الرحمۃ تو اپنے فتاویٰ میں یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں:

۱۔سوال: طعام بہفت جمعہ کو بنیت ثواب ارواح میت بطالبان وفقیران میخورانند جائز است یانہ؟

جواب: طعام جہت ثواب میت دادن جائز است ومعین کردن روز جمعہ یا شجمعہ جہت طعام ہم صحیح است وغیر ممنوع قال فی ردالمختار فی کتاب الجنائز وفی البحر من صام اوصلیٰ اوتصدق وجعل ثوابہ لغیرہ من الاموات والاحیاء جاز ویصل ثوابہا الیھم عند اہل السنۃ والجماعۃ۔ انتہیٰ۔ پس ازیں عبارت معلوم شد کہ اطعام طعام بنیت ثواب میت جائز است۔ وقال فی درالمختار فی کتاب الصوم والعفل اتفاقا ان وافق صوما یعتادہ۔ انتہیٰ۔ پس ازیں معلوم شد کہ معین کردن روزے جہت امر خیر من عند نفسہ جائز است علیٰ الخصوص درایام متبر کہ امید کثرۃ ثواب متحقق واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ فقیر عبدالغفور الھمایونی (فتاویٰ ھمایونی جلد ثانی ص۱۳)

ترجمہ:سوال: جولوگ میت کی روح کوثواب پہنچانے کی نیت سے سات جمعہ تک طلباء و فقراء کوطعام کھلاتے ہیں یہ جائز ہے یانہیں؟

جواب: میت کوثواب پہنچانے کی نیت سے طعام کھلانا جائز ہے اور جمعہ کا دن یا جمعہ کی رات کھانا کھلانے کے لئے مقرر کر لینا بھی صحیح ہے اور اس کی ممانعت نہیں ہے۔ ردالمختار کتاب الجنائز اور بحر میں فرمایا: جس شخص نے روزہ رکھایا نماز پڑھی یا صدقہ دیا اور اس کا ثواب مردوں کو یا زندوں کو بخش دیا تو یہ جائز ہے اور اس کا ثواب ان کو پہنچاتا ہے۔ اہل سنت و جماعت کا یہی مذہب ہے۔ پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ میت کوثواب پہنچانے کی نیت سے طعام کھلانا جائز ہے اور درالمختار کتاب الصوم میں فرمایا کہ اگر نفلی روزہ رکھنے والا یہ نفلی روزہ میت کے روح کو بخشے گا تو زیادہ ثواب ہے۔ پس اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خیر کے کام (عرس، گیارہویں، خیرات، ختم وغیرہ) کے لئے اپنی طرف سے کوئی بھی دن مقرر کر لینا جائز ہے، خصوصاً متبرک دنوں میں یہ کام کرنے سے زیادہ ثواب متحقق ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ دستخط فقیر عبدالغفور ہمایونی۔

۲۔سوال: بعضے کساں گوسپندو مثل آں را درابتداء مے گویند کہ ایں گوسپند از پیر دستگیر قدس سرہ است و وقت ذبح بسم اللہ اکبر کردہ ذبح مے کنند۔ پس گوشت آں حلال است یا حرام؟

جواب: اگر نذر برائے خدا تعالیٰ مے کنند بعدہ او گوسپند پیر مے گویند، حرام نے شود و چوں بوقت ذبح بسم اللہ گفتہ او راذبح مے کند حلال است کہ درآیت وما اھل لغیر اللہ داخل نیست واضافت مذکورہ بجہت ادنیٰ ملابست است وایں چنیں اضافت صحیح است۔ روی ابوداؤد والنسائی عن سعد ابن عبادہ قال یارسول اللہ ان ام سعد ماتت فای صدقۃ افضل قال الماء فحفر بئرا وقال ہذہ لام سعد واگر نذر برائے شیخ مے کند واز خدا تعالیٰ قطع نظر مے کند پس ایں نذر حرام است اگر چہ بہ بسم اللہ ذبح مے نماید۔ قال فی الدر المختار ونذر الاموات

حرام۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ الفقیر عبدالغفور ہمایونی فتاویٰ ہمایونی ص ۹۱۔۹۲ ج ۲)

ترجمہ۔سوال: بعض آدمی دنبہ یا اس جیسا کوئی دوسرا جانور شروع میں کہتے ہیں کہ یہ دنبہ پیر دستگیر قدس سرہ کا ہے اور ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرتے ہیں۔ پس گوشت اس کا حلال ہے یا حرام؟

جواب: اگر نذر اللہ تعالیٰ کے لئے کرتے ہیں اس کے بعد اس کو پیر کا دنبہ کہتے ہیں، تو حرام نہیں ہو جاتا اور جب ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرتے ہیں، یہ حلال ہے کہ آیت وَمَآ اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ میں وہ داخل نہیں ہے اور مذکورہ نسبت اس سے تعلق اور ادنیٰ نسبت کی وجہ سے کی جاتی ہے اور اس طرح کی اضافت صحیح ہے۔ ابوداؤد اور نسائی میں سعد ابن عبادہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ میری والدہ وفات پا گئی ہیں، پس اس کو ثواب پہنچانے کے لئے کون سا صدقہ افضل ہے؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: پانی۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے اور اگر نذر شیخ کے لئے کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے قطع نظر کرتا ہے تو یہ نذر حرام ہے۔ اگرچہ بسم اللہ کہہ کر ذبح کرے۔ درالمختار میں فرمایا کہ اموات (مردوں) کے لئے نذر کرنا حرام ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ دستخط فقیر عبدالغفور ھمایونی۔

۳۔سوال: اگر کوئی شخص اہل ممات کو پکارے تو وہ اس کی آواز سنتے ہیں یا نہیں؟ اور فوت شدہ اولیاء کا وسیلہ اختیار کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اہل ممات آواز سنتے ہیں اور ان کا وسیلہ اختیار کرنا اور ان سے دعا کی طلب کرنا جائز ہے۔ بہت ساری احادیث اس بارے میں وارد ہیں۔ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پہلے اہل ممات کے آواز سننے کے قائل نہ تھیں۔ بعد میں انہوں نے بھی اس مذہب سے رجوع فرمایا تھا اور ان کے آواز سننے کی قائل ہوگئی تھیں، جیسے کہ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکواۃ

میں اس بیان کی تصریح فرمائی ہے۔ ہم نے اس بارے میں مکمل بیان اپنے رسالہ ''دوالمنشور'' میں تحریر کیا ہے جس کو دیکھنے کی خواہش ہو اس میں دیکھ لے۔ واللہ اعلم بالصواب (حررہ الفقیر عبدالغفور الھمایونی فتاویٰ ہمایونی حصہ اول ص ۳۶۔۳۷)

۴۔سوال: لوگ مٹھائی لے کر پیران پیر علیہ الرحمۃ کے نام خیرات کرتے ہیں، مگر خیرات کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتے، اس صورت میں مٹھائی لے کر کھالینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر وہ زبان سے کہتے ہیں کہ یہ مٹھائی پیران پیر کی ہے اور ان کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا ثواب پیران پیر کو پہنچے تو اسے لے کر کھانا جائز ہے۔ (فتاویٰ ہمایونی ص ۹۲)

۵۔سوال: گیارھویں تاریخ کو گیارھویں کا دودھ خیرات کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے۔ کیونکہ مطلق خیرات کے جواز میں قرآن کریم کی نص موجود وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (یعنی مومن اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں) کسی دن (یا تاریخ) کو خیر کے کاموں کے لئے خاص کر لینا (مقرر کرنا) بھی جائز ہے، اس کی دلیل ''درالمختار'' اور ''ردالمختار'' میں موجود ہے، پس مندرجہ کتب سے یہ ثابت ہے کہ کسی بھی کار خیر کے لئے اپنی طرف سے کوئی بھی دن مقرر کر لینا جائز ہے منع نہیں ہے، اگرچہ صاحب شریعت ﷺ کی طرف سے وہ دن مقرر شدہ نہ بھی ہو تو بھی دن مقرر کرنا جائز ہے (فتاویٰ ھمایونی جلد ۲ ص ۱۷۱)

دیسی بزرگوں کی بات ماننے کا راگ الاپنے والے ملا میر کی سے پوچھنا یہ ہے کہ سندھ کے بزرگ عالم حضرت علامہ عبدالغفور ھمایونی رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا فتاویٰ اسے منظور ہیں؟ یا پردیسی بزرگوں، ہندوستانی شہروں، گنگوہ کے رشید احمد، تھانہ بھون کے اشرف علی، نانوتہ کے قاسم، ٹانڈہ کے حسین احمد، دیوبند کے محمود الحسن، انبیٹھہ کے خلیل احمد اور سہانپور کے احمد علی سے رشتہ تعلق جوڑ کر انہیں اپنا پیشوا بنالیا ہے؟ اب معلوم ہو جائے گا کہ

ان فریب کار ملاؤں کا تعلق سندھ کے بزرگوں سے ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ ان کا تعلق گاندھی، نہرو اور اندرا گاندھی وغیرھم کفار کے منظور نظر، ان کے نمکخوار و تابعدار ملاؤں سے ہے۔ واضح رہے کہ ان دیوبندی وہابی ملاؤں نے مارچ سنہ ۱۹۸۰ء میں ''دار العلوم دیوبند'' کے صد سالہ جشن کے ایک اجلاس کی صدارت بھی اندرا گاندھی سے کرائی تھی۔ یہ خبر پاکستان کے تمام اخباروں نے شائع کی تھی اور اس شرمناک واقعہ کا ثبوت مولوی عبدالکریم لغاری دیوبندی ساکن مسن کلاں کی تحریر کردہ کتاب ''سک جوسفر'' میں بھی موجود ہے۔

اعتراض ۲:

مولوی میر کی ''بدعتی بریلوین جا عقیدہ'' کے ص ۱۱ پر لکھتا ہے: ''بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی کسی نہ کسی کا جنا ہوا ہے۔ (نعوذ باللہ) مولوی احمد رضا بریلوی مذہب کا بانی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے معراج شریف کا بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''ترجمہ۔ ملاقات اور فراق والی گھڑی بڑی عجیب تھی جس میں پیدائشی بچھڑے ہوئے ہم آغوش ہوکر آپس میں ملے تھے۔'' اس پر ملا میر کی کے یہ ریمارکس قابل دید ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ پیدائش سے لے کر ایک دوسرے سے بچھڑے ہوئے تھے جو معراج کی رات میں آپس میں، ہم آغوش ہوکر ملے، آخر میں ملا میر کی کا نوٹ بھی ملاحظہ ہو:

> ''عیسائیوں کے ہاں اللہ تعالیٰ کی پیدائش کا عقیدہ ہے اور بریلویوں کے ہاں اللہ تعالیٰ کے جنے ہوئے کا یہ دونوں سورۃ اخلاص کو نہیں مانتے اور ہم آغوش ہونا جسم سے ہوتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے۔اھ۔

جواب:

مولوی میر کی میں تو اتنی علمی لیاقت ہی نہیں کہ اعلحضرت مولانا شاہ محمد احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے مسلم محقق و فاضل کے شعر کو سمجھ سکے۔ یہ بے چارہ تو کسی شمار میں ہی نہیں۔ بلاوجہ چمکنا چاہتا ہے۔ اعلحضرت کے فاضلانہ کلام کو سمجھنے کی قابلیت تو ملا میر کی کے پیشواؤں آنجہانی گنگوہی، تھانوی، ٹانڈوی وغیرہ ہم میں بھی نہ تھی۔

اعلیٰحضرت کے شعر کا مطلب

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ "وصل و فرقت" جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں الفاظ "وصل و فرقت" اور جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے" پر ملا میر کی کو اعتراض ہے۔ دراصل اس نے جو خود ساختہ تشریح کی ہے، اس کی بنیاد ہی غلط ہے۔ اگر اس نے اعلیٰحضرت کے مندرجہ بالا شعر کو سمجھے بغیر ہی اعتراض یا تبصرہ و تشریح کی ہے تو اس کی جہالت اور حماقت ہے اور اگر اس نے اعلیٰحضرت کے صحیح شعر کو جان بوجھ کر غلط تشریح کے ساتھ پیش کیا ہے تو نے بے ایمانی اور بد دیانتی کی ہے۔ اعلیٰحضرت کے اس شعر میں نہ تو رب العزت کی طرف جنم (پیدا ہونے) کی نسبت کی گئی ہے اور نہ ہی معاذ اللہ خداوند کریم اور حضور اقدس ﷺ کا ہم آغوش ہو کر ملنے کا بیان ہے اور نہ ہی اس مصرعہ میں "جنم کے بچھرے گلے ملے تھے" سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ مراد ہیں، بلکہ اس سے "وصل و فرقت" (ملاپ اور جدائی) مراد ہے۔ دیکھئے "عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے۔" اس مصرعہ میں اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے "ملاپ اور جدائی" کا تو ذکر ہی نہیں ہے تو پھر خواہ مخواہ اپنے ناپاک مقصد کو پورا کرنے کی خاطر یہ الفاظ (اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ پیدائش کے وقت سے جدا ہو چکے تھے جو معراج کی رات میں آپس میں ہم آغوش ہو کر ملے تھے) کہاں سے لائے گئے؟ اور پتہ نہیں چلتا کہ یہ الفاظ شعر کے کون سے حرف یا جملہ کے معنیٰ ہیں؟ اعلیٰحضرت نے جو کچھ فرمایا وہ ملا میر کی کی سمجھ میں ہی نہیں آیا۔ لیکن جو کچھ ادھورا اور غلط مطلب اس نے لکھا ہے وہ بھی اس نے اپنی عقل سے نہیں لکھا۔ بلکہ ایک کتاب "دھماکہ" سے چرا کر لکھا ہے۔ ملا میر کی نے جو راگ الاپا ہے۔ اس سے پہلے ایسا ہی راگ "دھماکہ" کا مصنف ص ۵۷ پر الاپ چکا تھا اور بحمدہ تعالیٰ اس کو کتاب "قہر خداوندی بر دھماکہ دیو بندی" میں ایسا جواب مل چکا ہے کہ آج تک اس کی بولتی بند ہے۔ ملا میر کی نے مصنف بننے کے شوق میں اسی "دھماکہ" کی نقالی کرتے ہوئے شعر کی خود ساختہ تشریح کی ہے۔ آئندہ صفحات میں ملا میر کی کے اپنی عقل و

فکر سے عاری نقل وسرقہ پر مشتمل بیہودہ کارنامے آپ ملاحظہ فرمائیں گے، جواس نے بزعم خود بریلویوں کو نیچا دکھانے اور اپنے نجدی بھائیوں کو مرد میدان بن کر دکھانے کے شوق میں کتاب ''دھماکہ'' کے ردشدہ اعتراض چرا کر اپنی کتاب میں شامل کر لئے ہیں۔

اعلحضرت علیہ الرحمۃ کے مذکورہ شعر کا سیدھا سادا مطلب صاف ہے کہ لاکھوں پردوں کے بعد ایک حجاب اٹھایا جاتا تھا اور ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے تھے۔ یہ عجب گھڑی تھی کہ ''وصل'' اور ''فرقت'' (میل اور جدائی) جو ازل سے بچھڑے ہوئے تھے (کیونکہ اجتماع ضدین محال ہے) یہ بھی (گویا) باہم ہم آغوش ہو کر ملے تھے۔ یہ ایک شاعرانہ تمثیل ہے جسے ایرا غیرا نہیں سمجھ سکتا۔ ملا میر کی کیا جانے کہ شاعرانہ تمثیل کیا اور کیسی ہوتی ہے؟ اعلحضرت علیہ الرحمۃ کا فاضلانہ کلام تو اس کے بڑوں کی سمجھ سے بھی بالاتر ہے۔ اب کوئی ملا میر کی سے پوچھے کہ تو نے جو اتنا بڑا جھوٹ لکھ مارا کہ ''بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی کسی نہ کسی کا جنا ہوا ہے۔'' اس کا تیرے پاس کونسا ثبوت ہے؟ یا پھر تو نے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا انعام لینے کے شوق میں یہ مذموم حرکت کی ہے؟ ذرا کان کھول کر سن لے کہ ہم اہلسنت وجماعت بریلویہ کا سورہ اخلاص پر مکمل ایقان وایمان ہے۔ والحمدللہ علی ذالک۔

اعتراض ۳:

ملا میر کی لکھتا ہے: ''بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ ''کن فیکون'' کا مالک اکیلا اللہ تعالیٰ ہی نہیں ہے۔ دوسرے دو شخص بھی اس کے ساتھ شریک (حصہ دار) ہیں۔ ایک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، دوسرے حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔'' (ص ۱۲)

یہ بے بنیاد دعویٰ کرنے کے بعد اس نے اس پر یوں تبصرہ کیا ہے: ''جس طرح عیسائی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بی بی مریم کو خدائی میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک جان کر تثلیث کے قائل ہوئے ہیں، اسی طرح بریلویوں کے نزدیک بھی تثلیث ہے۔ صرف ناموں کا فرق ہے۔'' (ص ۱۳)

جواب: مولوی میر کی نے یہ بے بنیاد الزام اور بیہودہ تہمت، اعلحضرت مولانا شاہ محمد احمد

رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل اشعار سے تراشنے کی ناکام کوشش کی ہے:

(الف) اے بدست تو عناں کن مکن کن لاتکن
اے بحکمت عرش و ماتحت الثری امداد کن

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ! آپ کے ہاتھ مبارک میں "کن۔مکن" اور "لاتکن" کی باگ ہے اور عرش سے تحت الثریٰ تک (سارا جہاں) آپ کے زیر حکم ہے، میری امداد فرمائیں

(ب) بندہ قادر کا بھی ، قادر بھی ہے عبدالقادر
سر باطن بھی ہے، ظاہر بھی ہے عبدالقادر

ترجمہ: سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ قادر مطلق (اللہ تعالیٰ) کا بندہ بھی ہے اور بعطائے الٰہی صاحب قدرت بھی ہے۔سر باطن بھی اور سر ظاہر بھی عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ہیں۔

(ج) احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو
کن اور سب کن مکن حاصل ہے یا غوث

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو "کن مکن" کی قدرت عطا فرمائی ہے اور آپ کو یا غوث اعظم یہ قدرت حضور اکرم ﷺ سے حاصل ہے۔

ملا میر کی ان اشعار کو سمجھ ہی نہیں سکا ہے، اگر سمجھ لیتا تو خواہ مخواہ اعتراض کرنے کی ذلت نہ اٹھاتا۔مندرجہ بالا پہلے شعر میں "کن مکن" فارسی کے الفاظ ہیں۔یعنی کر یا نہ کر۔ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ، حضور اقدس ﷺ سے عرض کر رہے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ کو یہ اختیار اللہ تعالیٰ سے حاصل ہے اور اسی شعر میں "کن لاتکن" عربی کے الفاظ ہیں، جن کے معنی ہیں ہو یا نہ ہو۔یعنی یارسول اللہ! اگر آپ زبان اقدس سے کسی کام کے لئے فرمائیں "ہو جا" تو وہ کام ہو جاتا ہے، لیکن اگر آپ فرمائیں "نہ ہو" تو نہیں ہوتا۔لہٰذا آپ میری بھی مدد فرمائیں۔لیکن ملا میر کی کو اس پر اعتراض ہے۔شاید اس لئے کہ وہ "کن مکن" یا "کن لاتکن" والی حضور اقدس ﷺ کی خداداد قدرت کا منکر ہے، حالانکہ مشہور واقعہ ہے کہ ایک بے ادب شخص نے حضور انور ﷺ کے سامنے حضور کی گفتگو مبارک کا مذاق

اڑاتے ہوئے اپنا منہ ٹیڑھا کیا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا ''کن کذالک'' ایسے ہی ہو جا۔ تو حضور کے ''کن'' (ہو جا) فرمانے سے اس کا منہ ٹیڑھا ہو کر رہ گیا اور پھر ساری عمر ٹیڑھا ہی رہا (الصارم المسلول)

یہ واقعہ مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ العزیز نے بھی مثنوی شریف میں بیان فرمایا ہے، تصرف کے ایسے اور بہت سے واقعات ہیں جن سے ثابت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو اللہ تعالیٰ سے ''کن لاتکن'' اور ''کن مکن'' کی قدرت حاصل ہے۔ تو پھر اگر اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز نے اس خداداد قوت کو اپنے شعر میں ''اے بدست تو عنانِ کن مکن، کن لاتکن'' فرمادیا تو ''دیو'' کے ''بندوں'' پر کون سی قیامت ٹوٹ پڑی ہے؟ اس کے علاوہ ملا میر کی کی سفاہت و جہالت اس کی غلط تشریح سے واضح ہے کہ وہ ''کن فیکون'' اور ''کن مکن'' کو ایک سمجھ رہا ہے۔ جبکہ کن فیکون اور کن مکن میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ بلاشک وشبہ کن فیکون کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، اس میں کوئی بھی اس کے ساتھ شریک نہیں ہے، پھر اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے تو اپنے شعر میں ''کن فیکون'' کے الفاظ سرکار دو عالم ﷺ یا حضور غوث اعظم قدس سرہ کے بارے میں لکھے ہی نہیں، بلکہ ''کن مکن'' اور ''کن لاتکن'' لکھے ہیں۔ جن کا مطلب ملا میر کی اپنی بلادت وسفاہت اور جہالت کی وجہ سے سمجھنے سے قاصر ہے۔ کن مکن فارسی الفاظ ہیں، جن کے معنیٰ ہیں: ''کر نہ کر'' یہ دونوں الفاظ جب محاورہ میں اکٹھے استعمال ہوتے ہیں تو ان سے ''حکومت'' مراد ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو غیاث اللغات'' کن مکن بمعنیٰ امر ونہی کہ حکومت عبارت از آنست از برہان (ص ۳۶۷)

یعنی برھان (لغت کی کتاب) میں ہے کہ ''کن مکن'' امر ونہی کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں اور اس سے حکومت مراد لی جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ کن مکن کے دو معنے ہیں: ایک لغوی، امر اور نہی کرنا' یعنی کسی نیک کام کرنے کا حکم دینا اور کسی برے کام سے منع کرنا، دوم از روئے محاورہ، حکومت واختیار کا ہونا، ان دونوں معنوں کے لحاظ سے حضور اکرم ﷺ کو ''کن مکن'' کا مالک کہنا یا ان کے دست اقدس میں ''کن مکن'' کی باگ ہونا۔ یہ عقیدہ رکھنا ہر لحاظ سے بلاشک وشبہ جائز ہے۔ لغوی معنیٰ کے رو سے حضور علیہ السلام بلاشک وشبہ ''کن مکن'' کے مالک ہیں۔ آپ آمر بھی ہیں اور ناھی بھی ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

(مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا) تمہیں جو حکم رسول دے اس کو لے لو اور جس چیز سے منع کرے اس سے باز آ جاؤ۔ تو از روئے قرآن مجید حضور کو "کن مکن کا مالک" بمعنی آمر و ناہی کہنا اور ان کے ہاتھ مبارک میں کن مکن کی باگ ہونے کا عقیدہ عین ایمان ہے۔ دوسری آیت مبارکہ میں مزید وضاحت سے فرمایا: (وَاٰمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهُ عَنِ الْمُنْكَرِ) "اے محبوب! آپ نیکی کا حکم فرمائیں اور برائی سے منع فرمائیں۔ تو از روئے قرآن مجید جو شخص حضور اکرم ﷺ کو "کن مکن کا مالک نہیں جانتا نہیں مانتا وہ منکر قرآن کافر ہے۔

حضرت علامہ شیخ شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشہور و مقبول قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

نبینا الأمر الناهی فلااحد. ابرفی قول لامنه ولا نعم ہمارے نبی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے والے ہیں۔ "نہیں" اور "ہاں" بولنے میں کوئی بھی ان سا سچا نہیں۔

اس شعر کی تشریح علامہ عمر بن احمد خرپوتی علیہ الرحمۃ نے یوں فرمائی ہے:

واطلاق الآمر والناهی علیه الرسول علیه الصلوٰة والسلام اما حقیقة کما دل علیه آیات کثیرة کقوله تعالیٰ (وامر بالمعروف وانه عن المنکر) وغیر ذالک وهو الاصوب اما مجازاً فی الاسناد ای فی اسناد الامروالناهی الی الرسول علیه الصلوٰة والسلام لان الآمر والناهی فی الحقیقة هو الله تعالیٰ والرسول مبلغ وما قال الرسول عنده فهو ایضاً من عندالله تعالیٰ لانه علیه الصلوٰة والسلام مَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ یُّوْحٰى (عصیدة الشهدة شرح قصیده البردة ص ۷۴)

حضور اقدس ﷺ کو آمر و ناہی کہنا حقیقۃً صحیح ہے، جیسے کہ اس پر بہت سی آیات دلالت کرتی ہیں۔ کقولہ تعالیٰ: وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمنكرُ (یعنی اے پیارے

حبیب! آپ لوگوں کو اچھائی کا حکم فرمائیں اور برائی سے منع فرمائیں) اس بارے میں دوسری آیات بھی ہیں اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ مگر مجازی طور پر بھی حضور اقدس ﷺ کی جانب آمر وناہی کی نسبت کرنا بھی اس طرح ہے کہ فی الحقیقۃ آمر وناہی اللہ تعالیٰ ہے اور رسول اللہ ﷺ پہنچانے والے ہیں اور جو کچھ بھی رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے فرمایا وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، کیونکہ قرآن مجید مں ہے (وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَاِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى) ''اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔'' دوسرے محاورے والے معنیٰ سے بھی حضور اکرم ﷺ ''کن مکن'' کے مالک ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ''حاکم'' ہیں، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: (فَلَا وَرَبِّكَ لَايُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ) الآیۃ۔ تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔'' یعنی مومن وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کو ''حاکم'' تسلیم کرے۔ اسلحاظ سے بھی آپ ''کن مکن'' یعنی حکومت اور اختیار کے مالک ہیں۔ تو مذکورہ بالا دونوں معنوں کے لحاظ سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کو ''کن مکن'' کی باگ ہونے کا عقیدہ رکھنا قرآن کریم اور علمائے امت کی وضاحت کے بموجب درست ہے۔ جسے ملا میر کی اپنی جہالت کی وجہ سے سمجھ نہیں سکا ہے۔ مگر ''کن فیکون'' عربی کے الفاظ ہیں جن کے معنیٰ ہیں ''ہو جا، تو وہ ہو جاتا ہے۔'' یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق اور متصرف بالذات ہونے کی دلیل ہیں، ان صفات کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے جن میں کوئی دوسرا حصہ دار نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کو ''کن فیکون'' کا مالک کہا جائے تو اس کا مقصد اصطلاح میں یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ''عالم موجودات'' کا مالک ہے۔ غیاث اللغات میں ہے ''کن فیکون کنایہ از عالم موجودات'' (ص ۳۶۷) یعنی کن فیکون سے مراد ''عالم موجودات'' ہے۔ اس سے بھی واضح ہوا کہ کن فیکون کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے، اس صفت میں دوسرا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی لئے اعلحضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے مذکورہ بالا شعر میں حضور اکرم ﷺ کو ''کن فیکون'' کا نہیں، بلکہ کن مکن اور کن لاتکن کا مالک فرمایا ہے، جو بالکل صحیح ہے۔ مگر ملا میر کی اپنی جہالت یا شرارت کی بناء پر اس شعر کے معنیٰ ومفہوم کے برعکس ابلیسانہ حرکت

کرتے ہوئے معنیٰ و مفہوم بگاڑ کر لکھتا ہے: ''کن مکن'' میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے بھی شریک بن گئے اور شرک ہوگیا۔'' یہ ہے ''دیو'' کے ''بندوں'' کی شیطانی توحید۔ جن کو اللہ تعالیٰ کی صفات کی تعریف تک معلوم نہیں وہ بھی توحید و شرک کے موضوع پر لکھنے لگے ہیں اور جو ''کن فیکون'' اور ''کن مکن'' کے فرق و امتیاز کو سمجھنے کی اہلیت بھی نہیں رکھتے وہ بھی خیر سے ''واعظ الاسلام'' اور صدر مدرس'' جیسے القاب سے خود کو نوازنے کی شرمناک جسارت فرماتے ہیں اور اپنے منہ میاں مٹھو بننے کی شرارت کرتے ہوئے ذرہ بھر نہیں شرماتے اور پھر باین ہمہ جہالت و شرارت، محقق علمائے ربانیین کے فاضلانہ کلام پر تنقید کا شوق بے جا کرتے ہوئے خواہ مخواہ اونٹ پٹانگ لکھنے بیٹھ جاتے ہیں۔

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا کار طفلاں تمام خواہد شد

جواب ۲:

اللہ تعالیٰ کیساتھ اس کی ذات وصفات میں کسی کو حصہ دار ماننا شرک ہے۔ بحمدہ تعالیٰ مسلمانان اہلسنت و جماعت حقیقۃً موحد ہیں۔ شرک سے بیزار ہیں اور مشرکین پر لعنت بھیجتے ہیں۔ بریلویوں پر تثلیث ماننے کا بے بنیاد الزام رکھنے والے ''دیو'' کے ''بندے'' نجدی وہابی ذرا اپنے گھر کی خبر لیں کہ ان کے ہاں تثلیث یعنی تین خدا ماننے کے بجائے ہزار ہا، لکھو کھہا نہیں بلکہ کروڑھا خدا بنائے اور مانے منائے جاتے ہیں۔ چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی اور دیگر سارے دیو بندی مولویوں کے مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی کتاب ضیاء القلوب مطبوعہ دیو بند ص ۲۹ پر توحید کی تعلیم اس طرح دی گئی ہے: ''خدا کے علم کے ذریعہ سے اپنے کو مطلق قید میں آیا ہوا تصور کرتا ہے اور قیود کی وجہ سے اپنے کو بندہ سمجھتا ہے اور کہہ بیٹھتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ ہو کر لوگوں کو اس تک پہنچاتا ہے۔ اور ظاہر میں باطن میں خدا ہوتا ہے۔ اس مقام کو ''برزخ البرزخ'' کہتے ہیں اور اس میں وجوب و امکان مساوی ہیں۔''

اس عبارت میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ مسلک دیو بندیہ کے تحت تصوف کی آڑ میں ہر صوفی کہلانے والا بدعقیدہ بے دین وہابی ظاہر میں بندہ اور باطل میں خدا ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ من ھفوات الدیبنہ۔

اعتراض ۴:

ملا میر کی لکھتا ہے: ''بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے کی بجائے پیروں فقیروں کا پکارنا بہتر ہے۔ اب بھی بریلویوں کے ہاں اللہ تعالیٰ کو پکارنا شیطانی وسوسہ کے سبب سے ہے۔ (ص ۱۴) اس کے آگے یہ بھی لکھ دیا ہے: ''افسوس! کہ بریلوی مذہب کے مطابق اللہ تعالیٰ کو پکارنا شیطانی وسوسہ ہے۔'' (ص ۱۵)

جواب ا:

اہل سنت و جماعت بریلویہ کے عقیدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کو پکارنا شیطانی وسوسہ ہرگز نہیں ہے۔ اس طرح الزام تراشی کرنا ملا میر کی کی الٹی کھوپڑی کی اندھی سوچ کا نتیجہ ہے۔ دراصل اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے کتاب ''حدیقۃ الندیہ'' سے جو حوالہ نقل کیا ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ دریا پار کر رہے تھے ان کے ہمراہ ایک اور شخص بھی تھا۔ آپ نے اس کو حکم فرمایا کہ دریا عبور کرتے وقت یا جنید، یا جنید کہتا رہے۔ مگر اس شخص نے یا جنید، یا جنید کہنے کو شرک سمجھا اور یا اللہ یا اللہ کہنے لگا تھا اور ڈوبنے لگا تھا۔ یہ شخص دراصل حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے حکم عدولی کا مرتکب ہوا تھا کتاب ''حدیقۃ الندیہ'' میں مندرج اس واقعہ میں اس حکم عدولی کو شیطانی وسوسہ کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پکارنے کو شیطانی وسوسہ نہیں کہا گیا۔ یعنی اس شخص کے دل میں شیطان نے یہ وسوسہ ڈالا کہ یا جنید، یا جنید کہہ کر غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے اور اس شخص نے حضرت شیخ کے حکم کے برخلاف یا اللہ، یا اللہ کہنا شروع کر دیا تھا۔ ملا میر کی تعصب میں اس قدر اندھا ہو چکا ہے کہ وہ کچھ سوچے سمجھے بغیر ہی اندھا دھند اعتراض جڑ دیتا ہے اور پھر منہ کی کھاتا ہے۔

دیوبندیوں کے مرشد حاجی امداد اللہ کی غیر اللہ کو پکار

ملا میر کی! اللہ تعالیٰ کے بجائے پیروں فقیروں کو پکارنا اہلسنت و جماعت بریلویہ بہتر نہیں سمجھتے بلکہ اس طرح سمجھنے والے دیوبندی وہابی ہیں۔ دیوبندیوں کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے اپنے مرشد نور محمد کی شان میں چند مخمس اشعار لکھے اور فرمایا میں نے اپنے مرشد کی تعریف میں جو کچھ لکھا ہے غیر کی تعریف نہیں بلکہ خود خدا کی تعریف کی ہے چند

اشعار درج ذیل ہیں:

اے شہِ نور محمد وقت ہے امداد کا
تم ہو اے نور محمد خاص محبوبِ خدا
ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفیٰ
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا
عشق کی پرسن کی باتیں کانپتے ہیں دست و پا
اے شہِ نور محمد وقت ہے امداد کا
آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا
تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا
بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا
آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا
اے شہِ نور محمد وقت ہے امداد کا

(شمائم امدادیہ ص ۸۴)

مولوی قاسم نانوتوی کی رسول اللہ کو فریاد

ملا میر کی بتائے کہ اللہ تعالیٰ کے بجائے مرشد کو پکارنے والا حاجی امداد اللہ دیوبندی ہے یا بریلوی؟ اور دیکھئے بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی رسول اللہ ﷺ کو پکارتا ہے:

ترے بھروسہ پہ رکھتا ہے غرہ طاعت
گناہ قاسم برگشتہ بخت بد اطوار
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا
بنے گا کون ہمارا ترے سوا غم خوار
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی)

اشرف علی تھانوی کی رسول اللہ کو فریاد

مزید ملاحظہ ہو دیو بندیوں کا حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکار رہا ہے:

یا شفیع العباد خذبیدی انت فی الاضطرار معتمدی

اے بندوں کی شفاعت فرمانے والے، دستگیری کیجئے میرے نبی۔ کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی (مددگار)

لیس لی ملجاء سواک اغث مسنی الضر سیدی سندی

میرے لئے آپ کے سوا اور کوئی جائے پناہ نہیں، آپ میری فریاد سن کر میری مدد کو پہنچیں اے میرے سردار! میں مصیبت میں مبتلا ہوں۔

غشنی الدھر یا ابن عبداللہ کن مغیثا فانت لی مددی

اے ابن عبداللہ! زمانہ میرے خلاف ہو گیا ہے آپ میری فریادرسی فرمائیں کہ آپ ہی میرے مددگار ہیں۔

یا رسول الہ بابک لی من غمام الغموم ملتحدی

یارسول اللہ (ﷺ) میرے لئے صرف آپ کا ہی دروازہ ایسا ہے جہاں سے مجھے ہجوم غم سے پناہ ملتی ہے (نشر الطیب)

غور کا مقام ہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مرشد کے پکارنے کو اللہ تعالیٰ کو پکارنے سے بہتر سمجھ کر پکارتا ہے یا خراب سمجھ کر پکارتا ہے؟ اس کے علاوہ قاسم نانوتوی اور اشرف علی تھانوی بھی اللہ تعالیٰ کے بجائے رسول اللہ ﷺ کو دستگیر، مددگار، فریادرس، اور جائے پناہ مان کر پکارتے ہیں تو ملا میر کی دیانتداری کے ساتھ بتائیے کہ یہ بھی دیو بندی ہیں یا بریلوی ہیں؟

کیا آیت مبارکہ: (ادعونی استجب لکم) صرف بریلویوں ہی کے لئے ہے یا دیو بندیوں کے لئے بھی ہے؟ افسوس!

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

جواب ۲:

ملا میر کی نے اپنی سفاہت و جہالت کی بناء پر اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ پر اعتراض تو کر دیا لیکن از روئے تعصب ان کے ملفوظات کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی اس نے زحمت تک گوارا نہیں کی۔ صرف کتاب ''دھماکہ'' سے اعتراض چُرا کر ہی اپنے کتابچہ میں نقل کر دیا ہے۔ اگر وہ ملفوظات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر پڑھ لیتا تو یقیناً یہ اعتراض کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی مگر افسوس کہ اس اعتراض کرنے سے اس کی جہالت اور چوری کھل کر ظاہر ہوگئی ہے۔

اصل حقیقت:

یہ ہے کہ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ اپنی طرف سے گھڑ کر نہیں لکھا بلکہ ان سے سائل نے یوں سوال کیا تھا۔

عرض: حضور یہ واقعہ کس کتاب میں ہے کہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یا اللہ فرمایا اور دریا میں اتر گئے، پورا واقعہ یاد نہیں (ملفوظات ص ۱۰۴ ج ۱) اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے سائل کو یہ جواب دیا تھا۔ ارشاد: غالباً حدیقہ ندیہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے بعد کو ایک شخص آیا اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی، کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی۔ جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا عرض کی میں کس طرح آؤں؟ فرمایا یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ الخ (ملفوظات ص ۱۰۴ ج ۱)

قارئین حضرات! دیکھ لیجئے کہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ سائل کے سوال کا جواب دے رہے ہیں۔ اس نے دو سوال کئے تھے۔ ۱۔ یہ واقعہ کس کتاب میں ہے؟ ۲۔ پورا واقعہ کس طرح ہے؟

انہوں نے سائل کے سوال کے مطابق جواب دیا کہ یہ واقعہ کتاب ''حدیقہ ندیہ''

میں ہے اور اس طرح ہے۔ پھر اس واقعہ کو جو کہ علامہ عارف باللہ عبد الغنی نابلسی قدس اللہ سرہ الاقدس (المتوفی سنہ ۱۱۴۳ھ) نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ اس کو بریلویوں کا عقیدہ کہنا ملا میرکی کی جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا حضرت علامہ نابلسی علیہ الرحمۃ بھی بریلوی تھے؟ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ پر اعتراض تو تب درست ہو سکتا ہے جب وہ یہ واقعہ اپنی طرف سے گھڑ کر بتاتے اور دوسری بات یہ کہ یہ واقعہ ''حدیقہ ندیہ'' میں نہ ہوتا، پس جب کہ یہ واقعہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے نہ تو اپنی طرف سے گھڑ کر بیان فرمایا اور نہ ہی ان کا دیا ہوا حوالہ غلط ہے، تو پھر اعتراض کس بات پر؟ یاد رکھنا چاہئے کہ ناقل جب کوئی واقعہ نقل کرتا ہے تو اس کی ذمہ داری صرف اتنی ہوتی ہے کہ وہ نقل بمطابق اصل کر دے اور بس۔ اس کے بعد ذمہ داری اصل ماخذ کی ہے ناقل کی نہیں۔ مذکورہ واقعہ کی ذمہ داری بھی ناقل (اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ) پر عائد نہیں ہوتی، اس لئے یہ واقعہ بعینہ ''الحدیقۃ الندیہ، شرح الطریقۃ المحمدیہ'' جلد ثانی میں موجود ہے۔ اب ملا میرکی کو چاہئے کہ بقائمی ہوش و حواس۔ حضرت علامہ نابلسی علیہ الرحمۃ پر اعتراض کرے جنہوں نے یہ واقعہ اپنی مذکورہ کتاب میں تحریر فرمایا ہے، مگر دکھائی نہیں دیتا ہے کہ بیچارہ ملا میرکی اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا ہے بمصداق:

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ اپنے باطل مذہب کی ڈوبتی کشتی کو بچانے کی خاطر بہت ہاتھ پاؤں مار رہا ہے مگر قسمت اس کا ساتھ نہیں دے رہی کہ کھلم کھلا اس کی خیانتیں ظاہر ہوتی جا رہی ہیں۔ والحمد للہ علی ذلک۔ سچ ہے۔

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

اعتراض ۵:

مولوی میرکی لکھتا ہے: ''بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حضرت خواجہ غلام فرید کی شان بالاتر ہے۔'' (ص ۱۵) اس کے ثبوت میں اس نے مولانا محمد یار علیہ الرحمۃ کے ''دیوان محمدی'' کا ایک شعر پیش کر کے لکھا ہے کہ بریلویوں کی ایسی ناپاک تشبیہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی گئی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مردوں کو زندہ کر دینے والے معجزہ کی سخت توہین کی گئی ہے۔ ورنہ کہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ

اور کہاں حضرت خواجہ غلام فرید کی کرامت۔ (ص ١٦)

جواب:

نہ معلوم ملا میر کی نے "دیوان محمدی" کے کون سے لفظ یا حرف سے یہ من گھڑت مطلب نکالا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حضرت خواجہ غلام فرید کی شان بالاتر ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) ملا میر کی کی یہ مذموم حرکت لائقِ صد نفرین ہے۔ اس نے بریلویوں سے دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ پہاڑ جتنا جھوٹا الزام لگا کر اپنے کذاب اور مفتری ہونے کا ناقابل تردید ثبوت فراہم کر دیا ہے۔

محمود الحسن دیوبندی کے لکھے ہوئے مرثیہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چیلنج

ملا میر کی کو مولانا محمد یار علیہ الرحمۃ کے شعر "لاکھوں جلائے آپ نے ٹھوکر کے زور سے۔ الخ" میں بلاوجہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین تو دکھائی دیتی ہے لیکن دیوبند کے مولوی محمود الحسن کے لکھے ہوئے مرثیہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کھلا چیلنج دیکر جو توہین کی گئی ہے وہ کیوں نظر نہیں آتی؟ اس نے یہ مرثیہ دیوبندیوں کے مفتی رشید احمد گنگوہی کی وفات پر لکھا اور دیوبندی علماء کے جلسہ میں پڑھ کر سنایا تھا۔ اس کے شروع میں یہ عبارت مندرج ہے۔ "قصیدہ مشتمل بر بعض حالات مدرسہ عربیہ اسلامیہ دیوبند جس کو حضرت مولانا (محمود الحسن دیوبندی) نے جلسہ منعقدہ ٢٠ صفر المظفر (سنہ ١٣١٤ھ میں سنا کر حضار مجلس کو مضطرب و بیقرار بنا دیا تھا۔" (مرثیہ ص ١٧ مطبوعہ دیوبند) اس مرثیہ میں یہ شعر ملاحظہ ہو۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم

اس شعر میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ آپ کی مسیحائی تو صرف اتنی ہے کہ آپ مردوں کو زندہ کر دیتے ہیں۔ لیکن آپ ذرا رشید احمد گنگوہی کی اس مسیحائی کو بھی دیکھ لیں کہ اس نے آپ سے بھی زیادہ عظیم الشان معجزے کر

دکھائے ہیں کہ: "مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا۔" یعنی رشید احمد گنگوہی نے مردوں کو زندہ بھی کیا اور زندوں کو مرنے بھی نہیں دیا۔ اس لئے عیسیٰ علیہ السلام کی مسیحائی سے رشید احمد گنگوہی کی مسیحائی عظیم تر ہے۔ (نعوذ بالله من ذالک . ولاحول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم)

مقام تعجب بلکہ جائے ماتم ہے کہ خواہ مخواہ بات بات پر مسلمانوں کو بدعتی و مشرک ٹھہرانے والے دیوبندی وہابی مولوی اولوالعزم رسول خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس کھلی توہین پر آج تک مہر بہ لب ہیں۔ صم بکم عمی بنے ہوئے ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ اس کی تائید و تصدیق کرتے چلے آرہے ہیں کہ یہ مرثیہ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں چھپوا کر تقسیم کر رہے ہیں۔ نیز یہ کہ حق و صداقت کے دشمن اس ملا میر کی کو بھی ان کفریہ شعر پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اسے یہ تک سوچنے کی توفیق نہیں کہ کہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام اور ان کا معجزہ اور کہاں انگریزوں کے چیف ایجنٹ رشید احمد گنگوہی کا مقام اور اس کی نام نہاد کرامت!!!

یہ عذر امتحان جذبہ دل کیا نکل آیا
ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

اعتراض ٦:

ملا میر کی لکھتا ہے کہ: "بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بمعہ اپنی صفات جمال و کمال اور صفات کے حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں ظاہر ہوئے ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات نے اپنی تمام صفات اور جلال سمیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے آئینہ میں تجلی فرمائی تھی۔" یہ لکھ کر اعلیٰحضرت کے "فتاویٰ افریقہ" کا حوالہ دے کر یوں لکھتا ہے: "یعنی حضرت رسول اللہ ﷺ کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے حلول کیا اور پھر حضرت پیران پیر میں رسول اللہ ﷺ نے حلول کیا ہے۔" (ص ١٦)

جواب ا:

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ ملا میر کی کے دماغ میں آ ہی نہیں

سکا ہے۔ بھلا جس کے دماغ میں ''دیو'' ''بند'' ہوگا کیونکر سمجھ سکے گا؟ اسے تو سیدھی بات بھی الٹی ہی نظر آئے گی۔ اعلیٰحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اصل عبارت اس طرح ہے:

''حضرت پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، حضور اقدس وانور سید عالم ﷺ کے وارث کامل ونائب تام وآئینہ ذات ہیں کہ حضور پرنور ﷺ مع اپنی جمیع صفات جمال وجلال وکمال وافضال کے ان میں متجلی ہیں، جس طرح ذات عزت احدیت مع جملہ صفات ونعوت جلالت آئینہ محمدی ﷺ میں تجلی فرما ہے۔'' (فتاویٰ افریقہ ص ۱۱۶)

اب دیکھئے کہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا کتنا پاک وصاف عقیدہ ظاہر ہو رہا ہے، مگر ملا میر کی خواہ مخواہ بات سے بتنگڑ بنانے کی خاطر کمربستہ ہو کر نکلا ہے کہ بریلوی، حضور ﷺ کے لئے پیران پیر علیہ الرحمۃ کی صورت میں ظاہر ہونے کے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے حلول کرنے کے اور پھر پیران پیر میں حضور کے حلول کرنے کے قائل ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔ ''صورت میں ظاہر ہوئے'' ''اللہ نے حلول کیا'' رسول اللہ نے حلول کیا۔ یہ الفاظ کونسے لفظ یا جملہ کے معنیٰ ہیں؟ ''جلوہ ظاہر کیا'' کے بجائے ''حلول کیا'' کے معنیٰ کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ (قرآن مجید) ''بے شک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں لیکن دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔'' اہل حق کی باتوں میں تحریف کرنا اور الٹے سلٹے جملے چسپاں کرتے ہوئے اپنا مقصد نکالنا یہودیوں کے راہبوں کا طریقہ ہے۔ (وَيُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ) (قرآن مجید) یہودی اصل کلمات کے مفہوم کو بدل کر تحریف کرتے ہیں۔

جواب ۲:

دانشوروں کا مقولہ ہے کہ ''شیشے کے گھر میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر نہ پھینکو کہ کہیں مخالف کی طرف سے آنے والے پتھر سے تمہارا شیشے کا گھر چکنا چور نہ ہو جائے۔'' کے مصداق ملا میر کی کو چاہئے کہ وہ دوسروں پر بے بنیاد تہمتیں نہ لگایا کرے۔ کیا اسے خبر نہیں کہ اس کے پردیسی چہیتوں نے ''دیوبند'' کے دھرم سالہ میں بیٹھ کر خداوند کریم کی ذات اقدس کے بارے میں کیسے ناشائستہ اور توحید باری تعالیٰ کے منافی عقیدے گھڑے ہیں۔ مثلاً:

تمام دیوبندیوں کے پیران پیر حاجی امداد اللہ کے بقول ان کا عقیدہ ہے:

''فاعل حقیقی خداوند کریم ہے کیا عجب کہ صحیح ہو دوسروں کے لباس میں آ کر خود مشکل آسان کر دیتا ہے اور نام ہمارا تمہارا ہوتا ہے۔'' (امداد المشتاق ص ۱۴۱) اور شمائم امدایہ حصہ سوم ص ۱۰۰)

اب میر کی صاحب بتائیے۔ حلول کا عقیدہ تو یقیناً بدھ دھرم کے برہمنوں کا ہے مگر خداوند کریم کا دوسروں کے لباس میں آنے کا عقیدہ دیوبندیوں کا ہے یا نہیں؟ یقیناً ہے تو پھر ''بدھ دھرم'' اور ''دیوبندی دھرم'' میں کوئی برق نہ ہوا؟ ہرگز نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دیوبندیوں نے اللہ تعالیٰ کو اس قدر کمزور سمجھا ہے کہ وہ مشکل آسان کرنے کے لئے دوسروں (بزرگوں، پیروں، فقیروں) کے لباس میں آنے کا سہارا لے کر مشکل آسان کیا کرتا ہے۔ (نعوذ باللہ منھا)

جواب ۳:

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ تو اللہ تعالیٰ کے لئے عقیدہ حلول کی تردید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اللہ عزوجل حصے یا ٹکڑے ہو جانے یا کسی کے ساتھ متحد ہو جانے یا کسی شے میں ''حلول'' فرمانے سے پاک و منزہ ہے۔'' (صلاہ الصفانی نور المصطفیٰ ص ۱۲) دیکھ لیجئے کہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ ''حلول'' والے عقیدہ کی تردید فرما رہے ہیں، مگر یہ ملا میر کی کی بیہودگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعلیٰحضرت پر تہمت لگا رہا ہے۔ ع شرم اسکو مگر نہیں آتی؟

اعتراض ۷:

ملا میر کی لکھتا ہے کہ: ''بریلیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کا ٹکڑا ہے۔ جیسا کہ مولوی احمد رضا بریلوی لکھتا ہے:

جس نے ٹکڑے کئے قمر کے وہ ہے — نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی

معنیٰ: جس رسول اللہ ﷺ نے چاند کو ٹکڑے کیا تھا وہ نور وحدت (اللہ تعالیٰ) کا ٹکڑا ہے۔ (ص ۱۷)

جواب ۱:

جس آدمی کو اردو کا عام محاورہ بھی سمجھ میں نہیں آتا اسے صرف ذلیل و خوار ہونے

کے لئے ''مصنف'' بننے کا شوق ہو گیا ہے۔

ع بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا؟

اعلیٰحضرت نے فرمایا ہے: ''نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی'' اور ملا میرکی اس کے معنیٰ کرتا ہے ''اللہ تعالیٰ کا ٹکڑا ہے'' الخ۔ حالانکہ ''نور'' اور ''وحدت'' دونوں لفظ جدا جدا ہیں۔ یہ دونوں مل کر مضاف اور مضاف الیہ ہو کر لفظ ''نورِ وحدت'' بنے ہیں، جس کے معنیٰ ہیں: ''وحدت کا نور'' اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ہمارا پیارا نبی کریم ﷺ وحدت کے نور کا ٹکڑا ہے۔ ملا میرکی نے جہالت سے یا فریب دہی کی خاطر اس کے معنیٰ ''اللہ تعالیٰ کا ٹکڑا'' کئے ہیں جو سراسر غلط ہیں۔ ''نور وحدت کا ٹکڑا'' ہونا اور بات ہے اور ''اللہ تعالیٰ کا ٹکڑا ہونا'' اور بات ہے۔ ملا میرکی یا تو اس واضح فرق کو سمجھ نہیں سکا یا پھر بریلویوں پر بے بنیاد الزام لگانے کی خاطر فریب کاری کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں خود ملا میرکی مجرم ٹھہرا کہ یہ اعتراض باطل محض ہے۔ اللہ تعالیٰ ''وحدہ لاشریک لہٗ'' ہے یا ''وحدت کا نور'' ہے؟ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔'' اللہ تعالیٰ کو ''وحدت کا نور'' کہنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ اگر ملا میرکی کو اعتبار نہ آئے تو اپنے کسی دیوبندی مفتی سے پوچھ کر دیکھ لے۔

جواب ۲: دیوبندی مولوی احمد علی لاہوری کے بارے میں رسالہ خدام الدین شیخ التفسیر نمبر ۲۴ مئی سنہ ۱۹۶۲ء ص ۱۰ پر لکھا ہے: حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے انوار میں سے ایک نور تھے۔''

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ دیوبندی وہابی نبی کریم ﷺ کی دشمنی میں اتنے اندھے ہو چکے ہیں کہ وہ ''حضور'' کو وحدت کے نور کا ٹکڑا ماننے کو تیار نہیں۔ بلکہ ماننے والوں کو مشرک کہتے ہیں مگر احمد علی لاہوری کو خدا کے انوار میں سے ایک نور ماننے کو عین توحید سمجھتے ہیں۔

وہابی گرچہ مخفی می کند بغض نبی لیکن
نہاں کے ماند آں راز کزو سازند محفلہا

جواب ۳ :

مولوی سید احمد کا مرید مومن خان جو کہ دیو بندیوں کے ہاں ایک بلند پایہ مقام رکھتا ہے۔ اپنے پیر کے بارے میں لکھتا ہے:

''وہ نور مجسم وہ ظلِ الہ۔ کہ سائے سے جس کے خجل مہر و ماہ''

(موج کوثر ص ۱۴۱ طبع ۱۹۵۸ء)

دیو بندیوں نے اللہ تعالیٰ کا بھی سایہ ثابت کیا ہے

دیکھ لیجئے کہ دیو بندی پیر کو اس کا مرید ''اللہ'' کا سایہ مان کر اللہ تعالیٰ کے ''جسم'' کا اقرار کر رہا ہے۔ مگر ملا میر کی یا کسی بھی دیو بندی کو اس پر کچھ بھی اعتراض نہیں ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے لئے ''جسم'' ماننا کفر صریح ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت: (وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ) انہوں نے اللہ کے بندوں کو اللہ کا ٹکڑا سمجھ لیا ہے۔ بے شک (یہ) انسان کھلا کافر ہے۔ پر شاید دیو بندیوں کا ایمان ہے جو کہ سید احمد کو اللہ تعالیٰ کا سایہ مانتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ دیو بندیوں نے تو اللہ تعالیٰ کا ''سایہ'' ثابت کرنے کی بھی کوشش ناکام کر دکھائی ہے، جیسا کہ ''دار العلوم رحمانیہ'' لی مارکیٹ کراچی کا مولوی محمد فاضل دیو بندی لکھتا ہے:

''ایک نکتہ عرض کرتا ہوں کہ آپ حضرات تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سایہ کا انکار کرتے ہیں مگر روایات کے تتبع اور تجسس سے معلوم ہوتا ہے کہ سایہ تو خداوند کریم کا بھی ہے۔'' (سایہ رسول ص ۶۴)

کیا سمجھے؟ حضور اکرم ﷺ کو ''نور وحدت'' کا ٹکڑا کہنے پر تو ملا میر کی کو غصہ آ گیا کہ لکھتا ہے: ''انبیاء کرام کو اللہ کا جزو سمجھنا یہود و نصاریٰ اور مشرکوں کا عقیدہ ہے۔'' (ص ۱۷) حالانکہ حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا ٹکڑا ہرگز نہیں کہا گیا۔ اس مشرکانہ عقیدہ کی تو اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے پرزور الفاظ میں تردید فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں: حضور عالم ﷺ کی کسی شے کو جزء ذات الٰہی ماننا کفر ہے۔'' (صلوٰات الصفاء فی نور المصطفیٰ ص ۱۲)

دیکھ لیجئے! کہ اعلیٰحضرت تو نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا ٹکڑا ماننا کفر قرار دیتے

ہیں۔مگر ملا میرکی ان پر تہمت لگاتے ہوئے نہیں شرماتا۔

ملا میرکی کو چاہئے تھا کہ جس نے دیوبندی مولوی سید احمد کو اللہ کا سایہ کہا ہے اور دوسرا دیوبندی مولوی جو خود اللہ تعالیٰ کا سایہ ثابت کررہا ہے۔ان پر کفر کا فتویٰ لگاتا۔مگر ان کی طرف سے اس کی آنکھیں بند، زبان گنگ، قلم شکستہ اور ہاتھ مفلوج ہیں۔خاموش رہ کر ان کی تائید کررہا ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملا میرکی یہود ونصاریٰ سے بھی بازی لے گیا ہے۔

جواب ۴:

ملا میرکی نے اعلیٰحضرت کے شعر پر تو بے سوچے سمجھے اعتراض کردیا۔مگر اس نے اپنے گھر میں ہونے والے لچر پن پر مطلقاً نظر نہ ڈالی کہ اس کے بھائی بندوں نے مفتی شفیع دیوبندی کو "اللہ کا نور" اور "اللہ کی وحدانیت کا نظارہ" قرار دے ڈالا ہے۔ملاحظہ ہو:

(۱) مسئلے مشکل سے مشکل جس سے ہو جاتے تھے حل
وہ فقیہ و عالم دین "نور یزداں" اٹھ گیا
(۲) دین کا روشن ستارا آپ تھے
وحدتِ حق کا نظارہ آپ تھے

(البلاغ مفتی اعظم نمبر ص ۱۳۵۳ و ص ۱۳۵۵)

رسول اللہ ﷺ کو اعلیٰحضرت نے "نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی" کہہ دیا تو ملا میرکی کے تن بدن میں آگ لگ گئی مگر مفتی شفیع دیوبندی کو یہود ونصاریٰ مشرکین کے عقیدے کی طرح "نور یزداں" اور "وحدت حق کا نظارہ" کہا جارہا ہے تو اس پر یوں چپ سادھے پڑا ہے جیسے کہ سانپ سونگھ گیا ہو۔حیف صد حیف اس کی دیانت اور ایمانی غیرت پر۔

اعتراض ۸: ملا میرکی لکھتا ہے: "بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ بعض بزرگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کشتی بھی کھیلا کرتے ہیں۔" (ص ۱۸)

جواب:

ملا میرکی نے اس واہیات الزام کے ثبوت میں مولوی فقیر معینی شاہ جمالی کی کتاب ''فوائد فریدیہ'' کے ترجمہ فیوضات فریدیہ کا حوالہ دیا ہے۔ دراصل مولوی میرکی بریلویت دشمنی میں اس قدر وارفتہ ہو گیا ہے کہ اس کو حوالہ دیتے وقت اصل کتاب دیکھ لینے کی توفیق ہی نہیں ہوتی۔ اگر وہ اپنی آنکھوں سے تعصب کی پٹی کھول کر ''فیوضات فریدیہ'' کو پڑھ لیتا تو یقیناً یہ واہیات الزام لگاتے ہوئے کچھ شرم ضرور محسوس کرتا، مگر اس بیچارے نے تو کسی کے لکھے ہوئے پمفلٹ ''فتح مبین'' سے کچھ نامکمل حوالے چوری کر کے اپنی کتاب میں ٹھونس دیئے ہیں۔ اس نے جس کتاب ''فیوضات فریدیہ'' کا حوالہ نقل کر کے اعتراض کیا ہے اس کتاب کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضور اکرم ﷺ کی رسالت کا مکمل بیان موجود ہے اور اس کے صفحہ ۲۱ پر رسول اللہ ﷺ کی افضلیت اور ختم نبوت کا بیان بھی لکھا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں تمام اسلامی عقائد قرآن وسنت کے مطابق درج ہیں۔ نیز اس کتاب کے ص ۲۸ پر یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ ''جس نے پیغمبر کے خلاف راستہ اختیار کیا وہ منزلِ مقصود تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔'' (فیوضات فریدیہ ۲۸)

دیکھ لیجئے کہ کس قدر وضاحت کے ساتھ اسلامی عقائد پر کاربند رہنے کی تاکید کی جا رہی ہے۔ پھر بھی ملا میرکی کو ''فیوضات فریدیہ'' والے بزرگ پر غصہ آ رہا ہے۔ اسی کتاب میں مندرجہ بالا اعتراض کا جواب بھی موجود ہے جو کہ متعصب ملا میرکی کو نظر نہیں آیا۔

''جتنے صاحب اسرار وہاں تک پہنچے ہیں، انہوں نے ذوق اور مستی کا کلام فرمایا ہے۔ صوفیائے کرام اس کو شطح کا نام دیتے ہیں۔'' (فیوضات فریدیہ ص ۱۷) اس کے آگے فرمایا ہے: اور شطحیات جو بظاہر خلاف شرع معلوم ہوتے ہیں، ان کے مطابق ہرگز اعتقاد نہ رکھنا چاہئے بلکہ اعتقاد وہی ہو جو فیوضات فریدیہ ترجمہ فوائد فریدیہ کے اول میں توحید و رسالت وصحابہ واہل بیت کے متعلق کتاب وسنت سے بیان ہو چکا ''شطح'' کا ظہور سکر و مستی میں ہوتا ہے اور سکر و مستی والا مکلف نہیں ہے، شریعت کا مواخذہ مکلف و ہوش والے سے ہوتا ہے۔'' (انتہیٰ)

دیکھئے کہ جب اصل کتاب میں اتنی وضاحت بھی موجود ہے اور ''شطحیات'' کے

متعلق صاف کہا گیا ہے کہ ان کے مطابق ہرگز اعتقاد نہ رکھنا چاہئے تو پھر حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے سطحیاتی کلام کو ''بریلویوں کا عقیدہ'' کہنا ابلیسیت نہیں تو اور کیا ہے؟ ملا میرکی سے پوچھا جائے کہ کیا حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ بھی بریلوی تھے؟ کہ ان کے سکر و مستی کے کلام کو بریلویوں کے کھاتہ میں اس نے ڈال دیا ہے؟ عارف باللہ مولانا رومی قدس سرہ العزیز نے بالکل سچ فرمایا ہے۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں برد

اللہ تعالیٰ جب کسی کا پردہ فاش کرنا چاہتا ہے تو اس کا رجحان پاکبازوں پر طعنہ زنی کی طرف کر دیتا ہے۔ جیسے کہ ملا میرکی حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی اور حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہما پر طعنہ زنی کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

''اسلام میں ایسے عقیدوں کی کوئی جگہ نہیں ہے'' (ص ۱۸) اہل اللہ تو شطحیات کو عقیدوں میں شمار ہی نہیں کرتے۔ یہ ملا اولیاء کرام پر کس لئے طعنہ زنی کر رہا ہے؟

اعتراض ۹:

ملا میرکی لکھتا ہے: ''بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ کا منشی ہے اور اس کے ثبوت میں اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پیش کرتا ہے:

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذی شان گیا
ساتھ ہی منشیٔ رحمت کا قلمدان گیا

اور اس کے معنی یوں لکھتا ہے۔ ''رسول اللہ ﷺ نعمتیں بانٹتے ہوئے جس طرف بھی گئے تو منشی رحمت، یعنی رسول اللہ ﷺ کا منشی اللہ تعالیٰ قلمدان اٹھا کر اس طرف چلتا گیا۔'' (ص ۱۸۔۱۹)

جواب:

ملا میرکی نے یہ بے تکا تبصرہ کتاب ''دھماکہ'' کے ص ۴۹ سے چرا کر لکھا ہے۔ اس سے اس کی بددیانتی اور جہالت صاف ظاہر ہے کہ شاعر نے کیا کہا اور اس نے کیا سمجھ لیا۔

اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے اس شعر کا صحیح مطلب یوں ہے کہ ذی شان حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نعمتیں بانٹتے ہوئے جس طرح بھی گئے تو لوگوں کی تقدیریں ہی بدلتی چلی گئیں اور ''منشی رحمت'' یعنی تقدیر لکھنے والا رحمت کا فرشتہ بھی قلمدان لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رہا اور حضور انور ﷺ کے حکم کے مطابق دنیا و آخرت کی نعمتیں دفتر میں لکھتا گیا۔ ملا میر کی بتائے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کا منشی ہے۔ یہ اعلیٰحضرت کے شعر کے کس لفظ یا حصے کا ترجمہ یا مفہوم ہے؟ اور اللہ تعالیٰ قلمدان اٹھا کر اسی طرف چلتا گیا۔ یہ شعر کے کس حرف کے معنی ہیں؟ کیا ملا میر کی نے یہ بکواس لکھ کر اللہ تعالیٰ کی شان اقدس اور رسول اللہ ﷺ کی شان مبارک میں اپنی طرف سے گستاخی و بے ادبی کی جسارت نہیں کی؟ اور وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ کس پر صادق آتا ہے؟ بحمدہ تعالیٰ اہل سنت یا ان کے پیشواؤں سے ایسی گستاخی و بے ادبی ہرگز صادر نہیں ہو سکتی۔ گستاخیاں اور بے ادبیاں کرنا دیوبندی و وہابیوں کا کام ہے۔ چنانچہ مولوی محمود الحسن دیوبند نے اپنے لکھے ہوئے مرثیہ میں مولوی رشید احمد گنگوہی کی یوں تعریف کی ہے:

جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا
مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی

(مرثیہ ص ۱۰)

یعنی رشید احمد گنگوہی کا اتنا رعب تھا کہ اللہ بھی مرعوب ہو چکا تھا۔ اس لئے رشید احمد گنگوہی کا جس طرف جھکاؤ ہوتا اللہ بھی اسی طرف جھک جایا کرتا تھا۔ (نعوذ باللہ من ذالک) مولوی میر کی ''دھماکہ'' کی تقلید میں مشہور حدیث اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ (اللہ تعالیٰ دیتا ہے میں تقسیم کرنے والا ہوں) پر اعتراض کرتے ہوئے گویا انکار کر چکا ہے حالانکہ یہ حدیث مبارکہ صحیح بخاری میں بروایت صحیح مروی ہے۔ اس کے مفہوم و مطلب پر بھی دیوبندی معترض ہیں اس پر اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ

بے عشق محمد جو پڑھاتے ہیں بخاری
آتا ہے بخار ان کو بخاری نہیں آتی

اعتراض ۱۰:

ملا میرکی لکھتا ہے کہ بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن رسول اللہ "اللہ" بن جائے گا۔(ص ۱۹)

جواب:

نعوذ باللہ من ذالک بریلویوں کا ہرگز ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا گمراہی ہے۔البتہ دیوبندی وہابی قیامت سے پہلے ہی مولوی رشید احمد گنگوہی کو "اللہ" مان رہے ہیں اور اس کی قبر کو "طور سینا" سمجھتے ہیں اور مولوی محمود الحسن دیوبندی کو موسیٰ علیہ السلام مان کر رَبِّ اَرِنِیْ یعنی "اے رب (گنگوہی صاحب) اپنا دیدار کرادے" کی بانسریاں بجانے میں مصروف ہیں۔دیکھ لیجئے مولوی محمود الحسن دیوبندی، مولوی رشید احمد گنگوہی کو مخاطب کر کے یوں کہتا ہے:

تمہاری تربیتِ انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار "ارنی" مری دیکھی بھی نادانی

(مرثیہ ص ۱۰)

بریلویوں پر بہتان طرازی کرنے والا ملا میرکی ذرا آنکھیں کھول کر دیکھے کہ محمود الحسن دیوبندی نے کونسی کسر چھوڑی ہے کہ خود کو "طور سینا" سمجھ کر جس کو بار بار ارنی کہہ کر پکارتا ہے وہ اس کے اعتقاد میں کون ہے؟ مطلب ظاہر ہے انی انا اللہ کہنے والے پر شرک کا فتویٰ لگا کر اسے شفاعت کا منکر تو بنا دیا گیا، مگر رشید احمد کی قبر کو طور سینا بنا کر ارنی ارنی کی صدائیں لگانے والے "ناداں" کے لئے کون سا فتویٰ ہے؟

عیب خود را بدنہ بیند در جہاں
باشد اندر جستن عیب کساں

یعنی بدکار آدمی اپنے عیب نہیں دیکھا کرتا وہ صرف دوسروں کے عیب تلاش کرنے میں لگا رہتا ہے۔

اعتراض ۱۱:

ملا میر کی بہتان لگاتا ہے کہ بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ ان کے مرشد اللہ تعالیٰ کے ہم شکل ہوتے ہیں۔ (ص ۲۰)

جواب ۱:

حاشا وکلاّ۔ اللہ تعالیٰ کسی کی صورت میں نہیں ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا اللہ تعالیٰ کی صورت میں ہے۔ اہلسنت و جماعت کا یہ آیہ مبارکہ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْئٌ پر ایمان کامل ہے یعنی کوئی شے اللہ کے مثل نہیں ہے، مگر آپ دیوبندیوں کا عقیدہ دیکھیں کہ ان کا امام مولوی اسماعیل دہلوی لکھتا ہے: "بزرگوں میں سے ایک شخص کا مقولہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ میرے مرشد کی صورت کے سوا کسی اور لباس میں تجلی فرمادے تو میں البتہ اس کی طرف التفات تک نہ کروں گا۔" (صراط مستقیم مطبوعہ دیوبند ص ۱۲)

ملا میر کی بتایئے کہ آیا اللہ تعالیٰ مرشد کی صورت بن سکتا ہے؟ نعوذ باللہ من ذالک مولوی اسماعیل والا بزرگ اپنے مرشد کے عشق میں اتنا مست دکھائی دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے اللہ تعالیٰ خواہ کتنے ہی روپ بدل لے، مگر جب تک میرے مرشد کی صورت میں نہ آئے گا میں اس کی طرف جھانکوں گا بھی نہیں۔ اب بتایئے کہ جب کہ قرآن مجید میں ہے لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ اللہ کو کوئی بھی دیکھ نہیں سکتا تو پھر اسماعیل دہلوی والا بزرگ اللہ تعالیٰ کو اپنے مرشد کی صورت میں کیونکر دیکھ سکے گا؟

اتنی کاوش نہ کر میری اسیری کے لئے
کہیں تو نہ میرا گرفتار سمجھا جائے

جواب ۲:

ملا میر کی اہلسنت و جماعت پر بہتان لگاتے ہوئے کہتا ہے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ ان کے مرشد اللہ تعالیٰ کے ہم شکل ہوتے ہیں، مگر یہاں تو اندھیر نگری دکھائی دے گی۔ ملا میر کی کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عقیدہ اہلسنت و جماعت کا ہرگز نہیں ہے، البتہ ہم اسے مع ثبوت

دکھا آئے ہیں کہ مولوی اسماعیل دہلوی جو کہ دیوبندی مولویوں کا مسلمہ پیشوا ہے اس نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرشد کی صورت میں بن سکتا ہے جیسا کہ صراط مستقیم ص ۱۲ کے حوالہ سے ثابت ہو چکا ہے۔ اسی طرح یہ دوسرا ثبوت بھی پیش کیا جا رہا ہے، جس میں دیوبندیوں کا پیر مولوی اسماعیل دہلوی اس طرح کہتا ہے:

کہ جب سب سے اکمل وہ انسان ہوا
تو بے شک وہ تصویر رحمان ہوا

(ارمغان نعت ص ۱۱۴)

دیکھ لیجئے! دیوبندیوں کا پیر اسماعیل دہلوی کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی تصویر بن کر آئے ہیں۔ تو پھر بھلا یہ عقیدہ بھی مشرکوں اور کافروں کے عقیدے سے بھی بدتر کہا جائے گا؟ اب ملا میر کی بتائے کہ کیا اللہ تعالیٰ بھی کسی کی صورت میں ڈھل جایا کرتا ہے؟ یا کوئی بھی دوسرا (نبی، ولی، پیر فقیر) اللہ تعالیٰ کی صورت میں ڈھل سکتا ہے؟ اس عقیدے والا مولوی اسماعیل، ملا میر کی کے فتویٰ کے بموجب ''ظالم'' کہا جائے گا یا نہیں؟ جب اللہ تعالیٰ کو کوئی بھی دیکھ نہیں سکتا تو پھر دیوبندیوں کے پیر مولوی اسماعیل دہلوی نے کیونکر دیکھا کہ نبی کریم اللہ کی صورت میں ہے؟

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی
ہوتا ہے جو خراب کہیں تیرا گھر نہ ہو

اعتراض ۱۲:

ملا میر کی لکھتا ہے کہ بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ اول، آخر، ظاہر، باطن صرف رسول اللہ ﷺ ہی ہیں، دوسرا کوئی نہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ بھی اول، آخر، ظاہر باطن نہیں ہے۔ (ص ۲۱)

جواب:

ملا میر کی نے مندرجہ بالا الزام مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کے شعر کو غلط رنگ میں پیش کر کے لگایا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے یہ الفاظ ''حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ بھی اول، آخر،

ظاہر، باطن نہیں ہے''شعر کے کس لفظ کے معنیٰ ہیں؟ یہ بہتان شرمناک نہیں تو پھر اور کیا ہے؟ شعر کا مفہوم تو بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اول اور آخر، دو شخص نہیں ہو سکتے اس لئے کہ مخلوق میں ایک ہی اول ہوسکتا ہے اور آخر بھی ایک ہی ہوسکتا ہے۔ اگر دو شخصوں کو اول اور آخر کہا جائے گا تو اول و آخر کا مفہوم ہی ختم ہو کر رہ جائے گا۔ مولانا موصوف بھی یہی عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں آپ ہی اول ہیں اور آخر بھی آپ ہی ہیں۔ ابتدا بھی آپ ہی ہیں اور انتہا بھی آپ ہی ہیں۔ شعر کے اسمفہوم پر ملا میرکی کو کیا اعتراض ہے؟ کیا حضور انور ﷺ خدا تعالیٰ کی مخلوق میں اول، آخر، ابتدا اور انتہا نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو پھر اعتراض کس بات کا؟ اگر نہیں ہیں تو اس پر کوئی دلیل پیش کرو۔ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ملا میرکی کی بددیانتی اور مجرمانہ خیانت ملاحظہ ہو۔ مولانا احمد رضا خان کے جس شعر پر اس کو اعتراض ہے وہ شعر خود اس نے بھی ص ۲۱ پر لکھا ہے جو اس طرح ہے:

نہ ہو سکتے ہیں دو اول، نہ ہو سکتے ہیں دو آخر
تم اول اور آخر ، ابتدا تم ، انتہا تم ہو

آپ اس شعر کو غور سے دیکھیں۔ آپ کو اس میں ''ظاہر'' اور ''باطن'' کا کوئی حرف بھی نظر نہ آئے گا۔ پھر ملا میرکی کا یہ تبصرہ کرنا کہ ''رسول اللہ ﷺ کے سوا دوسرا کوئی بھی ''ظاہر باطن'' نہیں ہے، اس کی بدترین خیانت نہیں تو اور کیا ہے؟ دیوبندیت کا نادان وکیل، انہی حرکتوں سے اپنا نام روشن کرنا چاہتا ہے تو ماشاء اللہ، مگر ہم اسے متنبہ کرتے ہیں کہ اہل اللہ سے الجھ کر واحد القہار کے چیلنج کو نہ للکارے مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ حدیث قدسی میں اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے میرے دوست سے دشمنی کی، اس کے خلاف میرا اعلانِ جنگ ہے۔

اعتراض ۱۳:

مولوی میرکی لکھتا ہے بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ سچا فقیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا بھی محتاج نہ ہو۔ (ص ۲۲)

جواب ا:

اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز بادشاہ، احکم الحاکمین ہے۔ تمام مخلوق ہر آن اس کی محتاج ہے اور یہ عقیدہ مستند کتب اہلسنت سے ثابت ہے مگر اس کے خلاف کسی ایرے غیرے نتھو خیرے کے خیالات جمع کر کے اس کے لئے اہلسنت و جماعت کو جوابدہ نہیں بنایا جا سکتا۔ ملا میر کی یہ بہتان لگا کر یہ تاثر دینا چاہتا ہے کہ بریلوی صرف پیروں فقیروں کو مانتے ہیں، مگر ہم دیوبندی، اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور اسی کو ہی مشکل کشا جان کر سب کچھ اسی سے طلب کرتے ہیں حالانکہ اس کا یہ دعویٰ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ دیکھ لیجئے کہ مولوی اشرف علی کا ایک معتقد دیوبندی محمد فیاض اسے خط لکھ کر عرض کرتا ہے:

''مجھے یقین قطعی ہے کہ میری مشکل کو بجز ذات گرامی کے اور کوئی شخص سارے ہندوستان میں دفع نہیں کر سکتا، اس لئے کہ میرے عقیدہ میں حضور والا ہی زمانہ موجود میں ''قطب الہند'' ہیں۔'' (ارواح ثلاثہ ص ۳۶۱) اس کے جواب میں جو کچھ مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا، وہ قابل دید ہے۔ لکھتا ہے:'' جو کلمات میری حیثیت سے زیادہ لکھے ہیں ان کو فال نیک میں داخل کیا جا سکتا ہے۔ (ارواح ثلاثہ ص ۳۶۱)

انبیاء و اولیاء سب اللہ تعالیٰ کے محتاج، مگر جماعت دیوبندیہ والے مولوی اشرف علی کے محتاج، پورے ہندوستان میں ان کو اللہ تعالیٰ بھی نہیں ملتا کہ اس سے ہی مشکل حل کرا لیں۔

ص ۲۳ کے نوٹ کا جواب:

خداوند تعالیٰ کو حاضر و ناظر نہ ماننے، وغیرہ الزامات کے دندان شکن جوابات تمہیں مل چکے ہیں۔ اب بھی اگر عقل ہو تو سمجھ لو کہ یہ حوالہ بھی تمہارے لئے کافی ہے۔ مولوی محمود الحسن دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کی تعریف یوں کرتا ہے:

خدا ان کا مربی، وہ مربی تھے خلائق کے
میرے مولا، میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہو سکتا ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کو (معاذ اللہ)

مربی خلائق، یعنی تمام مخلوق کا پروردگار ''رب العالمین'' کہا جاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی صفت خاص میں شریک قرار دیا جاتا ہے اور مولوی اشرف علی تھانوی کو مشکل کشا ٹھہرایا جاتا ہے تو بھی کسی دیو بندی مولوی کی رگِ وہابیت نہیں پھڑکتی۔ سب کو سانپ سونگھ جاتا ہے۔

وعظ گوئی خود نیاری در عمل
چشم پوشی ہمچوں شیطانِ دغل

اعتراض ۱۴:

کسی بھی عبارت کو ''مقید'' کرنے کے بعد اس کو عام نہیں کیا جا سکتا۔ مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ نے عبارت کو ''مقید'' کر کے یوں لکھا ہے کہ یہ آیات بظاہر شانِ مصطفوی کے خلاف اور متشابہات ہیں اور ان آیات کے ظاہری (لفظی) معنیٰ سے دلیل پکڑنا غلط ہے۔ (جاء الحق ص ۱۷۸)

اس میں صاف طور پر مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ ظاہر میں لفظی معنیٰ شان کے خلاف نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں خلاف شان نہیں ہیں، مگر جاہل و گستاخ دیو بندی وہابی ظاہری لفظی معنیٰ کو دلیل بنا کر دعویٰ کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ہماری مثل بشر ہیں۔ اس تشریح اور وضاحت کو سمجھے بغیر ملا میر کی نے الٹا یہ الزام لگا دیا ہے کہ بریلوی قرآن شریف کو حضور کا گستاخ سمجھتے ہیں۔ ص ۲۴

جعل مزہ جھوٹ غذا ہو گیا
ہائے دیانت تجھے کیا ہو گیا

دوسرے یہ کہ مفتی صاحب نے یہ بات خود اپنی طرف سے گھڑ کر نہیں لکھی۔ بلکہ علامہ مولانا شیخ عبدالحق محقق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''مدارج النبوۃ'' جلد اول فصل سوم، وصل ازالہ شبہات از بعض آیات مبہامات ص ۱۶۱ سے نقل کی ہے۔ علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''اب ان شبہات کو دور کیا جاتا ہے جو قرآن کریم کی بعض مبہم و موہوم آیات سے لاعلمی کے نتیجہ میں رسول مقبول ﷺ کے درجہ اعلیٰ میں نقص و خطا کا شبہ پیدا کرتے ہیں۔ دراصل یہ متشابہات کی قسم سے ہیں اور علماء نے ان کی مناسب تاویلات اور اصلی حقیقی معنیٰ بیان کئے ہیں۔ الخ۔

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ نے بھی علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اسی عبارت کا حوالہ دے کر اپنی کتاب ''جاء الحق'' میں یہ بات لکھی ہے۔ ملاحظہ ہو جاء الحق ص ۱۷۸۔ ملا میرکی نے مفتی احمد یار خان کا گو ذکر کر دیا ہے، مگر مفتی صاحب نے جہاں سے یہ عبارت نقل کی (یعنی علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب مدارج النبوۃ سے) اس کا ذکر ہی نہیں کیا یہ اس لئے کہ اگر وہ علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا ذکر کر دیتا تو اس کی بے ایمانی اور خیانت ظاہر ہو جاتی تھی اور لوگوں کو پتہ چل جاتا کہ یہ بات امت کے محققین علماء کرام سے مفتی احمد یار خان نے نقل کی ہے، جس پر کسی کو کچھ بھی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ تبصرہ کرتے ہوئے ملا میرکی لکھتا ہے:

''تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن شریف کی ہر آیت رسول اللہ ﷺ کی شان ہی شان ہے۔'' (ص ۶۴)

دراصل یہ دعویٰ سراسر غلط اور حقیقت کے بالکل منافی ہے، قرآن شریف کی ہر ایک آیت کو ''حصر'' کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی شان ہی شان کہنا علم قرآن سے جہالت اور دین سے بے خبری کا نتیجہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ''مجموعی'' طور پر تو قرآن مجید حضور اکرم ﷺ کی شان ہے مگر ہر ایک آیت کو حضور کی شان میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً مندرجہ ذیل آیات کو حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔

۱. (اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ) سب تعریفیں اللہ کو جو سارے جہان کا رب ہے۔

۲. (اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ) بڑا مہربان اور رحم والا۔

۳. (مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ) جزا کے دن کا مالک۔

۴. (هُوَالَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ) اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے پھر اس نے آسمان کی طرف قصد فرمایا تو ٹھیک سات آسمان بنائے اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔

۵. (وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ) اور مشرق و مغرب سب اللہ ہی کے ہیں پھر تم جس طرف بھی منہ کرو اسی طرف وجہ اللہ ہے۔

بے شک اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

٦۔ (بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ) نئے سرے پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمینوں کا اور وہ جب کسی بات کا حکم فرمائے تو کہتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

٧۔ (اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَارَيْبَ فِيْهِ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا) اللہ ہی ہے جس کے سوا کسی کی بھی بندگی نہیں ہے اور وہ تم کو ضرور جمع کرے گا قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں ہے اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔

آپ کے سامنے قرآن کریم کی مندرجہ بالا سات آیات موجود ہیں، ان میں غور کریں پھر ملا میرکی کے علم کا اندازہ لگائیں جو کہتا ہے "ہر ایک آیت" رسول اللہ ﷺ کی شان ہی شان ہے۔ ایک عام آدمی بھی یہ بات بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ ان ساتوں آیات میں خداوند کریم کی شان ہے۔ مزید چند آیات بھی ملاحظہ فرمائیے:

١۔ (وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ○) اور جو شخص خطا یا گناہ کرے پھر کسی بے گناہ پر دھرے تو اس نے ضرور بہتان اور ظاہر گناہ اٹھایا۔

٢۔ (فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ) اس (قابیل) کے نفس نے اس کے بھائی (ھابیل) کو قتل کرنے پر ابھارا تو اس کو قتل کر دیا پھر نقصان میں رہ گیا۔

٣۔ (وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ○) جس نے ہماری آیات کو جھٹلایا ان کو عذاب پہنچے گا، ان کی نافرمانی کے بدلے میں۔

٤۔ (قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ)

بے شک تباہ ہو گئے وہ جنہوں نے احمقانہ جہالت سے اپنی اولاد کو قتل کیا اور انہوں نے اللہ پر افتراء کرتے ہوئے ان چیزوں کو حرام ٹھہرایا جو اللہ نے ان کو روزی دی تھی۔ بے شک وہ گمراہ ہوئے اور انہوں نے راہ نہ پائی۔

۵. (قَالَ اُخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْماً مَّدْحُوْرًا لِمَنْ تَبِعَکَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْکُمْ اَجْمَعِیْنَ) (اللہ تعالیٰ نے شیطان کو) فرمایا یہاں سے نکل جا، دھتکارا ہوا مذموم ہو کر ان میں سے جو تیرے کہے پر لگا میں تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔

۶. (قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا اِنَّا بِالَّذِیْ اٰمَنْتُمْ بِهٖ کٰفِرُوْنَ) متکبر کہنے لگے جن پر تم ایمان لائے ہمیں ان سے انکار ہے۔

۷۔(وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَلِقَاءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ هَلْ یُجْزَوْنَ اِلَّا مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ) اور جنہوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کے دربار کی ملاقات کو جھوٹ جانا ان کا سب کیا کرایا اکارت گیا ان کو کیا بدلہ ملے گا' مگر وہی جو وہ کرتے تھے۔مندرجہ بالا ساتوں آیات بھی آپ کے سامنے موجود ہیں۔ان میں سے کوئی ایک آیت مبارکہ بھی رسول اللہ ﷺ کی شان میں ہرگز نہیں ہے کم تعلیم یافتہ بھی آیات کے معنیٰ پڑھ کر سمجھ سکتا ہے کہ ان آیات میں بہتان طرازوں، بھائی کے قاتل قابیل، اللہ کی آیات کو جھٹلانے والوں، اولاد کو ناحق قتل کرنے والوں، حلال چیزوں کو حرام ٹھہرانے والے گمراہوں، شیطان لعین اور دیو کے بندوں اور تکبر کرنے والوں کی مذمت اور ملامت کا بیان ہے۔اسی طرح اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں منافقین کی مذمت، چغلی فساد کی مذمت، جھوٹوں پر لعنت، ظالموں پر پھٹکار، حرام کی مذمت، بے نمازوں کی مذمت، کفار یہود و نصاریٰ کی مذمت اور اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں وغیرہ کا بیان ہے، مگر ان میں رسول اللہ ﷺ کی شان مذکور نہیں ہے۔پھر ملا میر کی کا یہ دعویٰ بے جا کہ قرآن شریف کی ہر ایک آیت رسول اللہ ﷺ کا شان ہی شان ہے۔کہاں تک درست ہے؟ حضور اکرم ﷺ ایسے ہی نالائقوں کے بارے میں یہ پیشنگوئی فرما چکے ہیں کہ "ایسے جاہل پیدا ہوں گے جو قرآن وحدیث پر افتراء کرتے ہوئے اپنی طرف سے مسئلے گھڑ کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کریں گے۔خبردار! ان سے بچ کر رہنا، وہ خود تو جہنم میں جائیں گے ہی، کہیں تم کو بھی جہنم میں نہ لے جائیں۔" (حدیث)

پھر ملا میر کی لکھتا ہے کہ اگر قرآن پاک سے حضور کی شان ثابت نہیں ہوتی تو پھر کس چیز سے ثابت ہوگی؟ (ص ۲۵)

واہ واہ! آج تو ملا میر کی مان لینے کے موڈ میں دکھائی دے رہا ہے، جبکہ دیو بندی مولوی تعریف والی آیات بھی توہین ونقص بیان کرنے کے لئے پیش کیا کرتے ہیں اور کبھی نقص و توہین کے شائبہ والی آیات نبوی شان کے لئے ڈھونڈا کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ دیو بندی ملا کسی بھی طرح آقائے نامدار ﷺ کی اصل شان کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں۔

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بر ادا نہ دے

تنبیہ:

جان لینا چاہئے کہ قرآن کریم کو اس لحاظ سے تو حضور انور ﷺ کی شان ہی شان کہا جا سکتا ہے کہ (تِبْیَاناً لِکُلِّ شَیْءٍ) ہر شے کا بیان کرنے والا بنی نوع انسان کے لئے دستور حیات اور ایسا معجزہ ہے کہ چیلنج کے باوجود اس کی ایک آیت کے مثل آیت بنا کر کوئی بھی پیش نہیں کر سکا ہے اور یہ حضور انور ﷺ کی صداقت کا آخری بے مثل صحیفہ ہے جس میں حضور کے بتائے ہوئے ''دین اسلام'' کی صداقت کا بیان ہے اور حضور کو عطا شدہ یہ ایسا کلام الٰہی ہے جس کی مثال تا قیامت پیش نہیں کی جا سکتی۔ لیکن جدا جدا ہر ایک آیت کو حضور کریم ﷺ کی شان ہی شان کہنا علم قرآن سے ناواقفیت اور جہالت کا ثبوت نہیں تو پھر اور کیا ہے؟

اعتراض ۱۵: ملا میر کی لکھتا ہے۔ ''بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ مرد وعورت کے خاص واقعات، جماع وغیرہ کو بھی حضرت رسول اللہ ﷺ ملاحظہ فرماتے ہیں۔ (ص ۲۵)

جواب: اعتراض ۱۵ اور اعتراض ۲۲ اور اعتراض ۲۳ نمبروں کے لحاظ سے جدا جدا پیش کئے گئے ہیں مگر حقیقت میں بہ لحاظ مفہوم۔ ایک ہی اعتراض ہے، جن کا خلاصہ اس طرح ہے۔ بقول ملا میر کی مرد وعورت کی صحبت کے وقت حضور اکرم یا مرشد وہاں موجود ہوتے ہیں اور یہ خاص حالت دیکھتے رہتے ہیں اور عورت کے اندام نہانی میں نطفہ قرار پاتا ہے تو اسے ''ولی'' دیکھتا ہے۔ (ص ۲۵، ۳۴، ۳۵)

اس ایک مفہوم کو اس نے تین اعتراضات بنا کر لکھا ہے تا کہ اس کے چھپتے

''پارٹی والے'' اس کی ''قابلیت'' کے قائل ہوسکیں۔ہم اس کے تینوں اعتراضات کو ایک جواب سے ہی رفع دفع کر دیتے ہیں اور اعتراض ۱۵ میں کی گئی ملا میر کی کی خیانت کو بھی ظاہر کریں گے۔تاہم پہلے اس کی یہ بات سن لیں ،لکھتا ہے۔''حضرت رسول اللہ ﷺ بھی شریعت کے پابند ہیں اور انہیں بھی کسی کی شرمگاہ کو دیکھنا جائز نہیں ہے۔بریلوی بظاہر ادب کا زبانی دعویٰ کرتے ہیں ،اندر میں دیکھو کہ کس قدر گستاخانہ عقائد رکھے بیٹھے ہیں۔''

(ص ۲۵) مزید لکھتا ہے۔''ایسے نام نہاد حبداروں سے پوچھنا چاہئے کہ آیا زنا کاری کے وقت بھی حضور اکرم وہاں موجود ہوتے ہیں؟ اور کچھ کہتے بھی نہیں۔'' (ص ۲۶)

واضح رہے کہ بریلویوں پر ''بے ادب'' ہونے کا الزام لگانا چاند پر تھوکنے کے مترادف ہے۔ چنانچہ یہ مذموم حرکت آج تک کسی بڑے سے بڑے متعصب دیوبندی مولوی نے بھی نہیں کی ہے۔ بے ادب گستاخ ہونا تو وہابیوں ہی کا طرہ امتیاز ہے۔ بریلویوں کا ہرگز نہیں ،حتیٰ کہ دیوبندیوں کے پیشوا اشرف علی تھانوی کو بھی اس کا اعتراف ہے۔اس نے ایک شخص کو جواب میں صاف کہہ دیا تھا کہ۔''وہابی + معنیٰ بے ادب ،بدعتی + معنیٰ با ادب'' (ملاحظہ ہو افاضات یومیہ جلد ۴ ص ۱۷۰ و ص ۸۱) واضح رہے کہ وہابی، بریلویوں کو بدعتی کہا کرتے ہیں۔اب ملا میر کی کی خیانت ملاحظہ ہو۔اس نے مناظر اعظم، فاتح دیوبندیت حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مقیاس حنفیت'' سے نامکمل ادھوری عبارت نقل کی ہے تاکہ اس سے غلط مفہوم نکال کر اپنی شیطانیت کا مظاہرہ کر سکے۔حقیقت یوں ہے کہ حضرت علامہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم شریف جلد دوم سے حدیث مبارک نقل کر کے اپنی طرف سے یہ وضاحت فرمادی ہے کہ'' یہ علیحدہ امر ہے کہ آپ مثل کراماً کاتبین ایسے واقعات سے اپنی نظر کو محفوظ فرمالیں'' (مقیاس حنفیت ص ۲۸۲) یعنی جس طرح کراماً کاتبین ایسے حالات و واقعات سے چشم پوشی کر لیتے ہیں۔حالانکہ وہ ہر وقت انسان کے ساتھ رہتے ہیں۔حضور اکرم ﷺ حاضر ناظر ہونے کے باوجود بھی مرد وعورت کے مخصوص حالات جماع وغیرہ سے اپنی نظر مبارک کو محفوظ فرمالیتے ہیں۔ ملا میر کی نے کمال بے حیائی کے ساتھ حضرت علامہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے یہ کھلی وضاحت نقل نہیں کی اور اپنی طرف سے یہ لکھ دیا کہ۔''حضرت رسول اللہ ﷺ مرد وعورت

کے (نعوذ باللہ منہا) جماع کو بھی دیکھتے رہتے ہیں۔" (ص ۲۵) اور پھر اپنے خُبثِ باطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی بکواس کو اہلسنت و جماعت بریلویہ کے سر تھوپ کر، الزام تراشی کر دی ہے کہ بریلویوں کا یہ عقیدہ ہے! اور پھر اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ملا میرکی لکھتا ہے کہ۔" حضور بھی شریعت کے پابند ہیں اور ان کو بھی دوسروں کی برہنگی دیکھنا جائز نہیں ہے۔" یہ ملا میرکی کی کمینگی کی انتہا ہے کہ اس کو محبوب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں ایسے کمینہ خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ذرہ بھر شرم نہیں آئی۔ سچ ہے؟؟ اِذلَمْ تَسْتَحِیْ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ" بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن۔

واضح رہے کہ اہلسنت و جماعت بریلویہ بحمدہ تعالیٰ عشاق رسول خدا ہیں (ﷺ) ان پر اپنی جان، مال، عزت و آبرو سب کچھ قربان کردینے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ ان سے یہ ممکن ہی نہیں کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی شانِ اقدس وارفع واعلیٰ میں کسی بھی طور گستاخی یا بے ادبی کا تصور بھی کرسکیں۔ البتہ دیوبندی وہابیوں کا ہی یہ شیوہ ہے کہ وہ گستاخی و توہینِ رسول مقبول ﷺ کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور اس بات کا ثبوت ان کی تقریروں اور تحریروں سے ملتا ہے۔ ان کی کتابیں ایسی بیہودہ کفریہ عبارتوں سے بھری پڑی ہیں جن پر علمائے حق ہندو پاک، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے علمائے اہلسنت کفر کا فتویٰ صادر کرچکے ہیں اور ان کی گستاخانہ اشتعال انگیز تحریروں کی وجہ سے ملتِ اسلامیہ میں انتشار و افتراق برپا ہے۔ اہلسنت و جماعت بریلویہ پر الزام تراشی کی دُھن میں ناقوس وہابیہ ملا میرکی کو دو عالم کے سردار حبیب کردگار ﷺ کی شان قدسیہ میں دیدہ دہنی کرنے سے پہلے اپنے خانہ ساز قطب رشید احمد گنگوہی کی مندرجہ ذیل ہفوات پر بھی ایک نظر ڈال لینی چاہئے تھی۔

رشید احمد گنگوہی اور عورت کی شرمگاہ کا نقشہ

کیا رشید احمد گنگوہی اور دیگر نام نہاد علمائے دیوبند کے لئے شریعت کی پابندی ضروری نہیں؟ اور کیا ان کو دوسروں کی برہنگی اور شرمگاہیں دیکھنے اور کیفیت بتانے کی کھلی چھوٹ ہے؟ رشید احمد گنگوہی سے بھری محفل میں ایک شخص نے سوال پوچھا۔" یا حضرت!

عورت کی شرمگاہ کیسی ہوتی ہے؟" لوگوں نے شرم سے گردنیں جھکالیں مگر مولوی رشید احمد گنگوہی نے بلا جھجک جواب دیا" جیسے گیہوں کا دانہ۔" (تذکرہ الرشید ص ۱۰۰ ج ۲)

اگر رشید احمد گنگوہی برہنگی اور شرمگاہیں دیکھنے کے ماہر اور شوقین نہیں تھے تو انہوں نے جھٹ سے کیونکر کہہ دیا۔" جیسے گیہوں کا دانہ" آفرین ہے ان کی شریعت ماب دیوبندی مولویوں کی اخلاق باختگی پر جو ایسے حیا سوز واقعات اپنی کتابوں میں درج کرتے ہیں۔ اب یہ مندرجہ ذیل واقعہ ملاحظہ کیجئے۔ اس میں ملا میر کی کے اعتراض ۱۵، اعتراض ۲۲ اور اعتراض ۲۳ کا جواب مضمر ہے۔

"ایک دن مولوی امیر شاہ خان (رشید احمد کے خاص مرید) نے اپنا چشم دید واقعہ بیان کیا کہ ایک دفعہ میں مسجد حرام میں ایک بزرگ کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس ایک نوجوان درویش آیا، اس کو اس بزرگ نے کہا یار تیرے دل میں ایک نہایت عمدہ چیز ہے اس نوجوان نے اس بات کو بہت ٹالنا چاہا مگر اس بزرگ نے پردہ فاش کر ڈال۔ کہا تیرے دل میں ایک عورت کی شکل ہے۔ اس کی ناک ایسی ہے۔ اس کی آنکھیں ایسی ہیں، اس کے بال ایسے ہیں، الغرض پورا حلیہ بیان کر دیا۔ اس پر وہ نوجوان پشیمان بھی ہوا اور اقرار بھی کرلیا کہ آپ سچ فرماتے ہیں۔ مجھے اس عورت سے عشق ہو گیا ہے، ہر وقت اس کے تصور میں رہنے کی وجہ سے اس کی شکل میرے دل میں سما گئی ہے۔ اب جس وقت میری طبیعت اس عورت کے لئے بے قرار ہوتی ہے تو آنکھیں بند کر کے اس کو دیکھ لیا کرتا ہوں اور کچھ آرام آجاتا ہے اور طبیعت سنبھل جاتی ہے۔ مولوی امیر خان یہ واقعہ بیان کر کے انتظار کرنے لگا کہ مولوی رشید احمد اس کے بارے میں ضرور کچھ فرمائیں گے۔ مگر مولوی صاحب نے سنی ان سنی کر دی۔ مولوی امیر خان نے اس بات کو دو تین مرتبہ دہرایا تو بالآخر مولوی رشید احمد گنگوہی نے فرمایا۔ بھائی! یہ کوئی محبت کا زیادہ غلبہ نہیں ہے، کیونکہ اس نوجوان کو اپنی محبوبہ کے دیدار کے لئے آنکھیں بند کر لینے اور قلب کی طرف توجہ ہونے کی ضرورت پڑتی تھی۔ میرا (رشید احمد کا) حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سالہا سال سے یہ تعلق رہا ہے کہ حضرت کے مشورہ کے بغیر کبھی بھی میری نشست و برخواست نہیں ہوئی حالانکہ (میں گنگوہ میں تھا) حاجی صاحب مکہ شریف میں تھے اور اس

کے بعد جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھی میرا یہی تعلق سالہا سال رہا اس کے بعد............ بس اتنا کہہ کر گنگوہی صاحب خاموش ہو گئے اور گردن جھکا کر بیٹھے رہے۔ مطلب ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی یہی تعلق ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر نہ کچھ کہتا ہوں نہ چپ رہتا ہوں۔ (تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۱۹۶۔۱۹۷) یہی واقعہ مولوی اشرف علی تھانوی نے اس طرح بیان کیا ہے۔ خان صاحب (امیر شاہ) نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت گنگوہی جوش میں تھے اور مسئلہ تصور شیخ زیر بحث تھا۔ آپ نے فرمایا: کہہ دوں؟ عرض کیا گیا کہ فرمایئے۔ انہوں نے پھر فرمایا کہہ دوں؟ عرض کیا گیا کہ فرمایئے۔ پھر فرمایا کہ کہہ دوں؟ عرض کیا گیا کہ فرمایئے۔ فرمایا کہ پورے تین سال تک حضرت ''امداد'' کا چہرہ میرے دل میں رہا ہے میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا ہے۔ یہ کہہ کر ان کا جوش مزید بڑھ گیا اور فرمایا کہ کہہ دوں؟ عرض کیا گیا کہ ضرور فرمایئے۔ فرمایا کہ اتنے سال حضرت نبی کریم ﷺ بذات خود میرے دل میں رہے ہیں اور میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا ہے۔ یہ کہہ کر ان کا جوش مزید بڑھ گیا۔ فرمایا اب اور بھی کہہ دوں؟ عرض کیا گیا کہ فرمایئے۔ مگر آپ خاموش ہو گئے۔ مریدوں، خادموں نے بہت زور لگایا تو فرمایا: چھوڑ دو، دوسرے دن بڑی منت خوشامد کی گئی تو فرمایا بھائی احسان والا مرتبہ تھا۔ (ارواح ثلاثہ ص ۲۹۰۔۲۹۱) یعنی پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈیرہ جما لیا اور میں اس سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کرتا۔ اس واقعہ کے دونوں بیانات میں چار باتیں توجہ کے لائق ہیں۔

۱۔ دیوبندی مذہب ہی کی رو سے اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتاویٰ کے مطابق امور شرکیہ و کفریہ کے اتنے انبار لگائے گئے ہیں کہ اگر ان کی تفصیل بیان کی جائے تو مضمون اس قدر طویل ہو جائے گا کہ ملا میرکی کے اعتراض کا جواب پس منظر میں چلا جائے گا۔

۲۔ برٹش گورنمنٹ کے چیف ایجنٹ رشید احمد گنگوہی نے مسلمانوں میں انتشار اور فتنہ فساد برپا کرنے کے لئے جو خلاف قرآن و سنت گمراہ کن شر انگیز فتوے صادر کئے ہیں ان کو اس غلط بیانی کے ذریعہ کہ میں نے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ اور رسول اکرم ﷺ اور اللہ تعالیٰ سے پوچھے بغیر کوئی بات نہیں کی، صحیح و

برحق ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی گئی ہے۔

۳۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کے مشورہ کے بغیر کبھی بھی میری نشست و برخواست نہیں ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر نہ کچھ کہتا ہوں نہ چپ رہتا ہوں۔ محض ابلیسانہ تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ پر بہتان طرازی اور سرور دو عالم محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہمسری کا شیطانی دعویٰ ہے کہ خود کو (وَمَایَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی) کا مصداق ٹھہرا کر شرمناک گستاخی کا مرتکب ہوا ہے اور دیوبندی علمائے سوء اس پر آمنا وصدقنا کہتے ہوئے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں۔

۴۔ ایک عالم سوء کے لئے فنافی الشیخ فنافی الرسول اور فنافی اللہ و بقاباللہ کے مقامات پر فائز ہونے کا بے بنیاد دعویٰ کیا گیا ہے جو بجائے خود ایک ناقابل معافی جرم ہے، اس لئے کہ یہ شخص اپنے مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کے مسلک کا صریحاً مخالف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلمہ فضائل و اوصاف رسالت کا منکر ہے۔ اللہ و رسول کا مخالف، باغی اور نافرمان ہے۔ ایسا شخص ان پاکیزہ مقامات قُرب کے لائق ہرگز نہیں ہوسکتا۔ ان بیانات کی روشنی میں ملا میرکی سے پوچھتا ہوں کہ جبکہ رشید احمد کے دل میں حاجی امداد اللہ اور رسول اکرم ﷺ بذات خود سالہا سال موجود رہے ہیں تو کیا وہ پیشاب پاخانہ کرتے اور بیوی سے مجامعت کرتے وقت اسے دیکھتے نہیں رہے ہوں گے؟ کیا یہ حاجی امداد اللہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین ہے یا نہیں؟ بریلویوں پر بے جا تہمت والزام تراشی کرنے والا ملا میرکی اگر سچا ہے تو رشید احمد گنگوہی اور دیگر علماء دیوبند پر بھی فتویٰ لگائے یا پھر اپنی حماقتوں سے توبہ کر کے آئندہ کے لئے ایسی بیہودہ فتویٰ بازی سے باز آجائے۔ ع یا چناں کن یا چُنیں!

خیانت ہی خیانت: مولوی میرکی نے ص ۴۴ پر مولانا اللہ دتہ صاحب کی کتاب ''تنویر الخواطر'' کے ص ۴۳ سے ایک عربی عبارت کا حوالہ دیا ہے لیکن اس انداز کے ساتھ کہ پڑھنے والے کو یقین آجائے کہ یہ عربی عبارت مولانا اللہ دتہ صاحب کا اپنا قول ہے، مگر حقیقتاً ایسا

نہیں ہے۔ حوالہ نقل کرنے میں ملا میر کی نے خیانت سے کام لیا ہے۔ دراصل یہ عربی عبارت ''لَا تَسْتَقِرُّ نُطْفَةٌ فِی الْاُنْثٰی اِلَّا یَنْظُرُ ذَالِکَ الرَّجُلُ اِلَیْھَا'' عارف باللہ علامہ عبدالوھاب شعرانی قدس سرہ کی ہے، جسے مولانا غلام محمود صاحب پپلانوی نے اپنی کتاب میں نقل کیا تھا جس پر گکھڑ کے دیوبندی مولوی سرفراز نے اپنی روایتی مادری زبان میں نہایت گستاخانہ انداز میں ولی کامل علامہ شعرانی کے خلاف یوں تبصرہ کیا تھا۔

''ایک شوریدہ سر اٹھتا ہے اور ولی اور نبی کے کمال کی یہ شرط لکھتا ہے کہ **لاتستقر نطفة فی فرج انثی الاینظرھا ذالک الرجل الیھا**۔یعنی کسی مادہ کی شرمگاہ میں کوئی نطفہ نہیں قرار پکڑتا، مگر وہ کامل اس کو دیکھتا ہے۔ (آنکھوں کی ٹھنڈک ص ۴۴)

اس کے جواب میں مولانا اللہ دتہ صاحب نے لکھا ہے: ''خان صاحب (مولوی سرفراز خان) گکھڑوی لکھتے ہیں کہ ایک شوریدہ سر اٹھتا ہے الخ۔خان صاحب کی یہ بات سمجھنا کوئی دشوار نہیں کہ شوریدہ سر کا تمغہ عبارت کے ناقل کو دیا ہے یا اصل قائل کو۔ بہرحال ایسی باتیں کرنا یا لکھنا خان صاحب (مولوی سرفراز خان) کے نزدیک شوریدہ سروں ہی کا کام ہے۔'' (تنویر الخواطر ص ۴۳)

مولوی اللہ دتہ صاحب نے تو مولوی سرفراز خان کے کرتوت اور گستاخیاں دکھانے کی خاطر اس کی کتاب آنکھوں کی ٹھنڈک کے صفحہ ۴۴ سے گکھڑوی کی عبارت نقل کر کے یہ حوالہ لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے کہ دیکھ لیجئے کہ یہ دیوبندی مولوی سرفراز خان ایک ولی کامل، عارف باللہ کو شوریدہ سر کہہ کر اپنی عاقبت خراب کر رہا ہے۔ مولانا اللہ دتہ صاحب نے تو اس دیوبندی مولوی کی اس بے ادبی کی جسارت پر احتجاج کیا ہے اور اس پر تبصرہ کرتے ہوئے قرآن وحدیث واقوال اولیائے کرام سے ثابت کیا ہے کہ اولیائے کرام کی، بے ادبی اور گستاخی صرف بے حیاء شخص ہی کیا کرتا ہے اور صالحین وکاملین کے ارشادات کا منکر اہل اللہ کے فیض سے محروم اور بے ایمان ہو کر مرا کرتا ہے اور اس کے لئے یہ وعید ہی کافی ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے دوست کو ایذا دی اس کے ساتھ میرا اعلانِ جنگ ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ اعلانِ جنگ فرمائے وہ کبھی

کامیاب نہ ہوگا۔ اہل اللہ کا ادب اسی میں ہے کہ اولیاء اللہ کے ارشادات کو تسلیم کیا جائے، اس لئے کہ وہی سچے ہیں۔ ملاحظہ ہو (تنویر الخواطر ص ۴۴)

اس قدر وضاحت کے باوجود بھی ملا میرکی نے غلط طور پر بریلویوں پر تہمت لگا کر خیانت اور بددیانتی کا ثبوت دیا ہے کہ عربی عبارت تو علامہ عبدالوھاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، مگر اس نے یہ عربی عبارت، بریلویوں کی طرف منسوب کر کے اور علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کے ارشاد کو مولانا اللہ دتہ صاحب کا قول بتا کر خواہ مخواہ اپنی رذالت اور کمینہ پن کا مظاہرہ کر دیا ہے۔ ملا میرکی نے شاید یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ کتنی ہی خرمستیاں کرتا رہے اسے کوئی پوچھنے والا ہی نہیں؟ حاشا وکلا۔ ہر فرعونے راموسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے مصداق اللہ تعالیٰ ہی فرعون کی سرکوبی کا سامان کر دیا کرتا ہے۔ انشاء اللہ ملا میرکی سے بھی بہت سے ایسے پوچھنے والے نکل آئیں گے جو دونوں کتابیں ''تنویر الخواطر'' اور بدعتی بریلوین جاعقیدا'' اس کے سامنے رکھ کر اس کی آنکھوں پر عینک چڑھا کر اسے پڑھا کر پوچھ لیں گے کہ او فریب کار ملا میرکی! بتا، جو مفہوم نکال کر تو نے غلط بیانی کی ہے یہ مفہوم کون سے جملے یا حرف سے نکلتا ہے کہ بریلوی اس کو ولی اور بزرگ مانتے ہیں جو کسی بھی مادہ کی فرج میں نطفہ کو قرار پکڑتے ہوئے دیکھتا ہو اور یہ بھی بتا کہ ''لاتستقر نطفة ۔ الخ'' علامہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ کی عبارت ہے یا مولانا اللہ دتہ صاحب کی ہے؟ کیا علامہ عبدالوہاب شعرانی بھی بریلوی تھے؟ انشاء اللہ تعالیٰ جواب طلب کرنے والوں کے سامنے بناوٹی واعظ الاسلام مخبوط الحواس ہو کر رہ جائے گا اور اس سے کوئی جواب بن نہ پڑے گا اور سوائے رسوائی کے اس کے پلے کچھ نہ پڑے گا۔

اعتراض ۱۶:

بریلوی رسول اللہ ﷺ کو شکاری سے تشبیہ دے کر توہین کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو شکاری کے مانند بناوٹی سمجھ کر قرآن شریف کی صریح مخالفت کرتے ہیں۔ (ص ۲۷ کا مفہوم)

جواب:

ملا میر کی نے یہ اعتراض مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''جاء الحق'' کی عبارت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے کیا ہے۔ ورنہ مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ نے سائل کو جواب دیتے ہوئے جو کچھ فرمایا ہے اس میں اعتراض والی کوئی بھی بات نہیں ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

سوال: قرآن فرماتا ہے (قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ) ''اے محبوب! فرما دو کہ میں تمہارے جیسا بشر ہوں'' اس آیت قرآنیہ سے معلوم ہوا کہ حضور بھی ہماری طرح بشر ہیں۔ اگر نہیں ہیں تو آیت معاذ اللہ جھوٹی ہو جائے گی۔

جواب:

اس آیت میں چند طرح غور کرنا لازم ہے۔ ایک یہ کہ فرمایا گیا ہے قُل (اے محبوب آپ فرما دو) تو یہ کلمہ فرمانے کی صرف حضور علیہ السلام کو اجازت ہے کہ آپ بطور انکسار و تواضع فرما دیں۔ یہ نہیں کہ قولوا انما ھو بشر مثلنا (اے لوگو! تم کہا کرو کہ حضور علیہ السلام ہم جیسے بشر ہیں) بلکہ قل میں اس جانب اشارہ ہے کہ بشر وغیرہ کلمات تم کہہ دو، ہم تو نہیں کہیں گے۔ ہم فرمائیں گے یا ایہا المزمل، یا ایہا المدثر وغیرہ۔ ہم آپ کی شان بڑھائیں گے آپ انکساراً یہ فرما سکتے ہیں۔ نیز اس آیت میں کفار سے خطاب ہے چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہٰذا فرمایا گیا کہ اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں۔ یعنی بشر ہوں (جاء الحق ص ۱۷۵۔۱۷۶)

مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ نے یہ لکھ کر اس بات کو مزید ذہن نشین کرانے کے لئے ایک عام مثال پیش کی ہے۔ اس مثال کو تشبیہ یا مشابہت دینے سے کچھ بھی واسطہ نہیں ہے۔ یہ ایک عام طریقہ ہے کہ کسی بات کو مزید ذہن نشین کرانے کے لئے کئی قسم کی مثالیں دی جایا کرتی ہیں۔ قرآن مجید میں بھی لوگوں کو سمجھانے کے لئے کئی مثالیں بیان کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (فِتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُھَا لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ) تاہم ان مثالوں کا تشبیہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ مشابہت اور تشبیہ کے لئے حرف تشبیہ کا استعمال ضرور ہوتا ہے۔ لَا بُدَّفِیْهِ مِنْ آلَةِ التَّشْبِیْهِ (تعریفات ص ۵۰) حرف تشبیہ کے بغیر مشابہت کا

مفہوم ہی نہیں نکلتا۔ جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں ہے۔ آیئے اب دیکھیں کہ مفتی صاحب نے کیا لکھا ہے اور ملا میر کی نے کیا سمجھا ہے۔

''شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے۔'' (جاء الحق ص ۱۷۶) یہ امر واقعہ ہے شکاری مختلف جانوروں کی بولی صرف شکار کرنے کے لئے ہی بولا کرتا ہے۔ لیکن وہ تیتر کی بولی بولتے وقت تیتر جیسا نہیں بن جایا کرتا۔ بارہ سینگے کی آواز نکالتے وقت خود بارہ سینگا نہیں بن جایا کرتا۔ وہ انسان ہی رہتا ہے۔ مگر اس کی صرف شکار کرنے کی خاطر آواز جانوروں جیسی ہوتی ہے۔ مفتی صاحب کی اس مثال کا بھی تشبیہ سے کچھ تعلق نہیں ہے کہ اسے بے ادبی قرار دیا جائے، اس لئے کہ مثال صرف بات سمجھانے کی خاطر دی جاتی ہے نہ کہ برابری بیان کرنے کے لئے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال اس طرح بیان ہوئی ہے: (کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ) جیسے قندیل جس میں چراغ ہے۔ دیکھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے نور کے لئے قندیل اور چراغ کی مثال دی گئی ہے۔ لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اللہ کا نور قندیل اور چراغ کے مشابہ ہے۔ اسی طرح بات کو سمجھانے اور وہابیوں کا اعتراض رفع کرنے کے لئے مفتی صاحب نے شکاری کی مثال بیان کی ہے کہ انہوں نے آیت مبارکہ (قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ) سے حضور ﷺ کو اپنے جیسا بشر سمجھنا لازم قرار دے رکھا ہے۔ مفتی صاحب ان کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جب کفار اور حقیقت سے بے خبر لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نیا پیغام اور نرالے کارنامے دیکھ کر ان سے بدکنے لگے تو حضور نے بمصداق کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِھِمْ ان سے یہ فرمایا کہ (اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ) میں تم جیسا انسان ہوں مجھ سے بدکو نہیں۔ آؤ مجھ سے تعلیم حاصل کرو اور راہ ہدایت پاؤ۔ (اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ) کے ارشاد سے کفار کو اپنی جانب مائل و متوجہ کرنا مقصود ہے لیکن حقیقتاً حضور ﷺ ہم جیسے یا عام لوگوں کی طرح اور کفار کے مانند ''بشر'' ہرگز نہیں ہیں۔ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ نے سرکار دو عالم ﷺ کو شکاری سے تشبیہ کہاں دی ہے؟ جس کو ''مثال'' اور ''تشبیہ'' کے فرق و امتیاز کی بھی خبر نہیں وہ بھی جلیل القدر علمائے حق کے کلام حق ترجمان پر بغیر سمجھے بوجھے اعتراض کرنے کی جرات کر رہا ہے۔ شرم اس کو مگر نہیں آتی؟ ملا میر کی کو اگر واقعی حضور انور ﷺ کو کسی سے تشبیہ دینا ناگوار ہے اور اسے

قرآن کریم کی صریح مخالفت سمجھتا ہے تو اسے لازم ہے کہ وہ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی اور مولوی اشرف علی تھانوی کی ان عبارتوں پر بھی فتویٰ لگائے جن میں انہوں نے حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ''قوم کے چودھری اور گاؤں کے سردار'' سے تشبیہ دے کر تنقیص وتوہین کا مظاہرہ کیا ہے اور محبوب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ کے علم مبارک کو زید و عمر اور بچوں پاگلوں اور چوپاؤں، حیوانوں کے علم سے تشبیہ دے کر صریحاً ارتکاب کفر کیا ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے:

''جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا سردار، سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔'' (تقویۃ الایمان ص ۱۰۹)

اور مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے: اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص ۸)

اس عبارت میں لفظ ''ایسا'' تشبیہ کا ہے جیسا کہ مولوی تشبیہ کا ہے جیسا کہ مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی بھی مانتا ہے کہ ''لفظ'' ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے (الشہاب الثاقب ص ۱۰۳) اب دیکھتے ہیں کہ ملا میرکی کی اپنی غیرت ایمانی کا ثبوت دینے کی خاطر اسماعیل دہلوی اور اشرف علی تھانوی کو بھی توہین و تنقیص کا مرتکب سمجھ کر ان پر دائرہ ایمان سے خارج ہونے کا فتویٰ صادر کرتا ہے یا گروہی تعصب کا شکار ہو کر خاموش رہتا ہے اور اپنی بے ایمانی کا ثواب فراہم کرتا ہے۔

اعتراض ۱۷:

ملا میرکی لکھتا ہے: ''بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ مولوی برکات احمد کی قبر سے وہی خوشبو آتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے روضہ اطہر میں سے آتی ہے۔'' (ص ۲۸) یہ لکھ کر اس سے آگے حوالہ دیتے ہوئے لکھتا ہے: ''وہی خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی دفعہ روضہ انور کے قریب آئی تھی۔''

جواب:

ملا میر کی بریلویوں کی دشمنی میں اس قدر اندھا ہو چکا ہے کہ الزام تراشی کرتے وقت اسے یہ تک سمجھائی نہیں دیتا کہ وہ جس حوالہ کی بنا پر الزام لگا رہا ہے وہ حوالہ اس کے الزام سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اسے حوالہ کا غلط مطلب نکال کر الزام تراشی کرتے ہوئے کچھ تو شرم کرنی چاہئے تھی۔ الزام میں کہتا ہے کہ: ''وہی خوشبو آتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے روضہ اطہر میں سے (یعنی اندر سے) آتی ہے۔ مگر اعلحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات سے حوالہ نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ: ''وہی خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی مرتبہ روضہ انور کے قریب آئی تھی۔'' کیا ''روضہ اطہر کے اندر سے'' اور ''روضہ انور کے قریب'' میں کوئی فرق نہیں ہے؟ اسے زمین آسمان جتنا فرق نظر نہیں آتا تو اسے اپنی عقل وفہم کا ماتم کرنا چاہئے۔ پھر اپنے دماغی دیوالیہ پن کا مزید مظاہرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ''روضہ اطہر سے ایک چودھویں صدی کے مولوی کو خوشبو میں برابری دینا بے ادبی ہے۔'' (۲۸)

اعلحضرت کی عبارت میں اس بات کا تو کوئی ذکر ہی نہیں کہ برکات احمد کی خوشبو حضور کے روضہ اطہر جیسی تھی۔ پھر الزام کس بات کا؟ ملا میر کی مزید لکھتا ہے: ''روضہ اطہر سے خوشبو میں برابری دینا بے دینی ہے۔'' (۲۸) ہم اس کی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں، مگر خود رسول اللہ ﷺ سے کسی مولوی کو برابری دینا بے دینی ہے یا نہیں؟ ملا میر کی اس بارے میں کیا کہتا ہے کہ دیوبندی وہابیہ کا امام مولوی اسماعیل دہلوی اپنے مرشد سید احمد کے بارے میں لکھتا ہے:

مولوی اسماعیل کے عقیدے میں سید احمد رسول اللہ کے مشابہ ہیں

''چونکہ آپ کی ذات والاصفات ابتدائے فطرت سے جناب رسالت ماب افضل الصلواۃ والتسلیمات کی کمال مشابہت پر پیدا کی گئی تھی۔'' (صراط مستقیم ص ۳)

اسماعیل دہلوی نے تو (معاذ اللہ) سید احمد کو خود رسول اللہ ﷺ کے برابر ٹھہرا

دیا ہے۔اب ملا میر کی بتائے کہ اسماعیل دہلوی اور اس کو اپنا امام ماننے والے سب دیو بندی اور خود ملا میر کی بے دین ہیں یا نہیں۔انصاف شرط ہے۔نیز مولوی ابوالحسن ندوی وہابی تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس دیو بندی کے متعلق لکھتا ہے:

''امی بھی مولانا پر بہت شفیق تھیں۔فرمایا کرتی تھیں کہ اختر مجھے تجھ سے صحابہ کی خوشبو آتی ہے۔'' (مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت ص ۵۸) اور کسی دیو بندی مولوی ملا نے اس پر آج تک کوئی اعتراض نہیں کیا۔یعنی سب کے سب سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں۔

اللہ۔اللہ کہاں صحابہ کرام علیہم الرضوان اور کہاں برٹش گورنمنٹ کے سرمایہ سے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے والا چودھویں صدی کا فسادی مکار ملا محمد الیاس دیو بندی۔

ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک

صحابہ کرام علیہم الرضوان۔آسمان ہدایت کے ستارے۔اللہ تعالیٰ کے حبیب لبیب علیہ الصلواۃ والسلام سے براہِ راست فیض پانے والے خوش نصیب پاکباز ہیں جن کے مقام تک کوئی ولی اللہ پہنچ نہیں سکتا اور دیو بندی وہابی محمد الیاس جو عبد الدراہم والدنانیر ہے غاصب، ظالم، اسلام دشمن، انگریزوں کا ایجنٹ ہے۔مسلمانوں میں اپنی بناوٹی پارسائی کی آڑ میں فتنہ برپا کرنے والا، مجرم، (اَلْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ) کا مرتکب ہے۔نیز صحابہ کرام علیہم الرضوان جن کو بہ نظر ایمان دیکھنے والا قطعاً جنتی بن جائے اور دیو بندی وہابی محمد الیاس جسے دیکھنے والا نحوست کا شکار ہو جائے اور جہنم کا مستحق بن جائے۔ان کی خوشبو کو اس کی بدبو سے برابری دینے والے بے دین ہیں یا نہیں؟ ملا میر کی جواب دے۔

اعتراض ۱۸:

ملا میر کی نے اپنے روایتی انداز میں ''دھماکہ'' نامی کتاب کے ص ۷۵ سے ایک من گھڑت اعتراض چُرا کر اپنی قابلیت جتائی ہے۔لکھتا ہے کہ: ''مولوی احمد رضا بریلوی نے بی بی صاحبہ (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی تعریف میں ایک نظم کہی ہے، اس بیت کا ترجمہ کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔وغیرہ ص ۲۸ و ص ۲۹)

جواب ا:

''دھماکہ'' کے مصنف اور اس کے مقتدی ملا میر کی نے اعلحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ سے منسوب اس نظم کو ''حدائق بخشش حصہ سوم'' سے نقل کیا ہے حالانکہ ''حدائق بخشش'' کا یہ تیسرا حصہ کسی بھی سنی عالم کے نزدیک معتبر اور قابل حجت نہیں ہے۔ اس لئے کہ اسے نہ اعلحضرت نے خود شائع کرایا اور نہ ہی کسی دوسرے نے ان کی حیات مبارک میں شائع کیا اور نہ ہی ان کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادوں یا ان کے خاندان کے کسی فرد نے شائع کرایا اور یہ نظم اعلحضرت کی ہے بھی نہیں۔ اعلحضرت کے وصال سے تقریباً بتیس ۳۲ سال کے بعد یہ حصہ سوم مولانا محبوب علی خان مدن پور کے خطیب نے شائع کرایا تھا۔ اس کی اشاعت کے بعد سب سے پہلے حضرت مولانا مشتاق احمد نظامی، ایڈیٹر ''پاسبان'' الہ آباد نے مولوی محبوب علی خان کو بالوضاحت اس کی اس غلطی پر متنبہ کرتے ہوئے بتایا تھا کہ یہ مجموعہ اعلحضرت کا ہرگز نہیں ہے اور ایسا ہی ایک مضمون مولانا نظامی نے ''بمبئی'' کے ایک ہفتہ وار اخبار میں مورخہ ۹ ذی القعدہ سنہ ۱۳۷۴ ہجری کو شائع کرا کر اعلان کر دیا تھا کہ حدائق بخشش حصہ سوم اعلحضرت علیہ الرحمۃ کا ہرگز نہیں ہے۔ یہ غلط فہمی دور ہو جانی چاہئے۔ مولانا محبوب علی خان علیہ الرحمۃ نے بھی تسلیم حق کی مثال قائم کرتے ہوئے اپنی اس غلطی کا اعتراف کر لیا اور آج سے اٹھائیس سال پہلے مورخہ ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۵۵ء میں اپنی طرف سے ایک توبہ نامہ شائع کرایا تھا۔ یہ توبہ نامہ ماہنامہ ''سنی'' لکھنو اور اخبار ''انقلاب'' بمبئی میں شائع کرایا گیا۔ ملاحظہ ہو ماہنامہ سنی لکھنو مورخہ ۲۴ جولائی سنہ ۵۵ء اور اخبار انقلاب مورخہ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۵۵ء۔ ملا میر کی نے تو اپنے پیشوا ''دھماکہ'' خان کی نقالی کرتے ہوئے اب سنہ ۱۹۸۳ء میں یہ اعتراض کیا ہے۔ اٹھائیس سال پہلے تک اس کی یہ شرم کہاں گم رہی تھی کہ اب اسے اس شعر کا ترجمہ کرتے ہوئے شرم آنے لگی ہے۔ حقیقۃً یہ فخر بھی اہلسنت و جماعت بریلویہ کے عالم دین مولانا نظامی صاحب کو حاصل ہوا، جنہوں نے سب سے پہلے اس غلطی پر اپنے دوست اور ہم مسلک مولوی کو خبردار کیا۔ اس حقیقت کے واضح ہو جانے کے بعد، ناشر کے اپنی غلطی کا اعتراف کر لینے کے بعد اور علی الاعلان ''توبہ نامہ'' شائع کرا دینے کے بعد از روئے شرع مطہرہ مولانا محبوب علی خان علیہ الرحمۃ کے ذمہ کوئی الزام و گناہ باقی نہیں

رہتا اور نہ ہی یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ یہ اشعار اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے کیوں کیسے؟ کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ اشعار اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے ہرگز نہیں ہیں۔ اس کے باوجود ملا میرکی کمال ڈھٹائی کے ساتھ لکھتا ہے کہ ایسے واہیات شعر ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بریلوی لکھ کر شائع کراتے اور چھپواتے ہیں۔ (ص ۲۹) مزید لکھتا ہے کہ: دوسرے مسلمان ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے نہیں ہیں؟ کہ خاموش ہو کر بیٹھ رہیں (ص ۳۰)

مولوی اشرف علی تھانوی کی عائشہ صدیقہ کی شان میں گستاخی

یہ کون کہتا ہے کہ چپ ہو کر بیٹھے رہو۔ حلالی بیٹے کو اپنی ماں پر غیرت نہ آئے تو اس کے حرامی ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔ اس لئے ملا میرکی کو لازم ہے کہ اپنے ”حلالی“ ہونے کا ثبوت دے کہ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان مبارک میں جو انتہائی گستاخی اور دریدہ دہنی کی ہے اس پر بھی اپنی غیرت کا اظہار کرے۔ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے:

”ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر اشرف علی تھانوی کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا، میرا ذہن معاً اس طرف منتقل ہوا کہ کم سن عورت ہاتھ آئے گی اس مناسبت سے کہ جب حضور ﷺ نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا، حضور کا سن شریف پچاس سے زائد نہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں۔ وہی قصہ یہاں ہے۔“ (رسالہ امداد مطابق ماہ صفر سنہ ۱۳۳۵ ہجری)

مولوی اشرف علی تھانوی کی اس گندی ذہنیت پر جتنی بھی نفریں کی جائے کم ہے۔ جو شخص والدہ ماجدہ کے اپنے گھر تشریف لانے کے خواب کی تعبیر یوں کرے کہ کم سن عورت ہاتھ آئے گی۔ اس کی ذہنیت کو پاک کہا جائے گا یا ناپاک؟ تُف ہے اس جنسی ہوس پرستی پر۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق اشرف علی تھانوی کی اس بکواس پر تمام دیوبندی علماء مہر بہ لب ہیں اور ملا میرکی بھی اس بارے میں منقار زیر پر ہے۔ اس معاملہ میں اس کی غیرت کیوں جاگ نہیں رہی اور اپنے حلالی ہونے کا ثبوت کس لئے

نہیں دے رہا؟ ثابت ہوا کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں دیوبندیوں کے سیاہ قلوب میں کچھ بھی احترام نہیں ہے۔ ورنہ یہ صورت حال نہ ہوتی۔ ملا میرکی بتائے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بے ادب گستاخ بریلوی ہیں یا دیوبندی وہابی؟ ملا میرکی مزید غلط بیانی کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”یہ کتاب حدائق بخشش حصہ سوم تینتیس سال تک عوام میں چلتا رہا اور جب مسلمانوں کو پتہ چلتا رہا اور انہوں نے اس پر اعتراض کیا تو اب یہ کتاب بریلویوں نے چھپا لی ہے۔“ (۳۰)

ملا میرکی یہ تاثر دینا چاہتا ہے کہ یہ کتاب ۳۳ سال متواتر طبع وشائع ہوتی رہی اور تقسیم کی جاتی رہی ہے۔ جبکہ حدائق بخشش حصہ سوم غلطی سے ایک ہی بار شائع ہوئی اور ایک ڈیڑھ سال کے اندر کسی دیوبندی نے نہیں بلکہ بریلوی عالم حضرت مولانا نظامی صاحب نے ناشر کو متنبہ فرمادیا اور ناشر نے اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے رسائل واخبار میں عام توبہ نامہ شائع کر کے اعلان کر دیا کہ یہ میری غلطی سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو معاف فرمائے۔ اعلحضرت بریلوی کا حدائق بخشش حصہ سوم اور اس میں مندرج اشعار سے کچھ بھی واسطہ نہیں ہے۔اس کے بعد اسے کسی نے شائع و تقسیم نہیں کیا ہے۔

جواب ۲:

مثل مشہور ہے کہ ”الحق ماشھدت به الاعداء“ حق وہ ہے جس کی گواہی دشمن بھی دے۔اس کے مصداق دیوبندی وہابیہ کے مشہور عالم مولوی ابوالکلام آزاد کے پاس بمبئی سے کچھ لوگ وفد کی صورت میں آئے اور اس سے کہا کہ یہ شعر دیکھئے کہ اس میں حضرت مولانا احمد رضا خان نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کی ہے۔انہوں نے برجستہ یہ جواب دیا: ”مولانا احمد رضا خان ایک سچے عاشق رسول گذرے ہیں، میں تو سوچ بھی نہیں سکتا کہ ان سے توہینِ نبوت ہو۔“ (التحقیقات لدفع التلبیسات ص ۱۲۵)

نوٹ:

دیوبندی وہابیہ نے حدائق بخشش کا حصہ سوم جو سنہ ۱۳۷۲ ہجری میں ریاست

پٹیالہ انڈیا میں طبع ہوا تھا کہیں سے دستیاب کر کے شوال سنہ ۱۴۰۲ ہجری مطابق اگست ۱۹۸۴ء میں انجمن ارشاد المسلمین ٦ بی شاداب کالونی حمید نظامی روڈ لاہور کی طرف سے فلم بنوا کر صرف اس غرض سے شائع کیا ہے کہ وہ یہ پروپیگنڈہ کرسکیں کہ دیکھئے آج بھی وہ کتاب جس میں بریلویوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گستاخی کی ہے وہ موجود ہے تاکہ اس طرح وہ امام اہلسنت علامہ احمد رضا خان کو بدنام کرسکیں حالانکہ اس سے تقریباً تیس سال قبل یہ اعلان شائع ہو چکا ہے کہ یہ کتاب اور یہ شعر اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے تحریر کردہ نہیں ہیں۔ اس کے باوجود دیوبندی وہابیوں کا اس کتاب کو نئے سرے سے اپنی طرف سے شائع کرنا خلاف شرافت اور بددیانتی نہیں تو اور کیا ہے؟

اعتراض ۱۹:

مولوی میر کی لکھتا ہے: ''بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھیں۔ (ص ۳۰)

جواب:

ملا میر کی نے کمال بے حیائی کے ساتھ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات شریف حصہ سوم کے ص ۸ سے ان کے ارشاد مبارک کا ایک ٹکڑا نقل کر کے یہ من گھڑت الزام تراشا ہے۔ بات دراصل یوں ہے کہ اعلیٰحضرت سے ایک شخص نے سوال کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جبکہ رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کی شان اور اس کے کلام مبارک کی شان سے بخوبی واقف بھی ہیں تو پھر تورات شریف کی الواح جن پر کلام الٰہی لکھا تھا کس لئے پھینکیں تھیں؟ اس کے جواب میں اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے تین مثال بیان فرمائی ہیں کہ ان مثالوں کو دیکھو، ان میں بظاہر تو بے ادبی اور گستاخی نظر آتی ہے لیکن درحقیقت ان کو نہ بے ادبی کہا جائے گا اور نہ ہی گستاخی بلکہ ''شان محبوبیت'' میں اس طرح ہوا تو وہ بے ادبی میں شمار نہ ہوگا۔ ان مثالوں میں سے ایک مثال یہ بھی ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اللہ تعالیٰ کی شان جلال میں کچھ فرمایا ہے جس کی حقیقت کا اغیار اور ناآشنا لوگوں کو علم نہیں ہے اور وہ اسے جہالت کی وجہ سے گستاخی سمجھتے ہیں، مگر حقیقت میں وہ

گستاخی میں شمار نہیں ہوتا۔ کیونکہ محبوب خدا ﷺ کی زوجہ محبوبہ، محبوبیت کی شان والی ہیں، اس لئے یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ خدا تعالیٰ کی شان میں کوئی گستاخی کریں گی مگر اگر کوئی دوسرا نا آشنا شخص ایسا کہے تو اس کو قتل کر دیا جائے۔ سو اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کا تورات کی الواح کو پھینکنا بھی گستاخی میں شمار نہیں ہوتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی طبیعت مبارک کی تیزی کی وجہ سے اس طرح کیا۔ اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کہے ہوئے کچھ الفاظ جاہلوں کو بے ادبی والے نظر آتے ہیں تو یہ ان کی بھول ہے کیونکہ ان کی نظر صرف ''شان عبدیت'' پر ہے وہ ''شان محبوبیت'' سے اندھے ہو چکے ہیں۔ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اتنا ہی لکھا ہے مگر ملا میر کی اپنی طرف سے لکھا رہا ہے کہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی۔

اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی عبارت میں تو ایسی کوئی بات ہی نہیں مگر شاید ملا میر کی کو ان الفاظ (جو الفاظ شان جلال میں ارشاد کر گئی ہیں، دوسرا کہے تو گردن ماری جائے) سے بے ادبی کی بو محسوس ہوتی ہے کہ لکھتا ہے: ''گستاخی کیا کرتی تھی۔'' اس سے اس کی جہالت ظاہر ہو رہی ہے۔ اس نے یہ من گھڑت مطلب کونسے الفاظ سے نکالا ہے؟ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ کے دو شان ہیں (۱) شان عبدیت (۲) شان محبوبیت۔ شان محبوبیت والا بندہ اگر کوئی اسرار والی بات کہے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شان جلال میں فرمایا۔ تو یہ بات اسی کو بجتی ہے مگر شان عبدیت والا بندہ اسرار سے ناواقف یہی بات کہے گا تو اس کو قتل کیا جائے گا۔ یہ بات ملا میر کی جیسے لوگوں کے فہم سے بالاتر ہے کیونکہ ان کی آنکھ شان محبوبیت کو دیکھنے سے اندھی ہے۔

این ندانستند ایشاں از عمی
ہست فرقہ درمیاں بے منتہیٰ

(مثنوی مولائے روم قدس سرہ)

انہوں نے اپنی کور باطنی سے یہ نہ سمجھا کہ دونوں فریقوں میں بے انتہا فرق ہے۔ یعنی ان لوگوں کی چشم بصیرت میں نورِ تمیز نہیں کہ گوہر و پتھر کو ہم رتبہ سمجھتے ہیں۔

اعتراض ۲۰:

ملا میر کی لکھتا ہے کہ: بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافر اور چور تھا (نعوذ باللہ) ص ۳۱)

جواب ا:

اس نے اعتراض اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات شریف کی ایک عبارت پر گھڑا ہے۔ دراصل اعلیٰحضرت نے ایک واقعہ بیان کیا ہے جس میں فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن نامی ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ کے اونٹ چرا لئے تھے جس کو حضرت ابوقتادہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا تھا۔ لیکن ملفوظات شریف میں مرتب یا کاتب کی غلطی سے اس مقتول چور کے نام کے ساتھ ''قاری'' لکھ دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے یہ مغالطہ پیدا ہو گیا کہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کو (جو کہ تابعی ہے) کافر اور چور کہا گیا ہے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے جس کافر چور کا ذکر کیا ہے اس کا نام عبدالرحمٰن بن عیینہ ہے جو کہ قبیلہ غطفان فراری سے ہے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹ چرائے تھے اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو قتل کیا تھا۔ یہ واقعہ طبقات ابن سعد جلد سوم ۸۱۔ ۸۲ اور سیرۃ النبویہ لابن کثیر جلد سوم ۱۸۷ اور ''الکامل لابن الاثیر ص ۱۹۰۔ ۱۹۱ اور عینی شرح بخاری جلد ہفتم ص ۲۳۳ پر مفصل مذکور ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ارشاد کہ ''تم مچھر کو تو چھانتے ہو مگر تم سالم اونٹ نگل جاتے ہو۔'' کے مصداق دیوبندی وہابی اہلسنت و جماعت بریلویہ کی عبارتوں میں حیلے بہانوں سے بلا جواز از روئے تعصب نکتہ چینی کے لئے گنجائش نکالتے اور من گھڑت اعتراضات لگاتے اور بہتان طرازی و الزام تراشی سے باز نہیں رہتے۔ مگر اپنے اکابرین دیوبندی علماء کی ایسی عبارتیں جن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی شان اقدس میں صریح گستاخیاں بلکہ کفریہ خرمستیاں کی گئی ہیں، ان کو شیر مادر سمجھ کر پی جاتے ہیں، نیز صحابہ کرام علیہم الرضوان و دیگر محبوبان خدا کی شان میں ان کی کھلی توہین و تنقیص دیکھ کر بھی صم بکم عمی بن کر خاموش رہتے ہیں۔ گویا انہیں سانپ سونگھ جاتا ہے۔ یہی حال جہل مرکب میں گرفتار ملا میر کی کا ہے کہ وہ علماء اہلسنت و امام اہلسنت کی عبارتوں پر

سمجھے بوجھے بغیر من گھڑت اعتراضات جڑ دیتا ہے اور اپنی عاقبت خراب کرتا ہے لیکن دیوبندی علماء کی کفریہ عبارتیں اسے دکھائی نہیں دیتیں۔ان کے بارے میں اس کا ضمیر مردہ ہو جاتا ہے اور غیرت دم توڑ دیتی ہے۔امام اہلسنت اعلحضرت علیہ الرحمۃ کی عبارت میں صحابہ کرام علیہ الرضوان کی توہین کا پہلو نکالنے اور بہتان طرازی کرنے والا املا میر کی جواب دے کہ وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں اپنے اکابرین کی خرافات پر کس لئے خاموش ہے؟ دیوبند کے مفتی رشید احمد سے سوال کیا گیا کہ: ''صحابہ پر طعن کرنے والا اور مردود کہنے والا سنت جماعت سے خارج ہوگا یا نہیں؟ تو رشید احمد گنگوہی نے جواب دیا کہ: ''وہ اپنے کبیرہ گناہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔(فتاوی رشیدیہ جلد۲ ص ۱۴۱) حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''میرے صحابہ کے متعلق اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو میرے بعد انہیں نشانہ نہ بنانا کیونکہ جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔(یعنی میرے صحابہ سے بغض مجھ سے بغض ہے تو اس کے برعکس صحابہ سے محبت مجھ سے محبت ہے) اور جس نے انہیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے پکڑے۔رواہ الترمذی (مشکوٰۃ) حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ صحابہ کو برا کہنے والا قتل کا مستحق ہے کہ اس کا یہ عمل عداوتِ رسول کی دلیل ہے۔(مرقاہ شرح مشکوہ از علامہ علی قاری محدث رحمۃ اللہ علیہ) اور عداوتِ رسول عداوت رب ہے، ایسا مردود جہنم ہی کا مستحق ہے۔تمام علماء اہلسنت و جماعت اس پر متفق ہیں کہ جو شخص، حضرات شیخین، صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما، خواہ ان میں سے کسی ایک کی شان میں گستاخی کرے یا فقط ان کو امام اور خلیفہ برحق نہ مانے تو وہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے فتویٰ کے بموجب کافر ہے۔مگر دیوبندی وہابیوں کی صحابہ کرام کے دشمنوں سے محبت دیکھئے کہ وہ ایسے کافروں کو بھی اہلسنت و جماعت سے خارج نہیں سمجھتے۔اس کے علاوہ دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کا فتویٰ بھی دیکھ لیجئے۔وہ کہتا ہے: ''اگر کوئی آدمی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خواب میں

دیکھے تو ان کی صورت میں شیطان بھی آ سکتا ہے۔" (افاضات یومیہ جلد ششم ص ۱۸۲)

مسلمانو! دیکھ لو کہ دیو بندیوں کے قلم اور زبان سے حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی عزت بھی محفوظ نہیں ہے۔ اس کے باوجود وہ خود کو دین کے ٹھیکیدار سمجھتے ہیں اور اپنے گروہ دیو بندیہ کے علاوہ تمام مسلمانوں کو بدعتی، مشرک اور کافر جانتے ہیں۔ شرم ان کو مگر نہیں آتی۔

جواب ۲: ملا میر کی لکھتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن قاری کو علامہ اب حجر عسقلانی نے اپنی کتاب میں صحابہ کرام میں شمار کیا ہے۔ (ص ۳۲)

عبدالرحمٰن قاری نام کا کوئی بھی صحابی نہیں ہے اور نہ ہی علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ جس عبدالرحمٰن کا ذکر اعلیٰحضرت کے ملفوظات شریف کے ص ۵۱ پر مذکور ہے اس کے ساتھ یہ وضاحتیں بھی موجود ہیں: (۱) عبدالرحمٰن نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آ کر حضور اکرم ﷺ کے اونٹوں پر حملہ کیا تھا۔ (۲) ان اونٹوں کے چرواہے کو بھی قتل کر دیا تھا۔ (۳) اس نے حضور اکرم کے اونٹ بھی چرا لئے تھے۔ (۴) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے اس کا اور اس کے ساتھیوں کا تعاقب کیا تھا۔ (۵) اس کے ساتھ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہا نے قتل بھی کر ڈالا تھا۔ ان تمام باتوں پر ہر عقلمند اور دیانتدار شخص غور کر کے دیکھے اور مندرجہ ذیل سوالات کا جواب دے: (۱) کیا حضور اکرم ﷺ کے اونٹ چھین کر لے جانے والا شخص "صحابی" تھا؟ (۳) کیا حضور اکرم ﷺ سے جنگ کرنے والا شخص "صحابی" تھا؟ (۲) کیا حضور اکرم ﷺ کے اونٹوں کے چرواہے کو قتل کرنے والا شخص "صحابی" تھا؟ (۴) کیا حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کسی "چور صحابی" کا تعاقب کیا تھا؟ (۵) کیا حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کسی "چور صحابی" کو قتل کیا تھا؟ معمولی سوجھ بوجھ کا آدمی بھی بہ آسانی سمجھ سکتا ہے کہ ان سب سوالات کا جواب نفی میں ہے۔ تو یقیناً وہ عبدالرحمٰن جس کا ذکر اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان وضاحتوں کے ساتھ کیا ہے وہ ہرگز ہرگز صحابی نہ تھا۔ بلکہ یقیناً وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول برحق ﷺ کا سخت دشمن اور بدترین کافر تھا۔ یہی کچھ تو اعلیٰحضرت نے بھی لکھا ہے۔ مگر ملا میر کی اپنی دیو بندی برادری سمیت اعلیٰحضرت کی مخالفت اور بریلویت دشمنی کی وجہ سے اللہ کے رسول کے ایسے کھلے دشمن کافر کو صحابی کہہ رہا

ہے۔نعوذ باللہ من شر الدیابنة ومن هفواتهم۔ملا میرکی کی بکواس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دیوبندیوں کے نزدیک حضور اکرم ﷺ کے اونٹ چرا لے جانے والا، حضور کے اونٹوں کے چرواہے کو قتل کرنے والا، حضور اکرم سے جنگ کرنے والا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جس چور ڈاکو کا تعاقب کر کے اس کو قتل کیا اور اس کے مال کو غنیمت بنالیا وہ صحابی ہے؟ فیاللعجب! اگر ایسا بدترین کافر شخص دیوبندیوں کے نزدیک ''صحابی'' ہے تو پھر کچھ بعید نہیں کہ یہ لوگ، ابوجہل، عتبہ، شیبہ، امیہ اور ولید جیسے شیاطین الانس کو بھی ''صحابیوں'' میں شمار کرنے لگیں اور دیوبندی وہابیوں کے لئے یہ کوئی بڑی بات بھی نہیں ہے، کیونکہ ان کے ہاں جو اللہ تعالیٰ کو جھوٹا کہے وہ بھی ''قطب الاقطاب'' ہے۔شیطان لعین کے علم کو حضور انور ﷺ کے علم سے زیادہ ماننے اور کہنے لکھنے والا بھی دیوبندی دھرم والوں کا ''غوث الاعظم'' ہے۔ختم نبوت کا منکر بھی ان کا ''حجۃ الاسلام'' قاسم العلوم والخیرات ہے اور حضور انور ﷺ کے علم مبارک کو بچوں، پاگلوں، چوپایوں اور سب جانوروں کے علم سے تشبیہ دینے والا بھی دیوبندیوں کا ''حکیم الامت'' ہے۔تو پھر اگر انہوں نے چور، ڈاکو، قاتل، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے بدترین دشمن کافر کو بھی ''صحابی'' کہہ دیا اور لکھ دیا ہے۔تو اس پر تعجب کی کونسی بات ہے؟

ملا میرکی کی جہالت

ملا میرکی نے ''عبدالرحمٰن قاری'' کو علامہ ابن حجر عسقلانی کے حوالہ سے صحابی لکھا ہے۔جبکہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحابی شمار نہیں کیا ہے۔انہوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ یہ ہے: ''عبدالرحمن بن عبد، بغیر اضافة القاری بتشدید الیاء یقال له رویة وذکره العجلی فی ثقات التابعین (تقریب التہذیب ص ۲۰۶، تہذیب التہذیب ص ۳۹۱، ج ۳) یعنی عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کے بارے میں بعض کا کہنا ہے کہ اسے حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی تھی لیکن ''عجلی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کو مضبوط (حافظے والے) تابعین میں شمار کیا ہے۔

دیکھ لیجئے کہ علامہ ابن حجر عقسلانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری

تابعی تھا۔اس سے ملا میرکی کا صریحاً جھوٹا ہونا واضح ہے کہ وہ عبدالرحمٰن قاری کو صحابی کہتا ہے۔واضح رہے کہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری اور عبدالرحمٰن قاری نام ہی جدا جدا ہیں دونوں کو ایک شخص سمجھ لینا جہالت ہے۔اس کے علاوہ علامہ شیخ ولی الدین تبریزی نے بھی عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کو مدینہ شریف کے تابعین میں شمار کیا ہے۔ملاحظہ ہو (اکمال ص ۲۵) پھر ملا میرکی کی اس بے بنیاد تہمت کا کیا مقصد ہوا؟ کہ وہ لکھتا ہے: ''بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کا پیارا صحابی حضرت عبدالرحمٰن قاری رضی اللہ عنہ کافر اور چور تھا۔'' (ص ۳۱)

آیا ملا میرکی بتا سکتا ہے کہ عبدالرحمٰن قاری اگر صحابی ہے تو اس کا تذکرہ کونسی کتاب میں ہے؟ اس کا سن پیدائش کیا ہے؟ اور اس کی وفات کس سن میں ہوئی؟ کوئی بھی دیوبندی یہ قیامت تک ثابت نہیں کرسکتا کہ عبدالرحمٰن قاری کوئی صحابی تھا۔یاد رکھنا چاہئے کہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کے بارے میں ہمارا کوئی بھی اعتراض نہیں کیونکہ وہ واقعی تابعی ہیں۔مگر ملا میرکی نے جو عبدالرحمٰن قاری کو صحابی لکھا ہے۔یہ قطعاً غلط ہے اور اس کی جہالت کا واضح ثبوت ہے۔

درستی

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں عبدالرحمٰن ''فزاری'' کے بجائے کاتب کی غلطی سے ''قاری'' لکھ دیا گیا تھا۔اس غلطی کی درستی آج سے چوبیس سال قبل ملفوظات شریف کے دوسرے ایڈیشن میں کی جا چکی ہے۔راقم الحروف کے پاس کانپور انڈیا کی سنہ ۱۳۸۰ ہجری میں مطبوعہ ملفوظات موجود ہے، اس میں اس طرح لکھا ہے: ''ایک بار عبدالرحمٰن فزاری جو کہ کافر تھا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کے اونٹوں پر آپڑا۔الخ اس کے حاشیہ میں یوں لکھا ہوا ہے۔ ''پہلی طباعت میں فزاری کی جگہ ''قاری'' لکھا گیا تھا وہ غلط ہے۔(ملفوظات حصہ دوم ص ۶۰ مطبوعہ کانپور سنہ (۱۳۸۰ھ) مگر چونکہ کوئی کتاب ایک مرتبہ طبع ہو کر مارکیٹ میں آجائے تو اس میں یہ غلطی موجود رہتی ہے اور دوسرے ایڈیشن میں اس غلطی کا ازالہ کر دیا جاتا ہے اور اس پر اعتراض کی گنجائش باقی نہیں

رہتی ، لہٰذا پہلے ایڈیشن والی غلطی پر اعتراض کرنا سراسر حماقت اور جہالت ہے جو کہ ملا میر کی جیسے کوڑھ مغزوں کو ہی سجتی ہے۔

اعتراض ۲۱:

ملا میر کی لکھتا ہے کہ: ''بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ ''لواری'' والوں کا جعلی بناوٹی حج جائز اور ثواب ہے (ص ۳۲)

جواب:

اہلسنت و جماعت کے کسی عالم نے آج تک ''لواری'' والے حج کو جائز نہیں کہا ہے۔ ملا میر کی نے رسالہ ''فیضان اور الہام'' سے صرف خبر والی بات نقل کر کے بلا ثبوت اور بے جواز جھوٹ بولا ہے۔ حالانکہ ''لواری'' والے جعلی حج کے خلاف علماء اہلسنت نے جو فتاویٰ صادر کیئے تھے ان پر خود دیوبندی وہابی مولوی محمد صادق کھڈہ کراچی والے کا رسالہ ''الصادق'' لواری حج نمبر شاہد ہے جس میں اہلسنت و جماعت کے مقتدر علماء کرام نے صاف اعلان کیا تھا کہ لواری والا جعلی حج ناجائز اور حرام ہے، ان علماء کرام میں سے حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندی مجددی قدس اللہ سرہ الاقدس، حضرت فقیہ اعظم و مفتی اعظم علامہ استاذ العلماء مولانا مفتی محمد صاحبداد خان صاحب قدس سرہ العزیز، حضرت الحاج علامہ پیر طریقت مولانا آقا پیر محمد ابراہیم جان سرہندی مدظلہ العالی کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔ اگر ملا میر کی کی آنکھوں میں تعصب والا کالا پانی اترنہیں آیا تو اسے ان اہلسنت و جماعت کے علماء کرام کے نام ضرور نظر آئیں گے اور اسے یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ علماء سندھ کی طرف سے حج لواری کے خلاف جو کانفرنس کراچی میں منعقد ہوئی تھی اور جس میں ایک سو پنتالیس (۱۴۵) علماء شریک ہوئے تھے اس کانفرنس کی صدارت ہی قاطع نجدیت و وہابیت حضرت قیوم زمان خواجہ محمد حسن جان سرہندی مجددی فاروقی کے برادر خورد حضرت خواجہ محمد حسین نے فرمائی تھی۔ پھر بھی الزام اہلسنت و جماعت پر کہ ان کے نزدیک لواری والا حج ثواب اور جائز ہے!!!

دیوبندیوں کو کعبۃ اللہ کے بجائے گنگوہ میں تسکین ہوتی ہے

ہم اہلسنت و جماعت کے نزدیک حج صرف عرفات شریف میں مورخہ ۹ ذی الحجہ کو ہوتا ہے اور کعبہ کا فرض طواف اس کا رکن ہے۔ اس کے علاوہ کسی بھی دوسری جگہ حج نہیں ہوگا اور ہر مسلمان کو ان متبرک مقامات پر مکمل تسکین حاصل ہو جاتی ہے، مگر دیوبندیوں کا شیخ الہند مولوی محمود الحسن دیوبندی اپنے مرشد و استاد رشید احمد گنگوہی کے گاؤں کی تعریف یوں بیان کرتا ہے۔

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

(مرثیہ ص ۱۱)

یعنی دیوبندی وہابیوں کو کعبۃ اللہ جا کر بھی تسکین حاصل نہیں ہوتی اور وہ بے قرار ہو کر گنگوہ کا راستہ پوچھتے پھرتے ہیں۔ شاید اس لئے کہ ان کو گنگا اور گنگوہ میں کوئی فرق دکھائی نہیں دیتا۔ بت پرست ہندوؤں کو گنگا جا کر سکون ملتا ہے اور زر پرست وہابیوں کو گنگوہ جا کر۔

؎ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست! او ملا میرکی!
دوسروں کے عیب کیوں تو ڈھونڈتا ہے رات دن
چشم عبرت سے کبھی اپنی سیہ کاری بھی دیکھ!

اگرچہ ملا میرکی کے بے بنیاد الزام کی حقیقت واضح ہو چکی ہے تاہم اس کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے کے مصداق مزید ایک ایسا واقعہ پیش خدمت کیا جاتا ہے جس سے علماء اہلسنت کی حق پرستی کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ حضرت الحاج مولانا مفتی محمد ہاشم انصاری رحمۃ اللہ علیہ خطیب جامع مسجد نواب شاہ، حضرت خواجہ محمد سعید مکی قدس اللہ سرہ العزیز سجادہ نشین لواری شریف سے بیعت تھے۔ خواجہ صاحب کے انتقال کے بعد جب ان کے فرزند پیر احمد زمان نے جعلی حج کا فتنہ شروع کرایا تو حضرت مولانا مفتی محمد ہاشم نے ان کے اس فتنہ کی شدید مخالفت کرتے ہوئے مرشد زادہ پیر احمد زمان کے خلاف بغاوت کر دی

اور بیعت توڑ دی (ملاحظہ ہو سوانح نمبر سہ ماہی مہران ص ۲۰۷ ص ۱۹۵۷ء)

کیا ملا میر کی بھی اپنی پوری دیوبندی برادری میں سے کسی ایک ملا مولوی کے متعلق کوئی ایسا واقعہ پیش کر سکتا ہے جس سے اس طرح کی غیرت ایمان اور حق پرستی کا اظہار ہوتا ہو؟

اعتراض ۲۲:

ملا میر کی لکھتا ہے: ''بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ کسی بھی عورت کا فرج کسی بھی بزرگ سے مخفی نہیں ہے۔'' (۳۴) مزید لکھتا ہے: ''دوسرے کی برہنگی دیکھنا جس طرح عام مسلمانوں کے لئے حرام ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بزرگوں کے لئے بھی حرام ہے۔'' (ص ۳۴)

جواب:

اس اعتراض کا مفصل جواب ہم اعتراض ۱۵ کے جواب میں دے چکے ہیں تاہم یہاں بھی ایک واقعہ قارئین کرام کی معلومات میں اضافہ کے لئے عرض کیا جاتا ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ بریلویوں پر الزام تراشی کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ ''بریلوی اسے بزرگ مانتے ہیں جس سے کسی عورت کی برہنگی مخفی نہ ہو۔'' مگر اس واقعہ میں غور کریں کہ دیوبندی کس کو بزرگ مانتے ہیں؟

مولوی تھانوی کا حیدر آبادی درویش ماموں اور دیوبندی تصوف

مولوی اشرف علی تھانوی کہتا ہے کہ میرا حیدر آبادی ماموں ایک درویش بزرگ، آزاد طبیعت کا تھا۔ حقائق و معارف اس طرح بیان کرتا تھا کہ مسلمان اس سے فائدہ اٹھا کر جاتے تھے اور اس کی باتوں کا لوگوں پر بیحد اثر ہوتا تھا۔ ایک دفعہ وہ ''کانپور'' میں آیا تو اس کی آمد سن کر عبدالرحمٰن خان صاحب مالک مطبع نظامی اسے ملنے کے لئے آیا اور اس سے حقائق و معارف کی باتیں سن کر بڑا معتقد ہو گیا اور اس نے عرض کی کہ یا حضرت! کچھ وعظ

فرمائیں تاکہ مسلمان فائدہ اٹھائیں۔ ماموں صاحب نے اس کو ایک عجیب صوفیانہ جواب دیا اور وعظ سنانے سے ٹال مٹول کرنے لگا۔ مگر خان صاحب نے جب بہت اصرار کیا تو ماموں صاحب وعظ سنانے اور حقائق و معارف بیان کرنے کو تیار ہو گئے مگر ایک شرط رکھ دی کہ اگر تم یہ شرط پوری کر دو تو میں تمہیں حقائق و معارف سنا دوں گا۔ خان صاحب نے شوق کے ساتھ پوچھا کہ حضرت! وہ شرط بتا دیں تاکہ اس کا انتظام کیا جائے اور پھر آپ کے علمی نکتے اور حقائق و معارف سنے جائیں۔ اس سے آگے مولوی اشرف علی تھانوی کے بزرگ درویش ماموں کی زبانی اسی کے الفاظ میں سنئے۔

ماموں صاحب بولے کہ: ''میں بالکل ننگا ہو کر بازار میں نکلوں، اس طرح کہ ایک شخص تو آگے سے میرے عضوئے تناسل کو پکڑ کر کھینچے اور دوسرا پیچھے سے ''انگلی'' کرے ساتھ میں لڑکوں کی فوج ہو اور وہ یہ شور مچاتے جائیں کہ بھڑوا ہے رہے بھڑوا۔ بھڑوا ہے رہے بھڑوا اور اس وقت میں حقائق و معارف بیان کروں۔ کیونکہ ایسی حالت میں کوئی گمراہ تو نہ ہوگا۔ سب سمجھیں گے کہ کوئی مسخرا ہے۔'' (افاضات یومیہ جلد ۷ ص ۸۳۔ مطبوعہ اشرف المطابع تھانہ بھون ماہ دسمبر سنہ ۱۹۴۱ء)

اب ملا میر کی اس واقعہ کی روشنی میں بتائے کہ دوسروں کی برہنگی دیکھنا جس طرح عام مسلمانوں پر حرام ہے اسی طرح یقیناً اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے لئے بھی حرام ہے تو پھر دیوبندیوں کے خانہ ساز درویش بزرگ کے برسر بازار ننگے ہو کر جانے، اپنے عضوئے تناسل کو پکڑا کر کھنچوانے اور اپنی دبر میں انگلی کروانے کے بعد حقائق و معارف بیان کرنے کے بارے میں ''دیوبندی دھرم'' میں جواز کا حکم ہے؟ اور یہ بھی بتائے کہ اشرف علی تھانوی دیوبندی کا یہ بزرگ ماموں دیوبندیوں کا درویش ہے؟ یا بریلویوں کا بزرگ؟

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

اعتراض ۲۳:

ملا میر کی لکھتا ہے: ''بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ مرشد مرید کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے حتیٰ کہ اپنی گھر والی سے صحبت کے وقت بھی اور پیشاب پاخانہ کے وقت بھی ساتھ ہے۔'' (ص ۳۵)

جواب:

ملامیرکی نے یہاں بھی اپنے معمول کی چال چلی ہے کہ اس نے یہ اعتراض کتاب ''دھماکہ ص ۸۰'' سے چرا کر اپنی قابلیت دکھائی ہے اور اس نے اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات شریف حصہ دوم ص ۵۶ سے غوثِ وقت حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت کو غلط انداز میں پیش کر کے خیانت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس کے اعتراض کا مفصل جواب اعتراض ۱۵ کے جواب میں دیا جا چکا ہے۔ ہم یہاں صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ملامیرکی نے یہ جملہ ''پیشاب پاخانہ کے وقت بھی ساتھ ہے'' لکھ کر اپنے خبثِ باطنی کا ثبوت دیا ہے کیونکہ اعلحضرت نے جو کرامت بیان فرمائی ہے اس میں یہ الفاظ ہرگز نہیں ہیں۔ غوث وقت حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت کو غلط رنگ دینا اور کامل ولی کے بارے میں ایسے گندے الفاظ لکھنا اس کی اہل اللہ سے کھلی دشمنی کا واضح ثبوت ہے۔ آیا دیانت اور ایمانداری اسی کا نام ہے؟ ہم یہاں ایک حوالہ نقل کرتے ہیں جس میں صاف لکھا ہے کہ دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کا مرشد ''ھالیجی'' والا مولوی حماداللہ انڈھڑ دیوبندی، زنا کرتے وقت بھی اپنے مرید کے ساتھ ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو:

> بروایت حضرت حافظ محمد محمود اسعد صاحب سجادہ نشین (ھالیجی) ایک حاجی صاحب جو خاص مریدوں میں سے ہے، اس کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں اپنے گاؤں کے نزدیک والے کنویں پر غسل کر رہا تھا، وہاں ایک عورت پانی بھرنے آئی جس کے ساتھ میرے پرانے زمانہ میں ناجائز تعلقات رہے تھے۔ اس نے آتے ہی دست درازی شروع کر دی۔ وہاں کوئی دوسرا آدمی بھی نہ تھا۔ نفس شیطان نے آ کر شرارت پیدا کی اس قدر کہ ہم دونوں قریب کے ایک باغ میں چلے گئے۔ ابھی ہم کپڑوں ہی میں کھڑے تھے کہ عورت نے کہا تیرے پیچھے ایک مرد ہے۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو حضرت سائیں رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہیں ان کے ہاتھ میں ایک حاصہ ہے صرف ایک درخت درمیان میں ہے۔ یہ حال دیکھ کر مجھ پر اس قدر خوف طاری

ہوا کہ شیطانی فعل کا وہم وگمان بھی وجود سے نکل گیا۔ میں جلدی سے گھر چلا گیا اور مجھے سخت بخار آ گیا۔ تین دن بخار رہا' اس کے بعد میں ان کی خدمت اقدس میں آیا۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ حاجی صاحب ہو کر گندے کام کرتے ہو؟ میں بہت رویا اور میں نے توبہ کی (مرشد ھالیجوی ص ۱۷۴)۔

نوٹ:

یہ کتاب ھالیجی کے موجودہ سجادہ نشین صاحب کی اجازت اور تصدیق وتائید سے طبع ہوئی ہے۔ دیکھ لیجئے کہ دیوبندیوں کے مذہب میں کیسے مزے ہیں کہ حاجی صاحب بھی بیگانی عورتیں باغوں میں لے کر جاتے ہیں اور زنا کرنے کے قریب ہی ان کا مرشد وہاں پہنچ جاتا ہے۔ پیر صاحب بھی بیگانی عورت سے پردہ نہیں کرتا۔ حاصے سمیت دونوں پر آن کڑکتا ہے۔ دیدار کا دیدار اور کرامت کی کرامت! ہم خرما وہم ثواب۔

اعتراض ۲۴:

ملا میر کی الزام لگاتے ہوئے لکھتا ہے کہ بریلوی کہتے ہیں کہ بزرگوں پر میلے ملا کھڑے اور وہاں مردوں عورتوں کا اکٹھے ہو کر گم ہونا' کنجریوں کے راگ' ناچنے کی ٹولیاں اور واہیات تماشے وغیرہ عین ثواب اور جائز ہیں (ص ۳۶۔۳۷)

جواب:

بزرگوں کے مزاروں پر بالفرض اگر کوئی جاہل' بے دین' بدمذہب یہ کام کرتا ہے تو ان سے علماء اہلسنت و جماعت کا کچھ بھی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی کسی بھی سنی عالم نے ان ناجائز کاموں کو "عین ثواب" کہا ہے۔ ملا میر کی اگر اپنے دعویٰ کے مطابق کسی معتبر سنی عالم کا فتویٰ یا اس کی کتاب سے اس کے جائز ہونے اور عین ثواب کہنے' ماننے کا ثبوت باحوالہ دکھا دے تو اس کو ایک ہزار روپیہ انعام میں دیا جائے گا۔ اس کے برعکس ہم اسے دیوبندی مولویوں کا کنجریوں کے پاس جانے اور ان کی دعوتیں اڑانے' مٹھائیاں کھانے کے ثبوت پیش کر دیتے ہیں۔ مندرجہ ذیل حوالہ جات دیکھئے:

۱۔ ارشاد فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی کی سہارن پور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں (تذکرۃ الرشید جلد۲ ص ۲۴۲) واضح رہے کہ دیوبند بھی ضلع سہارنپور میں ہے۔

۲۔ مولوی رشید احمد گنگوہی نے اس ضامن علی جلال آبادی کا تعارف اس طرح کرایا ہے۔ مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی تو توحید ہی میں غرق تھے۔ (تذکرۃ الرشید جلد ص ۲ ص ۲۴۲)

۳۔ مولوی محمد یعقوب دیوبندی کے پاس ایک کنجری اپنی نوجوان بیٹی کو لے کر آئی اور عرض کی کہ مولانا صاحب! اس لڑکی پر میرا گزر بسر ہے۔ یہ بیمار ہوگئی ہے آپ کوئی دعا یا تعویذ وغیرہ دیں کہ یہ تندرست ہو جائے اور گزارہ ہوتا رہے۔ مولوی محمد یعقوب دیوبندی نے اس کو دعا یا تعویذ دیکر روانہ کر دیا اور وہ لڑکی تندرست ہو گئی۔ اس لڑکی کی ماں کنجری مولوی محمد یعقوب دیوبندی کے پاس شکرانہ کی مٹھائی لے کر آئی اور پیش کر کے چلی گئی۔ پھر اس مٹھائی کو شریعت اور طریقت کے کرشمہ سے امیروں کے لئے حرام اور غریبوں کے لئے حلال کرتے ہوئے مولوی محمد یعقوب دیوبندی نے یہ فتویٰ دیا کہ یہ مٹھائی مسکینوں کا حق ہے۔ وہ بے شک کھائیں مگر امیروں کا حق نہیں ہے۔ (ارواح ثلاثہ ص ۳۲۳)

آخر میں امام الوہابیہ دیوبندیہ کا میلوں ملاکھڑوں میں جانے اور ہر قسم کے کھیل تماشے دیکھنے، کنجریوں کے راگ سننے، ناچ کے نچکار دیکھنے، مسخروں کی مسخریاں ملاحظہ فرمانے اور تھیٹروں اور دیگر واہیات تماشوں میں شامل ہونے کا ثبوت ملاحظہ ہو۔

۴۔ مولانا (اسماعیل) شہید ابتداء میں نہایت آزاد تھے۔ کوئی میلہ خواہ ہندوؤں کا ہوتا یا مسلمانوں کا ایسا نہ ہوتا تھا جس میں وہ شریک نہ ہوتے ہوں اور کھیل بھی ہر قسم کے کھیلتے تھے۔ کنکوا بھی اڑاتے، شطرنج بھی کھیلتے تھے (ارواح ثلاثہ ص ۹۰)

قارئین حضرات! جاہلوں، بے دینوں کے میلوں میں جانے اور کھیل تماشوں، راگ رنگ، مسخروں کی مسخریوں اور تھیٹروں وغیرہ سے اہلسنت و جماعت کا کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔ جو کرے گا وہ بھرے گا کے مصداق جن کے یہ افعال ہوں گے وہ خود اللہ تعالیٰ کے ہاں جوابدہ ہوں گے۔ علماء اہلسنت عوام الناس کو ان خرابیوں سے ہر وقت روکتے رہتے

ہیں۔ پھر اگر وہ باز نہ آئیں تو اس کی جوابدہی علماء اہلسنت پر عائد نہیں ہوتی کہ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ (ہم پر صرف حق بات پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے) قرآن کریم کا فیصلہ ناطق ہے۔ دوسرے یہ کہ جاہلوں کے ناجائز افعال کو اہلسنت و جماعت کا مسلک نہیں کہا جا سکتا چہ جائیکہ ان افعال کو اہلسنت و جماعت پر ''عین ثواب'' ماننے کی تہمت لگائی جائے۔ مگر اس کے برعکس مولوی اسماعیل دہلوی دیوبندیوں کے امام کو دیکھئے وہ نہ تو جاہل ہے اور نہ ہی قرآن و حدیث سے بے خبر ہے' دیوبندیوں کا مسلمہ عالم ہے مگر اس کے باوجود ہندوؤں اور مسلمانوں کے ہر قسم کے میلوں' ملا کھڑوں' کھیل تماشوں جہاں کیا کچھ نہیں ہوتا؟ کنجریوں کے راگ ورقص کے طائفے' مسخروں کی مسخریاں' تھیٹر اور دوسرے کئی واہیات تماشے اور فحش کاریاں ہوتی ہیں ان سب بیہودگیوں میں شامل ہے اور صرف شامل ہی نہیں بلکہ حصہ دار بن کر ہر قسم کے کھیلوں تماشوں کا کھلاڑی بنا ہوا ہے اور یقیناً ہندوؤں کے میلوں میں جا کر ان کے گیتوں اور بھجنوں کے گانے بھی گاتا ہوگا۔ پتنگ اڑانے اور شطرنج کھیلنے سے باز نہ رہتا تھا۔ الغرض ہندوؤں کی ہولی کا دن ہو یا دیوالی کا تہوار' مسلمانوں کا میلہ ہو یا ملا کھڑا کسی بھی جگہ جانے کی اسے کچھ روک رکاوٹ نہ تھی۔ ان سب حرام افعال کا مرتکب تھا۔ بشرطیکہ ان میلوں ملا کھڑوں کو ''عرس'' نہ کہا جاتا ہو' کیونکہ عرس سے تو اسے ''چڑ'' ہے۔ اس کے علاوہ سب کچھ مولوی اسماعیل کے لئے جائز ہے۔ بس جئے میاں شاہ جلال۔ دیوبندیوں کے امام کے لئے کتا بلا سب حلال۔

مولانا ثناء اللہ پانی پتی کا فتویٰ

مولانا صاحب نے بالکل صحیح لکھا ہے' ہم ان سے متفق ہیں۔ مولانا ثناء اللہ صاحب وہی بات کہہ رہے ہیں جو ہم کہتے ہیں کہ جاہلوں کا اولیاء و شہداء کے مزارات پر جا کر' سجدے کرنا' طواف کرنا اور اسی طرح کے دوسرے کام قطعاً ممنوع اور حرام ہیں۔ ورنہ مولانا صاحب مطلق ''عرس'' کو ناجائز اور حرام نہیں کہتے بلکہ لکھتے ہیں ویسمونها عرسا۔ یعنی مزارات پر سجدے کرنے' طواف کرنے اور حرام کاموں کے لئے میلے ملا کھڑے لگانے کو جاہل لوگ عرس کہتے ہیں۔ سو عرس شریف کا ان کاموں سے کچھ بھی واسطہ نہیں ہے۔ حرام فعل پر جائز فعل کا نام رکھ دیا جائے تو نام رکھ دینے سے وہ فعل جائز تو

نہیں ہو جائے گا۔ بے شک قبروں پر سجدے اور طواف اور واہیات میلے ملا کھڑے قطعاً ناجائز اور حرام ہیں لیکن ''عرس شریف'' کا انعقاد بلاشک وشبہ جائز ہے اور اس کا ثبوت خود دیوبندیوں کے پیر طریقت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بھی ملتا ہے۔ دیکھ لیجئے ''فرمایا ایک دفعہ میں حضرت عبدالقدوس کے عرس میں انبیٹھہ آیا تھا (شمائم امدادیہ ص ۹۹) یہی واقعہ بعینہ ''امداد المشتاق'' ص ۱۳۸ پر مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی لکھا ہے۔ کیا ملا میرکی یہ تسلیم کرے گا کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی جو حضرت عبدالقدوس کے ''عرس'' میں انبیٹھہ گئے تھے تو وہاں وہ تماشے دیکھنے، کنجریوں کے راگ سننے، رقص کے طائفے دیکھنے، مسخروں کی مسخریاں دیکھنے، تھیٹر گھومنے اور دوسرے اسی طرح کے واہیات کام دیکھنے گئے تھے؟ کیونکہ بقولِ ملا میرکی: میلوں ملا کھڑوں عرسوں میں کیا کچھ نہیں ہوتا۔ تو پھر عبدالقدوس صاحب کے عرس میں بھی یہ سب کچھ ہوتا ہوگا۔ پھر دیوبندیوں کے مرشد حاجی صاحب نے بھی ان کو ''عین ثواب'' سمجھ کر عرس میں شرکت کی ہوگی!! شرم ان کو مگر نہیں آتی۔

اعتراض ۲۵:

ملا میرکی لکھتا ہے کہ: بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ میلوں ملا کھڑوں میں جو یہ برائیاں ہوتی ہیں ان میں خود اہل اللہ بزرگوں کا ہاتھ ہے۔ یہ لکھنے کے بعد اس نے اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات شریف جلد ۳ ص ۳۱ سے امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ نقل کیا ہے (ص ۳۸)

جواب:

یہ اعتراض ملا میرکی کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اگر اس کو ہدیہ اور نذرانے کی شرعی حیثیت اور اس کے حکم کی خبر ہوتی تو ہرگز یہ جاہلانہ اعتراض نہ کرتا مگر چونکہ یہ بیچارہ ''دھما کہ خان'' کا چیلا لکیر کا فقیر ہے۔ ذاتی علم وقابلیت سے محروم ہے۔ تو اس طرح جہالت کے کارنامے نہ دکھائے تو اور کیا کرے گا؟ سب سے پہلے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے بیان کردہ واقعہ کو دیکھنا ہے کہ کہاں سے نقل کیا گیا ہے؟ یہ واقعہ لفظ بہ لفظ ''الابریز'' شریف میں موجود ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کوئی من گھڑت کہانی نہیں بلکہ اس کا وجود ہے کہ

''الابریز'' شریف میں سند کے ساتھ مذکور ہے۔ اس کے مصنف حضرت سید عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ دیوبندیوں کے ہاں بھی مسلمہ غوثِ زماں ہیں۔ ملاحظہ ہو (دلائل السلوک ص ۱۲۸)

دوم یہ کہ اس واقعہ میں کوئی شرعی قباحت بھی نہیں ہے کہ اس میں بیان یہ کیا گیا ہے کہ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت سیدی احمد بدوی علیہ الرحمۃ کے مزار پر پہنچے تو ایک تاجر بھی اپنی باندی سمیت وہاں زیارت کے لئے آیا اور اس نے اپنی باندی صاحب مزار کے خادم کے لئے بطور نذرانہ پیش کر دی۔ شرعاً اپنی باندی یا کوئی بھی شے کسی کو ہدیہ وتحفہ میں دینے کی ممانعت نہیں ہے۔ مزار شریف پر نذرانہ وغیرہ صاحب مزار کے لئے نہیں بلکہ خادم کے لئے ہوتا ہے۔ پھر مزار شریف کے خادم کو اشارہ ہوا تو اس نے یہ باندی حضرت امام عبدالوہاب شعرانی کو ہبہ کر کے دے دی۔ تاجر نے اپنی باندی بطور نذرانہ مزار شریف کے خادم کو ہبہ کر دی۔ از روئے شریعت اب وہ خادم اس باندی کا مالک ہے۔ پھر اس خادم نے اپنی ملکیت میں آئی ہوئی وہی باندی امام عبدالوہاب شعرانی کو صاحب مزار کے اشارہ سے ہبہ کر کے دے دی۔ پھر یہ اشارہ صاحب مزار کا واقعی تھا یا نہ بھی تھا تاہم خادم جب اپنی مملوکہ باندی امام عبدالوہاب کو دیتا ہے تو اس میں شرعاً کچھ بھی گناہ نہیں ہے۔ اس اشارے سے ''کشف'' کا کچھ بھی واسطہ نہیں ہے۔ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کشف'' میں بہت سی خطا واقع ہو جانے کے بارے میں بالکل صحیح لکھا ہے، لیکن یہاں اگر اس کو کشف کہا جائے اور اس میں خطا کا احتمال تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی خادم اپنی مرضی کا مالک ہے کہ وہ اپنی مملوکہ باندی اشارے کے بغیر بھی دے سکتا ہے تو پھر یہاں خطا کے احتمال یا عدم احتمال کا سوال ہی غلط ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ باندی یا غلام ملکیت ہیں اور ان کو ہبہ کر دینا جائز ہے۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ عالمگیری، ہدایہ شریف، ردالمحتار اور بدائع الصنائع۔

اور باندی سے ہمبستری کرنا بھی شرعاً جائز ہے تو پھر امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہبہ میں ملی ہوئی اپنی باندی کے ساتھ ہمبستری کی تو ملا میر کی کو کس لئے دکھ پہنچ رہا ہے؟ اور اپنی باندی کے ساتھ ہمبستری کو برائی کیوں کہتا ہے؟ کیا امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عارف کامل سے ملا میر کی کا علم وتقویٰ زیادہ ہے؟ جس طرح نکاح کے بعد اپنی بیوی سے ہمبستری حلال ہے اسی طرح اپنی مملوکہ باندی کے ساتھ ہمبستری حلال ہے۔

ملا میر کی کے خانہ ساز اسلام میں شاید کہ بیوی سے ہمبستری بھی ''برائی'' ہوگی؟؟ شرعی مسئلہ پر استہزاء اور ملنگوں، مجاوروں کا بہانہ بنانا ملا میر کی کو ہی سجتا ہے۔ اس غلط الزام کو لکھتے وقت ملا میر کی کے حواری بھی بڑے خوش ہوئے ہوں گے اور اسے کہتے ہوں گے کہ واہ واہ کیسا تیر چلا دیا ہے۔ صدق...... صدق نہیں کہتے تو ان کا گاڑھا شوربہ اور راتب بند ہوتا ہے اس لئے اس خوشی میں انہوں نے ضرور دعوت اڑائی ہوگی! جاہلوں کو سوچنا چاہئے کہ حضرت امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کا یہ واقعہ ہرگز برائی میں شمار نہیں ہوسکتا تو پھر اس لکھنے کا کہ ''مزارات پر جتنی بھی برائیاں ہوتی ہیں وہ صاحب مزار بزرگ کراتے ہیں'' کا کیا مقصد؟ اہل اللہ بزرگوں کے مزارات اور مبارک درگاہیں کوئی ''تھانہ بھون'' اور ''گنگوہ'' کی خانقاہوں کے مانند ''لونڈے بازی'' کے اڈے تو نہیں ہیں کہ جہاں کوئی بھی بے ریش لڑکا جا کر لونڈے بازوں سے بچ نہیں سکتا۔ رات وہاں رہا تو .... ملاحظہ کیجئے تذکرۃ الخلیل ص ۲۴۲ ارواح ثلاثہ ص ۲۴۵ اور ص ۲۶۸۔

ایک مغالطہ اور اس کی وضاحت

ملا میر کی نے حضرت امام ربانی قدس اللہ سرہ العزیز کے مکتوبات شریف کا حوالہ دے کر غلط تاثر دینے کی ناکام کوشش کی ہے کہ کشف کوئی بھی چیز نہیں ہے اور اس سے صرف ملنگوں اور مجاوروں کو ''شبہ'' ملتی ہے (۳۹) حالانکہ اولیاء اللہ کو کشف و الہام کی نعمت، اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور اس کا انکار مردود شخص ہی کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن سمعانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اِنَّ اِنْکَارَ الْاِلْهَامِ مَرْدُوْدٌ، وَيَجُوْزُ اَنْ يَّفْعَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِعَبْدِهٖ، مَا يُكْرِمُهٗ بِهٖ (فتح الباری جلد ۱۲ ص ۳۱۵)

الہام (کشف) کا انکار مردود ہے اور یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندے کو الہام و کشف کی نعمت دے کر عزت عطا فرماتا ہے۔ اس کے آگے لکھتے ہیں: ''ہم اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو عزت والا بنائے اور اس کے قلبی نور میں اضافہ فرمائے، اس کی قلبی نظر کو تیز فرمادے اور یہ ایسا نور ہے جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں ہی کو عطا ہوتا ہے''۔ (ص ۳۱۵ ج ۱۲) اصل بات یہ ہے کہ اس نعمت سے بدکار لوگ ہی محروم ہیں۔

۲۔ وَاِنَّمَا حَرُمَهُ الْعَاصِیُ لِاسْتِیْلَاءِ وَحْیِ الشَّیْطَانِ عَلَیْهِ (۳۱۵ ج ۱۲)
''اس کشف والہام کی نعمت سے بدکاروں کو ہی محروم رکھا جاتا ہے اس لئے کہ ان پر شیطان کا غلبہ ہوتا ہے''۔ بزرگان دین کے ان ارشادات اور ان کی تحریروں سے ثابت ہے کہ کشف والہام ایک ایسی نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو نصیب فرماتا ہے اور اس نعمت سے بدکار لوگ ہی محروم رہتے ہیں تو پھر اس نعمت پر استہزاء کرتے ہوئے یہ کہنا کہ: ''اس سے ملنگوں اور مجاوروں کو شہہ ملتی ہے'' جہالت اور بدبختی نہیں تو اور کیا ہے؟

اس کے علاوہ ''کشف'' کا برحق ہونا ایک ایسی حقیقت ہے کہ دیوبندیوں کا شیخ مولوی احمد علی لاہوری بھی اسے تسلیم کرتا ہے اور اپنے لئے ''گپ'' ہانکتے ہوئے کہتا ہے کہ مجھ کو کشف کے ذریعہ یہ تک معلوم ہو جاتا ہے کہ ''قبر'' کے اندر کیا ہے؟ اور کس کی قبر جنت کا باغ ہے؟ اور کس کی قبر دوزخ کا گڑھا ہے؟ اس پر مزید شیخی بگھارتے ہوئے کہتا ہے کہ میں نے کشف والا ''فن'' چالیس سال میں سیکھا ہے لیکن اگر مجھ سے کوئی آدمی سیکھے گا تو اس کو میں چار سال میں کشف والا فن سکھا دوں گا''۔ (رسالہ خدام الدین مورخہ ۲۲ فروری سنہ ۱۹۲۳ء) اسی مولوی احمد علی لاہوری نے یہ بھی لکھا ہے کہ اہل اللہ اولیاء اور بزرگانِ دین کی عقیدت، احترام، ادب اور اطاعت سے دو ''موتی'' ملتے ہیں (۱) حلال اور حرام کی تمیز (۲) کشف القبور (مجلس ذکر حصہ اول ص ۶۹۔۷۰)

اب ملا میر کی اپنی جماعت کے سرکردہ مولوی احمد علی لاہوری کے لئے کیا فتویٰ لگاتا ہے؟ احمد علی لاہوری بھی ملنگوں، مجاوروں کو ''شہہ'' دے رہا ہے یا نہیں؟ اور دیوبندی واعظ پیشہ ملاؤں کے لئے بہترین مواد چھوڑ گیا ہے یا نہیں؟ ملا میر کی کو چاہئے کہ اب مزید دیر نہ کرے اور مولوی احمد علی لاہوری پر فتویٰ چپکا دے۔ ورنہ چپ رہے گا تو مشرک ہو جائے گا اور اگر کچھ کہے گا تو کافر ہو جائے گا۔

اعتراض ۲۶:

ملا میر کی لکھتا ہے کہ: ''بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ ہندو کرشن کنہیا ایک ہی وقت میں کئی سو جگہوں پر موجود ہو سکتا تھا یعنی حاضر ناظر تھا''۔ (ص ۴۰)

جواب:

اعلیٰحضرت نے ملفوظات شریف میں ایک سوال کے جواب میں اس طرح فرمایا ہے: ''سبع سنابل شریف میں حضرت سیدی فتح محمد قدس سرہ کا وقت واحد میں دس مجلسوں میں تشریف لے جانا تحریر فرمایا اور یہ کہ اس پر کسی نے عرض کی کہ حضرت نے وقت واحد میں دس جگہ تشریف لے جانے کا وعدہ فرمایا یہ کیونکر ہو سکے گا؟ شیخ نے فرمایا کہ کرشن کنہیا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا' فتح محمد اگر چہ ایک ہی وقت میں چند جگہ ہو تو کیا تعجب ہے (ملفوظات شریف ص ۱۲۸)

دیکھئے! اس حوالہ میں شیخ فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ الزامی جواب دے رہے ہیں کہ میرے لئے چند جگہ ایک وقت میں موجود ہونے پر تم کو تعجب ہے مگر کافر کرشن کنہیا کے لئے کئی سو جگہ موجود ہونے پر تم کو تعجب کیوں نہیں؟ اس واقعہ میں نہ بریلویوں کا عقیدہ بتایا گیا ہے اور نہ ہی اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی طرف سے کوئی بات لکھی ہے بلکہ انہوں نے ''سبع سنابل'' شریف کتاب سے ایک حوالہ نقل فرمایا ہے جس کی جوابدہی ناقل پر نہیں ہے۔ لیکن ملا میر کی اپنی روایتی بددیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی طرف سے لکھتا ہے: ''یعنی حاضر ناظر تھا'' نعوذ باللہ من ذالک۔ اس عبارت میں کرشن کنہیا کے لئے حاضر ناظر ہونے کا ایک لفظ تک نہیں ہے مگر یہ دیوبندی سپوت اپنی خاندانی خیانت یہاں بھی ظاہر کر رہا ہے۔ اس کے آگے لکھتا ہے: ''بریلویوں کے ہاں حاضر ناظر ہونا اس قدر سستا ہے کہ ایک ہندو میں بھی یہ عقیدہ رکھے بیٹھے ہیں''۔ (ص ۴۰)

بریلوی ایسا عقیدہ ہندو میں کیوں رکھیں گے؟ یہ کارنامے تو دیوبندیوں ہی کے ہیں۔ دیکھئے مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے: ''اس (ہندو) نے قبل اسلام اتنی محنت کی تھی کہ چودہ طبق تک اس کی نظر پہنچتی تھی''۔ (امداد المشتاق ص ۷۰)

دیکھ لیجئے کہ دیوبندی ''ہندو'' کے لئے چودہ طبق روشن مانتے ہیں لیکن انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے لئے ایسا عقیدہ رکھنے کو ''شرک'' سمجھتے ہیں۔ اب بتائیے کہ سستا عقیدہ دیوبندیوں کا ہے یہ بریلویوں کا؟ کہ دیوبندیوں کا نام نہاد حکیم الامت ہندو کے لئے چودہ طبق روشن ہونا تسلیم کئے بیٹھا ہے۔

اعتراض ۲۷:

ملا میرکی لکھتا ہے کہ ''بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ بریلویت کا بانی مولوی احمد رضا صاحب' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے برابر ہے۔ اس نے اس الزام کے ثبوت کے لئے ''وصایا شریف'' سے غلط حوالہ دیا ہے: ''مولوی احمد رضا کا بیٹا کتاب ''وصایا شریف'' میں لکھتا ہے کہ (مولوی احمد رضا کا) تقویٰ اس قدر تھا کہ کچھ بزرگوں کا کہنا ہے کہ ان کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق کم ہوگیا''۔ (ص ۴۰)

جواب:

اس اعتراض میں بھی ملا میرکی نے خیانت مجرمانہ کا مظاہرہ کیا ہے۔ وصایا شریف میں جو بات لکھی گئی ہے وہ یہ ہے: ''زہد وتقویٰ کا یہ عالم ہے کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اعلٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اتباع سنت کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا لطف آ گیا۔ یعنی اعلٰحضرت قبلہ صحابہ کرام کے زہد وتقویٰ کا مکمل نمونہ اور مظہر اتم ہیں۔ (وصایا شریف ص ۲۶) دیکھ لیجئے کہ وصایا شریف کی عبارت اور ملا میرکی کی الزام تراشی میں کس قدر فرق ہے۔ اعلٰحضرت کے فرزند مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمۃ نے وصایا شریف میں کہاں لکھا ہے کہ (معاذ اللہ) مولانا احمد رضا خان صحابہ کرام کے برابر ہیں؟'' صحابہ کرام کے برابر ہے' یہ کس لفظ کے معنٰی ہیں؟ جبکہ وصایا شریف میں صاف لکھا ہوا ہے کہ: ''اعلٰحضرت قبلہ صحابہ کرام کے زہد وتقویٰ کا مکمل نمونہ اور مظہر اتم ہیں''۔ تو اپنی طرف سے ''صحابہ کے برابر ہے'' بڑھا کر لکھنا ملا میرکی کی کمال بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے؟ صحابہ کے زہد وتقویٰ کا مکمل نمونہ اور مظہر اتم ہونا ایک بات ہے اور ''صحابہ کے برابر ہونا'' دوسری بات ہے۔ جب اس قدر واضح فرق موجود ہے تو پھر ملا میرکی بے جا الزام تراشی کر کے اپنی عاقبت کیوں خراب کر رہا ہے؟ لوگوں کو فریب دینے کی خاطر مزید دھوکہ بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ملا میرکی لکھتا ہے: ''یاد رہے کہ اب نوری کتب خانہ لاہور والوں نے وصایا شریف کی جونئی طباعت کرائی ہے اس میں ''کم ہوگیا'' کا لفظ مٹا کر لکھ دیا ہے ''زیادہ ہوگیا'' (ص ۴۱) حالانکہ نئی اور پرانی دونوں طباعتوں میں نہ تو ''کم ہو

گیا'' کا لفظ ہے اور نہ ہی ''زیادہ ہوگیا'' کا لفظ ہے۔ میرے پاس وصایا شریف کی دونوں طباعتیں موجود ہیں۔ ایک ''نوری کتاب خانہ'' لاہور مطبوعہ سنہ ۱۹۶۰ اور دوسری ''نوری بکڈپو'' امین پور بازار فیصل آباد مطبوعہ سنہ ۱۹۸۲ء کی ہے۔ ان دونوں طباعتوں میں ملا میر کی والی بات ''کم ہوگیا'' یا ''زیادہ ہوگیا'' کا کوئی حرف ہی نہیں ہے۔ اس کے باوجود ملا میر کی کا یہ کہنا کہ اب نوری کتب خانہ لاہور والے نے ''وصایا شریف'' کا جو نیا چھاپا چھپوایا ہے اس میں ''کم ہوگیا'' کا لفظ مٹا کر لکھ دیا ہے ''زیادہ ہوگیا'' محض گدھے کے گوز مارنے کے مترادف ہے۔ ملا میر کی مزید لکھتا ہے کہ: ''کہاں صحابہ کرام کا مان اور مرتبہ اور کہاں ایک چودھویں صدی کا ایک بریلوی''۔ (ص ۱۴۱)

اس کا یہ کہنا صحیح ہے، ہمارا بھی اس پر ایمان ہے کہ کسی بھی صدی کا کوئی مولوی ہو یا ولی، بریلوی ہو یا دیوبندی وہ مان اور مرتبہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مان اور مرتبہ کے برابر قطعاً نہیں ہو سکتا۔ لیکن ملا میر کی کو اس بارے میں بھی کچھ بکنا چاہئے کہ انگریزوں کے ایجنٹ، فتنہ باز مولوی الیاس دیوبندی کے متعلق وہابی مولوی ابوالحسن ندوی لکھتا ہے کہ:

> ''کبھی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر فرماتیں کہ کیا بات ہے کہ تیرے ساتھ مجھے صحابہ کی سی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں''۔ (مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت ص ۵۸)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا دیوبندی وہابی الیاس کی نانی صاحبہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زمانہ میں پیدا ہوئی تھیں اور سنِ شعور تک پہنچ کر صحابہ کو دیکھ چکی تھیں اور چودھویں صدی تک زندہ رہ کر اپنے نواسے مولوی الیاس اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر کہہ رہی تھیں کہ ''تیرے ساتھ مجھے صحابہ جیسی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں''۔ اگر کہو کہ ''ہاں'' تو یہ بات عقل و نقل کے خلاف اور نری بکواس ہے اور اگر کہو کہ ''نہیں'' تو پھر اس نے یہ کیوں کہا کہ الیاس اور اس کے ساتھی صحابہ کی سی صورتیں ہیں؟ اور اس کی بیہودہ غلط بات کو دیوبندیوں نے سچ سمجھ لیا۔

اب ملا میر کی بتائے کہ چودھویں صدی کے وہابی دیوبندی فتنہ پرداز ملاؤں کو صحابہ کی سی صورتیں قرار دینا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی صریح توہین ہے یا نہیں؟ اور ملا میر کی

اور دیگر دیو بندی وہابی، صحابہ کرام علیہم الرضوان کی اس کھلی توہین پر رضامند اور خاموش رہ کر پکے بے دین، بے ایمان ٹھہرے یا نہیں؟ کہاں صحابہ کا مان وشان اور کہاں چودھویں صدی کے دیو بندی فریب کار فسادی ملا!

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

ملا میر کی کو خواہ مخواہ بریلویوں پر بہتان طرازی کرتے ہوئے کچھ تو شرم کرنی چاہئے۔

یوں نہ نکلو تم یہ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

اعتراض ۲۸:

ملا میر کی لکھتا ہے کہ: ''بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ ہندوؤں کی تیار کردہ ''پلید'' مٹھائی بھی مسلمانوں کے لئے ''حلال'' ہے۔ اس نے یہ لکھ کر اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ کے فتاویٰ رضویہ سے ایک عبارت توڑ مروڑ کر پیش کی ہے۔ (ص ۱۴۱)

جواب:

''پلید'' چیز اور پھر ''حلال''، افسوس صد افسوس!

ملا میر کی کو یہ الزام تراشی کرتے ہوئے کچھ تو عقل وحیاء سے کام لینا چاہئے تھا اور اسے یہ سوچ لینا چاہئے تھا کہ اگر کسی غیر جانبدار، منصف مزاج نے اس سے پوچھ لیا کہ تو نے جو یہ الزام لگایا ہے کہ بریلوی ہندوؤں کی بنائی ہوئی پلید مٹھائی کو حلال جانتے ہیں، اس کا تیرے پاس کونسا ثبوت ہے؟ کیونکہ فتاویٰ رضویہ ص ۹۴، ۹۵ میں تو ایسی کوئی بات ہے ہی نہیں۔ تو پھر وہ کیا جواب دے گا؟

واضح رہے کہ ملا میر کی نے اعلیٰحضرت کی عبارت کو اس طرح بگاڑ کر اور ترجمہ غلط کر کے پیش کیا ہے کہ صحیح مسئلہ بھی ٹیڑھا میڑھا نظر آتا ہے۔ اس نے یہ شیطانی حرکت صرف اس لئے کی ہے تاکہ وہ عام مسلمانوں کو اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ اور بریلویوں سے متنفر کر

سکے۔ ملا میرکی نے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی صحیح عبارت سے غلط مطلب نکالنے کی یوں کوشش کی ہے جس طرح کہ کوئی اسلام دشمن آدمی قرآن مجید کی مبنی بر ہدایت وصداقت آیات مبارکہ کو غلط طرح پیش کر کے گمراہ کن کافرانہ مطلب نکالنے کی ابلیسانہ حرکت کرے۔ مثلاً وہ کہے کہ قرآن میں ہے کہ:

۱. لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ (نماز کے قریب ہی نہ جاؤ)

۲. وَمَا اَرْسَلْنٰکَ (اے محمد! ہم نے تجھے رسول بنا کر نہیں بھیجا)

۳. لَا تَسْمَعُوا لِهٰذَا الْقُرْاٰنَ (اس قرآن کو نہ سنو)

۴. فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ (پس نمازیوں کے لئے ویل ہے) وغیرہ

یعنی وہ بد بخت آدمی آیات مبارکہ کو ادھورا لکھ کر، سیاق وسباق کو چھوڑ کر غلط مطلب نکالے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناکام کوشش کرے۔ ملا میرکی نے بھی ایسی ہی ابلیسانہ حرکت کی ہے اعتراض ۲۸ کرتے ہوئے اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ رضویہ کے ص ۹۵ کی عبارت میں کمی بیشی اور کاٹ چھانٹ کر کے غلط مطلب نکالا ہے اور مسلمانوں کو بہکانے کی کوشش کی ہے۔ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت حسب ذیل ہے:

"کیا ہمیں نہیں معلوم کہ ہندوؤں کے نزدیک گائے بھینس کا گوبر اور بچھیا کا پیشاب نظیف طاہر بلکہ طہور ومطہر بلکہ نہایت مبارک ومقدس ہے کہ جب طہارت ونظافت میں اہتمام تمام منظور رکھتے ہیں تو ان سے زائد یہ فضیلت کسی شے سے نہیں جانتے۔ پھر علماء ان چیزوں کا کھانا جائز رکھتے ہیں۔ فِیْ رَدُّ الْمُحْتَارِ عَنِ التَّتَارُ خَانِیَةِ طَاهِرٌ مَا یَتَّخِذُهٗ اَهْلُ الشِّرْکِ اَوِالْجَهَلَةِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کَالسَّمَنِ وَالْخُبْزِ وَالْاَطْعِمَةِ وَالثِّیَابِ الخ ملخصا (فتاویٰ رضویہ جلد ۲ ص ۹۵)

اس مسئلہ کو وضاحت سے سمجھانے کے لئے مزید فرماتے ہیں: "کسی چیز کا محل احتیاط سے دور یا کسی قوم کا بے احتیاط وشعور اور پروائے نجاست وحرمت سے مہجور ہونا اسے مستلزم نہیں کہ وہ شے یا اس قوم کی استعمالی خواہ بنائی ہوئی چیزیں مطلقاً ناپاک یا حرام وممنوع

قرار پائیں"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۶ جلد ۲ ص ۹۳)

اعلیٰحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ کی مستند و معتبر کتاب ردالمحتار سے بحوالہ تتارخانیہ اصل عربی عبارت نقل فرما کر علماء و فقہاء اہلسنت و جماعت کے فتویٰ و فیصلہ کے مطابق ارشاد فرمایا کہ کسی بھی چیز کے متعلق جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ یہ ناپاک ہے اس چیز کو حرام قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مثلاً: مشرک ہندو یا جاہل مسلمان جو پاکی و ناپاکی کا شعور و احتیاط کئے بغیر استعمال میں آنے والی چیزیں بناتے ہیں۔ جیسا کہ گھی، روٹی اور کھانے پینے کی دیگر اشیاء اور کپڑے وغیرہ جب تک ان کے ظاہر ظہور پلید ہونے کا یقین نہ ہو محض ان کی بے احتیاطی کے پیش نظر ان چیزوں کو حرام قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پس بہ نظر انصاف دیکھنا چاہئے کہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے اس اہم شرعی مسئلہ کو کتنی وضاحت کے ساتھ مدلل طور پر واضح فرمایا ہے۔ مگر ملا میر کی از روئے جہالت و تعصب اندھا دھند الزام لگاتا ہے کہ: "بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ ہندوؤں کی بنائی ہوئی پلید مٹھائی بھی مسلمانوں کے لئے حلال ہے۔" لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ملا میر کی بتائے کہ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کہاں لکھا ہے کہ: "ہندوؤں کی بنائی ہوئی پلید مٹھائی حلال ہے۔" ملا میر کی پر لازم ہے کہ وہ الزام کا واضح ثبوت پیش کرے یا پھر اپنی اس کمینہ حرکت پر ندامت کا اظہار اور علی الاعلان توبہ کر کے اس طرح کی شیطانی کمینہ حرکتوں سے باز آ جائے۔ ملا میر کی میں اگر کوئی شرم و حیاء کی رمق باقی ہے تو اس کو چاہئے کہ خواہ مخواہ اہلسنت و جماعت بریلویہ پر بے بنیاد الزامات لگانے کے بجائے اپنے اکابرین دیوبندی کی خرافات پر بھی ایک نظر ڈال لیا کرے اور ان کی اصلاح کی کوشش کیا کرے۔ بریلویوں پر بلا جواز الزام تراشی کرنے والا ملا میر کی دیکھے کہ دیوبندیوں کا نام نہاد مفتی اعظم رشید احمد گنگوہی کس دھڑلے سے ہندوؤں کی بنائی ہوئی کھانے کی چیزوں کو بلا دلیل درست قرار دے رہا ہے۔ لیجئے ملاحظہ کیجئے۔

رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ ہولی دیوالی کھانا درست ہے

سوال: ہندو تہوار، ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا

لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

جواب: درست ہے۔ فقط رشید احمد عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۸۸)

دیکھ لیا؟ نہ کوئی دلیل، نہ کچھ وضاحت اور نہ ہی ثبوت۔ رشید احمد گنگوہی نے محض ''طارق عزیز'' والا جواب ''درست ہے'' کہہ کر سب کچھ حلال کر دیا ہے۔ بقول ملا میر کی: ''جن مٹھائیوں اور کھانے کی چیزوں کے متعلق حرام ہونے کی تحقیق ہو جائے یا صرف ان کے پلید ہونے کا گمان غالب ہو تو ایسی مٹھائیاں کھائی نہ جائیں گی۔'' (دراصل یہ قول مولوی رشید احمد گنگوہی کا ہے جو اس نے فتاویٰ رشیدیہ سے نقل کیا ہے) تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ملا میر کی بتائے کہ کیا بت پرست ہندو ہولی، دیوالی وغیرہ اپنے مذہبی تہواروں میں مٹھائیاں وغیرہ اور کھانے کی چیزیں جو کہ اپنے مذہبی عقیدہ کے مطابق گئو ماتا اور بچھیا کے گوبر اور پیشاب ملا کر ''پوتر'' کر کے اور اپنے معبود بتوں پر چڑھاوے چڑھا کر کھاتے اور بطور تحفہ دیوبندیوں کو دیتے ہیں۔ ان چیزوں کے پاک ہونے کا مولوی رشید احمد گنگوہی کو یقین تھا یا گمان غالب تھا کہ اس نے کوئی وضاحت کئے بغیر ان چیزوں کے لینے اور کھانے کو درست کہہ کر حلال کر دیا ہے؟

غیر کی آنکھوں کا تنکہ تجھ کو آتا ہے نظر
دیکھ ظالم آنکھ اپنی کا ذرا شہتیر بھی

اعتراض ۲۹:

ملا میر کی لکھتا ہے: ''بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ مکہ شریف اور مدینہ منورہ کے پیش اماموں کے پیچھے نماز با جماعت پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہاں کے پیش امام ''وہابی'' ہیں۔ (ص ۴۲-۴۳)

جواب:

ملا میر کی کو چاہئے کہ وہ پہلے یہ بتائے کہ مکہ شریف اور مدینہ منورہ کے پیش امام وہابی ہیں یا نہیں۔ اگر وہ کہے کہ وہابی نہیں ہیں تو وہ جھوٹ کہتا ہے اور اگر وہابی ہیں تو ان کے

بارے میں کٹر کانگریسی مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی کی کتاب "الشہاب الثاقب" سے اس کا فتویٰ نقل کر دیتا ہوں:

مولوی حسین احمد مدنی کا نجدیوں کے بارے میں فتویٰ

(۱) وہابیہ نے علماء حرمین شریفین کے خلاف کیا تھا اور کرتے رہتے ہیں اور اسی وجہ سے جب کہ وہ غلبہ کر کے حرمین شریفین پر حاکم ہو گئے تھے ہزاروں کو تہ تیغ کر کے شہید کیا اور ہزاروں کو سخت ایذائیں پہنچائیں۔ (ص ۶۷۔۶۸)

(۲) صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل وقتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات دیتا رہا، ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا، اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں، سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے، بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اُس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔ (ص ۴۲)

(۳) محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل وقتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔ (ص ۴۳)

(۴) نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے۔ بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔ (ص ۴۵)

(۵) زیارت رسول مقبول ﷺ و حضور آستانہ شریفہ و ملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت حرام وغیرہ لکھتا ہے اس نیت سے سفر کرنا محظور و ممنوع جانتا ہے۔

(ص ۴۵)

(۶) شان نبوت وحضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں۔ (ص ۴۷)

(۷) وہابیہ نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی وضعف اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لا رہے ہیں ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذاتِ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم ﷺ تو یہ بھی نہیں کر سکتے (ص ۴۷)

(۸) وہابیہ مسئلہ شفاعت میں ہزاروں تاویلیں اور گھڑنت کرتے ہیں اور قریب انکار شفاعت کے بالکل پہنچ جاتے ہیں۔ (ص ۴۷)

(۹) وہابی خبیث ہیں۔ (ص ۵۱)

(۱۰) وہابیہ کے نزدیک توسل انبیاء علیہم السلام جائز نہیں۔ (ص ۵۷)

(۱۱) وہابیہ کے متعدد رسائل اس بارہ میں شائع ہو چکے ہیں جس میں کہ وہ صراحۃً توسل از حضرت سرورِ کائنات علیہ السلام کو نیز توسل بالا ولیاء اکرام کو منع کرتے ہیں۔ (ص ۵۷)

(۱۲) مسئلہ نداء رسول اللہ ﷺ میں وہابیہ مطلقاً منع کرتے ہیں۔ (۶۴)

(۱۳) وہابیہ خبیثہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں (۶۵)

(۱۴) وہابیہ کا یہ اعتقاد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے واسطے حیات فی القبور ثابت نہیں۔ (ص ۶۵)

(۱۵) وہابیہ خبیثہ کثرت صلوٰۃ وسلام و درود بر خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قرات

دلائل الخیرات وقصیدہ بردہ وقصیدہ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے وورد بنانے کو سخت قبیح ومکروہ جانتے ہیں اور بعض اشعار کو قصیدہ بردہ میں شرک وغیرہ کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ (ص ٦٦)

(١٦) وہابیہ سوائے علم احکام الشرائع جملہ علوم اسرار حقانی وغیرہ سے ذات سرور کائنات خاتم النبیین علیہ الصلوٰاۃ والسلام کو خالی جانتے ہیں۔ (ص ٦٧)

(١٧) وہابیہ نفس ذکر ولادت حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ ولسلام کو قبیح و بدعت کہتے ہیں۔ (ص ٦٧)

(١٨) وہابیہ خبیثہ کی زبانیں گندی ہیں۔ (ص ٥١)

(١٩) وہابیہ کی تحریریں ناپاک ہیں۔ (ص ٥١)

(٢٠) خبیث وہابی رسول اللہ ﷺ کی شان میں نعتیہ اشعار پڑھنے کو معاذ اللہ بد دینی وشرک خیال کرتے ہیں۔ (ص ٥١)

مندرجہ بالا عقائد کسی بریلوی کی کتاب میں لکھے ہوئے نہیں ہیں بلکہ دیوبندیوں کے ''شیخ الاسلام'' مولوی حسین احمد مدنی نے اپنی کتاب میں لکھے ہیں، جس کا انکار ملا میرکی اور اس کے حواری نہیں کر سکتے اور یہ بات اظہر من الشمس (یعنی سورج سے زیادہ ظاہر) ہے کہ مکہ شریف اور مدینہ منورہ کے موجودہ پیش امام، ابن عبدالوہاب نجدی کے مرید، وہابی عقائد کے حامل ہیں جس کے ثبوت کے لئے مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ خود ملا میرکی بھی ہرگز اس سے انکار نہیں کر سکتا تو اب بتائیے کہ جن پیش اماموں کے عقائد ایسے ہوں یا ایسے گندے عقائد والوں کو یہ پیش امام صاحبان 'شیخ الاسلام'' یا مجدد مانتے ہوں تو مسلمانوں کو اس کی خبر رکھتے ہوئے بھی ایسے پیش اماموں کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہوگی؟ پیش امام کے لئے دیگر شرائط کے ساتھ صحیح العقیدہ اہلسنت و جماعت ہونا بھی شرط ہے جیسا کہ کتب فقہ میں تصریح کی گئی ہے۔ پیش امام اگر صحیح العقیدہ سنی نہیں ہے تو اس کے پیچھے ہرگز ہرگز نماز نہ ہوگی، کیونکہ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ اذا فات الشرط فات المشروط، جب شرط نہ پایا جائے تو مشروط از خود ختم ہو جائے گا۔ شریعت کا ہرگز یہ حکم نہیں کہ جو بھی مکہ شریف یا مدینہ منورہ میں پیش امام بن جائے اس کے پیچھے نماز جائز ہو جائے گی۔ ملا میرکی کے پاس

ایسا کوئی شرعی ثبوت ہوتو پیش کرے۔ مکہ شریف اور مدینہ منورہ بے شک معزز، مشرف اور پاکیزہ شہر ہیں تاہم اگر وہاں کوئی پیش امام وضو کئے بغیر نماز پڑھانے کھڑا ہو جائے تو کیا ملا میر کی باخبر ہوتے ہوئے بھی اس کے پیچھے نماز باجماعت پڑھے گا تو کیا اپنے کہنے کے مطابق یہ اس کی بدنصیبی ہوگی؟ حجاز مقدس پر نجدی وہابی مسلط ہیں ان کی حکومت سعودیہ عربیہ ان ہی کو پیش امام مقرر کرتی ہے جو کٹر نجدی ہوں اور سب جانتے ہیں کہ مکہ شریف اور مدینہ منورہ میں بھی اس حکومت کے مقرر کردہ پیش امام کلھم کٹر، متشدد نجدی وہابی ہیں۔ وہ جہاں بھی رہیں، جہاں بھی جائیں اپنے امام ابن عبدالوہاب نجدی وہابی کے عقائد ونظریات کی تبلیغ علی العلان کرتے ہیں چنانچہ پیپلز پارٹی کے آخری دور میں مکہ شریف کا پیش امام ابن سبیل دورہ پاکستان کے سلسلے میں کراچی آیا تو اس نے اپنی تقریر کے دوران برملا کہہ دیا کہ "عید میلاد النبی منانا، یہود ونصاریٰ کی رسم ہے۔" ابن عبدالوہاب نجدی کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ ملاحظہ ہو۔ "العقائدالصحیحہ فی تردیدالوہابیہ مصنفہ خواجہ محمد حسن جان قدس سرہ۔ اس کی اس تقریر کا ترجمہ اردو بنوری ٹاؤن کراچی کے مدرسہ کی جانب سے شائع ہو چکا ہے۔ جب عقائد ونظریات کی رو سے یہ صورتحال ہو تو پھر مسلمانان اہلسنت وجماعت ان نجدی وہابی پیش اماموں کے پیچھے نماز پڑھنے کو کیونکر جائز قرار دے سکتے ہیں؟ ملا میر کی کے ان پر اعتراض کرنے سے یہی واضح ہوتا ہے کہ وہ بھی کٹر نجدی وہابی ہے اور اس کے پیٹ اور دل ودماغ میں سعودی "ریال" کھنک رہے ہیں اور ملا میر کی ان کا حق نمک ادا کر رہا ہے۔

ضروری وضاحت:

جو ہزاروں، لاکھوں مسلمان مکہ شریف اور مدینہ منورہ میں نجدی وہابی پیش اماموں کی اقتداء میں نماز باجماعت پڑھتے ہیں وہ ان کے عقائد ونظریات سے ناواقف ہونے کی وجہ سے معذور ہیں۔ وہ ان کو صحیح سچے مسلمان سمجھ کر نیک نیتی کے ساتھ ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں، لہٰذا ان کی نمازیں ادا ہو جاتی ہیں، لیکن اگر کوئی ان کے عقائد ونظریات سے باخبر ہوتے ہوئے بھی ان کی اقتداء میں نماز پڑھے گا تو اس کی نماز ہرگز ادا نہ ہوگی۔

اعتراض ۳۰: ملا میر کی لکھتا ہے کہ بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ تعزیہ (تابوت) بنانا سنت ہے

بشرطیکہ وہ تابوت زیارت کے لئے بنایا جائے اور اسے دفن نہ کیا جائے مگر اسے محفوظ رکھ دیں۔(ص ۴۴)

جواب:

اہلسنت وجماعت کے نزدیک تابوت بنانا ہرگز جائز نہیں ہے۔سنت سمجھنے کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ملا میرکی نے مذکورہ الزام تراشی کرتے ہوئے یہودیوں کو بھی مات دے دی ہے۔اس نے ''فتاویٰ نعیمیہ'' کے حوالے سے من گھڑت بات لکھ کر مسلمانوں کو مغالطہ دینے کی مذموم کوشش کی ہے۔ہم نے جب ''فتاویٰ نعیمیہ'' کو دیکھا تو ہمیں وہ بات جو ملا میرکی نے لکھی ہے اس میں کہیں بھی نظر نہیں آئی۔اس کے برخلاف ہم نے تابوت کے حرام اور ناجائز ہونے کا فتویٰ لکھا پایا تو ہم حیران ہوئے کہ ملا میرکی کس بنیاد پر یہ مسخرہ پن کررہا ہے؟ حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ نعیمیہ میں تین مقامات پر تین سوالات کے جوابات دیتے ہوئے تابوت بنانے اور تعزیہ داری کو حرام و ناجائز فرمایا ہے۔

(۱) ایک سوال کے جواب میں یوں لکھا ہے:

(الف) تعزیہ داری میں چونکہ کھیل کود اور فضول خرچی ہوتی ہے،اس لئے حرام ہے۔

(ب) مروجہ تعزیہ داری حرام ہے اور صرف نقشہ بنانا جائز'' (فتاویٰ نعیمیہ ص ۹)

(۲) دوسرے سوال کے جواب میں اس طرح لکھا ہے:

(الف) فی زمانہ مروجہ تعزیہ داری بہت سے محرمات اور خرافات پر مشتمل ہے اس لئے یہ مروجہ تعزیہ داری ناجائز ہے۔(ص ۵۷)

(ب) اکثر تعزیوں میں جاندار براق اور پری وغیرہ کی تصاویر ہوتی ہیں اور تصویر بنانا اور تصویر کو حرمت و احترام سے رکھنا دونوں ناجائز ہیں۔(۵۷)

(ج) بہت پیسہ خرچ کر کے تعزیہ بنایا جاتا ہے پھر اس کو توڑ پھوڑ کر دفن کر دیا جاتا ہے جو مال کا ضیاع ہے اور اسراف ہے جو حرام ہے۔(ص ۵۸)

(د) بہت سی جگہ تعزیہ کے ساتھ سینہ کوبی اور نوحہ ہوتے ہیں جو سخت غضب الٰہی کا باعث اور بدترین جرم ہے۔(ص ۵۸)

(ھ) اگر غور کیا جائے تو تعزیہ مروجہ یزیدوں کے فعل کی نقل اور ایک طرح کا اظہار خوشی ہے۔ (ص ۵۹)

(و) ایک سنی غلام اہلبیت کس طرح ان افعال کا مرتکب یزیدیوں میں شامل ہو سکتا ہے۔ (ص ۵۹)

تیسرے سوال کا جواب حسب ذیل ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

مروجہ تعزیہ داری حرام ہے، حسب ذیل وجوہ سے یہ تعزیہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے روضہ کا صحیح نقشہ نہیں نہ تو تعزیہ بنانے والوں نے کربلا معلیٰ جا کر وہاں کا روضہ دیکھا ہے اور نہ وہاں کا صحیح نقشہ دیکھ کر اس کی نقل کی ہے، بلکہ ہر تعزیہ دار علیحدہ فیشن کا تعزیہ بناتا ہے اب اس غلط اور جعلی نقشہ کو سید الشہداء کے روضہ کی تصویر سمجھ کر اس کی تعظیم کرنا حرام ہے۔ (ص ۴۷)

تعزیہ اور تابوت بنانے اور اس کی تعظیم کرنے کو حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے حرام اور یزیدیوں کا فعل قرار دیا ہے، لیکن ملا میر کی کمال بے حیائی کے ساتھ جھوٹا بے بنیاد الزام لگاتے ہوئے ذرہ بھر نہیں شرماتا، ڈھیٹ پن کے ساتھ لکھ دیتا ہے کہ مفتی احمد یار خان کا فتویٰ ہے کہ تعزیہ بنانا سنت ہے۔ دیکھ لیجئے کہ حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "اگر صحیح نقشہ تیار کرایا جائے جس کی زیارت کی جائے، اسے دفن نہ کیا جائے بلکہ محفوظ رکھا جائے تو بلاشبہ جائز ہے۔" (فتاویٰ نعیمیہ ص ۱۴۸) اور ملا میر کی اس کا ترجمہ بگاڑ کر یوں بناتا ہے: تعزیہ تابوت بنانا سنت ہے بشرطیکہ وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے روضہ کے مشابہ تابوت زیارت کے لئے بنایا جائے اور اس کو دفن نہ کیا جائے مگر محفوظ رکھ دیا جائے۔ (ص ۴۴)

اس سے ملا میر کی کی ابلیسانہ ذہنیت اور شیطانی شرارت صاف ظاہر ہے۔

ع چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد

کوئی بتائے کہ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کے فتویٰ میں کہاں لکھا ہے کہ تعزیہ، تابوت بنانا سنت ہے اور یہ الفاظ کہاں ہیں کہ "تابوت زیارت کے لئے بنایا جائے۔" مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے تو ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ "تعزیت تابوت بنانا سنت

ہے'' اور انہوں نے یہ بھی نہیں لکھا کہ'' تابوت زیارت کے لئے بنایا جائے'' یہ ملا میر کی کی صریح جعلسازی ہے کہ وہ اپنی طرف سے جھوٹی باتیں بنا کر حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کر کے بریلوی حضرات پر الزام تراشی کر رہا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس کی دیانت و امانت کے ساتھ انسانیت بھی ختم ہو چکی ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس کے علاوہ بھی دیکھئے کہ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ تو فرماتے ہیں کہ'' اگر صحیح نقشہ تیار کیا جائے تو بلا شبہ جائز ہے۔ لیکن حق کا دشمن ملا میر کی دیدہ دانستہ نقشہ کے معنیٰ تابوت بناتا ہے جو کہ سراسر غلط ہے۔ نقشہ کے معنیٰ ہیں'' تصویر، صورت، نمونہ۔ (فیروز الغات ص ۷۰۰) مفتی صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں'' تابوت'' بنانا حرام ہے، مگر امام حسین رضی اللہ عنہ کے روضہ کا نقشہ یعنی تصویر بنا کر رکھنا جائز ہے۔ تو یہ ارشاد بالکل حق و صواب ہے کہ تابوت اور چیز ہے۔ نقشہ تصویر اور چیز ہے تو جو شخص تابوت، اور تصویر کے فرق کو بھی نہیں سمجھتا اسے کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ اہل حق پر بلا جواز الزام تراشی کرے؟ ایسے بد بخت شخص کو چلو بھر پانی میں ناک ڈبو کر جہنم رسید ہو جانا چاہئے۔

ملا میر کی کی جہالت: ملا میر کی لکھتا ہے'' قرآن کریم کی کسی آیت سے جو اس دعویٰ پر دلیل دے وہ آدمی جاہل خطا کار اور مجرم ہے۔'' (ص ۴۴)

یہ بات اس نے اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب کی کہ جو کسی آیت سے اس دعویٰ پر دلیل پیش کرے وہ جاہل خطا کار اور مجرم ہے۔ یہ بھی ملا میر کی کی فریب کاری کا ایک شاہکار ہے کہ اس نے یہاں بھی خیانت مجرمانہ سے کام لے کر'' سوالیہ عبارت'' کو اعلیٰحضرت سے منسوب کر دیا ہے۔ دراصل'' عرفان شریعت'' کے سوال ۶۷ میں سائل نے پوچھا کہ'' اگر کوئی شخص قرآن شریف یا حدیث سے سند لے کر یہ کہے کہ'' تعزیت سنت ہے'' تو ایسے شخص کو کافر، خارج از اسلام کہا جائے گا یا نہیں؟ اس سوال کا جواب اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے یہ دیا ہے۔

الجواب:

'' وہ جاہل، خطاوار مجرم ہے مگر کافر نہیں کہیں گے۔ (ص ۱۹)

اب بتایئے کہ ملا میر کی نے اعلیٰحضرت کی جانب غلط بات منسوب کر کے اپنی

انتہائی جہالت اور شقاوت کا اظہار کیا ہے یا نہیں؟ کیا ملا میر کی کو اتنی بھی خبر نہیں کہ تعزیہ بنانا کن کے ہاں جائز ہے؟ ہم اس کی معلومات میں اضافہ کی خاطر اسے بتا دیتے ہیں کہ تعزیہ بنانا ایک تو "شیعہ رافضیہ" کے ہاں جائز اور دوسرے دیوبندیوں کے ہاں جائز ہے۔ چنانچہ دیوبندیوں کا حکیم الامت لکھتا ہے۔ "میں نے کہا کہ تعزیہ بنانا مت چھوڑنا، بعض لوگوں نے مجھ پر اعتراض کیا، میں نے کہا تم نے غور نہیں کیا۔" (افاضات یومیہ ج ۴ ص ۱۸۴)

تو ملا میر کی بتائے کہ اشرف علی تھانوی، کس خطاکار، مجرم اور جاہل جماعت کا جعلی "حکیم الامت" ہے؟

اعتراض ۳۱: ملا میر کی لکھتا ہے کہ: "بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ مولوی احمد رضا بریلوی، حقہ سمیت جنت میں جائے گا۔" (ص ۴۴)

جواب:

جس آدمی میں اتنا شعور بھی نہ ہو کہ خوش طبعی وظرافت اور "عقیدہ" میں امتیاز کر سکے، اس کو اپنی عقل اور فہم کا ماتم کرنا چاہئے۔ اعلحضرت علیہ الرحمۃ کے سوانح شریف ص ۹۱ سے اس نے جو قصہ نقل کیا ہے، اس میں اس نے خود بھی یہ الفاظ لکھے ہیں کہ: "مولانا وصی احمد نے مسکراتے ہوئے کہا اور حضور اعلحضرت نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔" (ص ۴۵) مسکراتے ہوئے کہنے اور مسکراتے ہوئے جواب دینے سے صاف واضح ہے کہ دونوں حضرات نے از روئے "مزاح" بطور ظرافت خوش طبعی سے یہ باتیں کہیں تو پھر ملا میر کی کا ان باتوں کو، بریلویوں کا عقیدہ بتانا اور لکھنا انتہائی کمینہ پن نہیں تو اور کیا ہے؟ ملا میر کی اس بات کو "بتنگڑ" بناتے ہوئے مزید لکھتا ہے: "بہشت میں حقہ، سلفی، بیڑی، سگریٹ یا دوسرے ایسے سامان کی اجازت نہ ہوگی۔ اگر کسی کو اس نشہ بازی کی خواہش زیادہ ہی ہو جائے تو اس کو آگ والی جگہ کی تلاش کرنی پڑے گی۔ جس کی تلاش میر کی صاحب کر دیتا۔" (ص ۴۶)

نانوتوی کا والد اسد علی حقہ پیتا تھا

تو بات کا ''بتنگڑ'' بنانے والے ملا میر کی کو اس بات کی بھی فکر کرنی پڑے گی کہ بانی دیو بند، دیو بندی وہابیوں کے ''گرو گھنٹال'' مولوی قاسم نانوتوی اور اس کا باپ شیخ اسد علی کیا کریں گے؟ کہ مولوی اشرف علی تھانوی کا بیان ہے: ''حضرت مولانا محمد قاسم کے والد شیخ اسد علی حقہ بہت پیتے تھے، جب ضرورت ہوتی فرماتے کہ بیٹا قاسم حقہ بھر لے۔ مولانا کی یہ حالت ہوتی تھی کہ فوراً حکم کی تعمیل فرماتے۔ باوجود اس کے کہ مرید اور شاگرد سب موجود مگر کچھ پرواہ نہیں، اگر کوئی کہتا بھی تو فرماتے یہ تمہارا کام نہیں ہے میرا کام ہے۔ (افاضات یومیہ، حصہ چہارم ص ۳۵۴)

معلوم ہوا شیخ اسد علی کو حقہ پینے اور مولوی قاسم نانوتوی کو حقہ تیار کرنے اور بھرنے کا بہت شغف تھا، تو اس عالم میں جب ان کو حقہ کی یاد ستائے گی تو وہ آگ کہاں سے لیں گے؟ تو کچھ بعید نہیں کہ ملا میر کی یہ جواب دے کر اپنا پیچھا چھڑانے کی کوشش کرے کہ ہم دیو بندیوں نے تو اپنے جرائم کی پاداش میں جانا ہی سیدھا مقامِ نارِ (جہنم) میں ہے تو وہاں ہمیں ''حقہ'' کے لئے آگ والی جگہ تلاش کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔ پھر ہمیں فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ اب اپنے گناہ کا اقرار کیا تو پھٹکار ہو دوزخیوں پر۔ فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِى الْاَبْصَارِ.

اعتراض ۳۲: ملا میر کی لکھتا ہے کہ: ''بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ بریلویت کے بانی مولوی احمد رضا کی اطاعت ہر فرض سے زیادہ فرض ہے۔'' (ص ۴۶)

جواب:

اس اعتراض میں بھی اپنے حسبِ معمول ملا میر کی نے کتاب ''دھماکہ'' (ص ۱۷) سے مبنی بر جہالت اعتراض چرا کر اپنی قابلیت جتائی ہے۔ اس نے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی ''وصایا شریف'' کی جو عبارت نقل کی ہے۔ اس میں تو اعتراض کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ ملا میر کی نے لکھا ہے کہ مولوی احمد رضا کہتا ہے: ''میرا دین اور مذہب جو کہ میری کتابوں سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔'' (ص ۴۶)

اس میں دو باتیں لائق توجہ ہیں: (۱) میرا دین اور مذہب جو کہ میری کتابوں سے ظاہر ہے۔ (۲) اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ پہلی بات میں صاف وضاحت موجود ہے کہ: ''میرا دین اور مذہب جو کہ میری کتابوں سے ظاہر ہے۔'' بحمدہ تعالیٰ۔ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی کتابوں میں قرآن، حدیث، فقہ اور اسلامی عقائد کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے اور یہی اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا دین اور مذہب ہے۔ تو پھر اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا قرآن و حدیث کی تابعداری کو فرض قرار دینا گمراہی ہے؟ ہر سمجھ دار مسلمان جانتا ہے کہ قرآن و حدیث پر مضبوطی سے قائم رہنا یقیناً ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ لیکن متعصب ملا میر کی، اس صحیح بات کو غلط رنگ دیتے ہوئے کہتا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کے پیغمبران کرام کے سوا کوئی بھی معصوم نہیں ہے۔ اس لئے مولوی احمد رضا کی تابعداری کو فرض کہنا گمراہی ہے۔'' (ص ۴۷)

ہم بھی انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا اور کسی کو معصوم نہیں سمجھتے: تاہم علماء حق، علماء راسخین کی تابعداری اس لئے فرض ہے کہ وہ العلماء ورثۃ الانبیاء کا مقام رکھتے ہیں۔ قرآن و حدیث کے شارح ہیں۔ فقیہ ہیں خود بھی شرع مطہرہ کے حامل اور اس پر پوری طرح عامل ہیں اور دوسروں کو بھی شریعت کی تعلیم دیتے اور مسائل و احکام شریعت واضح کر کے بتاتے اور ان پر پوری طرح عمل کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ مسلمانوں کو گمراہی سے بچاتے ہیں، ان کی تابعداری اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول برحق ﷺ ہی کی تابعداری ہے، تو پھر ملا میر کی کو بلاوجہ مرچیں کیوں لگ رہی ہیں؟ تاہم امام اہلسنت اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس برحق ارشاد کہ: ''میرا دین و مذہب جو کہ میری کتابوں سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔'' پر تو جہل مرکب میں گرفتار ملا میر کی اعتراض کرتا ہے۔

رشید احمد گنگوہی کی بے جا تعلی

لیکن اپنے دیوبندی وہابیہ کے جعلی قطب رشید احمد گنگوہی کی اس بے جا تعلّی پر کس لئے خاموش ہے؟ کہ وہ بڑے دھڑلے سے یہ گپ ہانکتا ہے:

''سن لو! حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔'' (تذکرۃ الرشید ص ۱۷ ج ۲) نیز رشید احمد گنگوہی کے بارے میں مولوی محمود الحسن دیوبندی نے جو یہ دعویٰ باطل کیا ہے۔ ملا میرکی کو یہ بھی دکھائی نہیں دیتا کہ وہ کہتا ہے:

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جا ہو گیا گمراہ
وہ میزاب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآن

(مرثیہ ۱۰)

او بے حیاء ملا میرکی! دیکھ لے کہ چودھویں صدی کا ایک فتنہ گر، فتنہ پرور دیوبندی ملا خود کو مرکز ہدایت ٹھہراتا ہے، اپنی اتباع پر نجات کو موقوف علیہ قرار دیتا ہے، تو کیا رشید احمد گنگوہی بقول تیرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بھی زیادہ معصوم ہے؟ کہ تجھے اس کی شیطانی تعلّی پر کچھ بھی غیرت نہیں آتی اور تو خاموش ہے۔ نیز اس شاگرد محمود الحسن دیوبندی ملا رشید احمد گنگوہی کو میزاب ہدایت اور سب کے لئے واجب الاتباع کہہ رہا ہے اور تو صم بکم عمی بنا بیٹھا ہے، اگر تو واقعی دیانت دار غیرت مند ہے تو ان کی ہفوات پر کس لئے اعتراض نہیں کرتا؟ تیری یہ خاموشی پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ تو بھی ان کی طرح ضال ومضل بے دین ہے۔

اعتراض ۳۳:

ملا میرکی نے امام اہلسنت اعلحضرت علیہ الرحمۃ کی آخری وصیت کی ش ۱۲ پر اعتراض بھی کتاب ''دھماکہ'' سے چرا کر کیا ہے۔ لکھتا ہے: (الف) بانی بریلویت کو شاید بہشت میں جانے کی امید نہیں، اسی لئے وہ شہر بریلی کے ختموں والے کھانوں پر اتنا مست نظر آتا ہے۔ (ب) بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ میت کے پاس ختموں والے کھانے بعینہ پہنچتے ہیں۔ (۴۹)

جواب:

ملا میرکی نے بے شرمی کے مظاہرہ میں کتاب ''دھماکہ'' والے کو بھی مات دے دی

ہے۔ ملا میرکی نے حسب معمول خیانت کرتے ہوئے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی وصیت کی شق ۱۲ کے الفاظ نقل کرتے ہوئے وہ الفاظ لکھ دیئے ہیں جن میں کھانوں کی تفصیل ہے مگر آخری الفاظ نقل نہیں کیئے اور وصیت کی شق ۱۱ کی پوری عبارت کو شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر گیا ہے۔ دیکھئے شق ۱۱ میں اعلیٰحضرت فرماتے ہیں: ''فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے، صرف فقراء کو دیں اور وہ بھی اعزاز و خاطر داری کے ساتھ نہ جھڑک کر۔ غرض کوئی بات خلاف سنت نہ ہو۔'' (وصایا شریف ص ۱۰)

ملا میرکی نے یہ پوری عبارت نقل نہیں کی اور وصیت کی شق ۱۲ کے یہ الفاظ بھی نقل نہیں کیئے: ''مگر بہ طیب خاطر میرے لکھنے پر مجبور نہ ہو۔'' (وصایا شریف ص ۱۰) تاکہ ملا میرکی ابلیسانہ اعتراض کی گنجائش نکال سکے۔ کیونکہ اعلیٰحضرت کی پوری عبارت تو اس قدر صحیح و درست ہے کہ اس پر کوئی اعتراض کیا ہی نہیں جاسکتا۔ رہا ملا میرکی کا یہ بہتان کہ ''بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ میت کے پاس ختموں والے کھانے بعینہ پہنچتے ہیں۔'' یہ اس کی نری بکواس ہے جس سے اس کی انتہائی کمینگی کا اظہار ہوتا ہے۔ اگر ملا میرکی ''بعد ذالک زنیم'' نہیں ہے تو وہ امام اہل سنت اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی کسی عبارت یا علماء بریلوی کی کسی بھی کتاب میں یہ عقیدہ لکھا ہوا دکھائے، ورنہ صاف اقرار و اعلان کرے کہ یہ بہتان طرازی میرے گندے ذہن کی شیطانی اپج ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ اگر امام اہلسنت، مجدد برحق اعلیٰحضرت شاہ احمد بریلوی علیہ الرحمۃ نے ایصال ثواب کے لئے چند عمدہ کھانوں کے نام لکھ کر صرف فقراء کو اعزاز و اکرام کے ساتھ کھلانے کی وصیت فرمائی ہے تو اس پر لال بجھکو، منہ پھٹ پھکو ملا میرکی کو اعتراض کرنے کا کیا حق پہنچتا ہے؟ کیا غرباء و فقراء کو عمدہ کھانے کھلانا از روئے شرع مطہرہ جائز نہیں؟ مگر دیوبندی دھرم کے پرستار ملا میرکی کو شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے کیا سروکار؟ اسے تو بریلویت دشمنی نے اس قدر راندھا کر رکھا ہے کہ بدبخت احکام خدا اور رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء بھی دکھائی نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ) ''تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو'' نیز فرمایا: وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ''مومن وہ ہیں جو ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں خرچ

کرتے ہیں ادائیگی فرائض کے بعد صدقات نافلہ مثلاً ایصال ثواب گیارھویں شریف، فاتحہ، تیجہ، چالیسواں، وغیرہ میں اپنا مال خرچ کرتے رہیں۔ نیز فرمایا: وَفِی اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (نیکوکار مومنوں کے اموال میں سوال کرنے والوں اور ازروئے حیاء سوال نہ کرنے والے محروم محتاجوں کا بھی حصہ ہے۔" اور سرور دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے: "اللہ تعالیٰ کی نظر میں بہترین طعام وہ ہے جو کسی غریب مسکین کا لقمہ بنے۔" (حدیث) نیز خود رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی آخری وصیت میں فرمایا کہ میرے انصار کا لحاظ وخیال رکھنا، جنہوں نے اسلامی جذبہ کے تحت مہاجرین کی مدد کرتے ہوئے اپنا مال ومتاع خرچ کر ڈالا اور اب وہ مسکین اور غریب ہو چکے ہیں۔" تو ثابت ہوا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنی آخری وصیت میں ایصال ثواب کے لئے غرباء ومساکین اور فقراء مومنین کو عمدہ عمدہ کھانے باعزاز واکرام کھلانے کی ترغیب دے کر احکام خدا اور رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء کی تعمیل کی ہے۔ لیکن باطل پرست ملا میر کی اس پر بھی جل بھن کر کباب ہو رہا ہے اور بیہودہ واہیات اعتراضات کرتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلیّ العظیم. تف ہے اس کی بے حیائی وکمینگی پر! اور صد آفرین! حضرت امام اہلسنت اعلیٰحضرت بریلوی علیہ الرحمہ کی حق پرستی واتباع سنت پر۔ فالحمدللہ علیٰ ذٰلک والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ واھل بیتہٖ وعلماءِ اُمتہٖ وامتہٖ اجمعین.

قاسم نانوتوی بستر مرگ پر پیٹ کی پوجا میں

اب اس کے برعکس پیٹ کے پجاری، زر پرست دیوبندی وہابی ملاؤں کے مرتے وقت کے مطالبات بھی دیکھئے کہ بانی دیوبندیت مولوی محمد قاسم نانوتوی کو بستر مرگ پر، آخری وقت میں بھی اگر کوئی فکر تھی تو صرف اپنے پیٹ پوجا کی اور اگر کوئی خواہش تھی تو فقط کھانے پینے کی۔ چنانچہ اپنے شاگرد سے کہتا ہے۔ "محمود الحسن! کہیں سے ککڑی لاؤ۔" (ارواح ثلاثہ ص ۲۷۱) نیز دیوبندی اشرف علی تھانوی کا بیان ہے کہ: "حضرت مولانا محمد قاسم جب بیمار ہوئے تو ایک روز فرمایا کہ ککڑیوں کو جی چاہتا ہے ان (مولوی عبدالحی) کو خبر

ہوئی تو بڑے اہتمام کے ساتھ لکھنؤ سے ککڑیاں بھیجیں (افاضات یومیہ ص ۵۸۰ ج ۴)

اشرف علی تھانوی مرض الموت میں اہلیہ کے لئے چندہ جاری کرانے کی وصیت کرتا ہے

اور خود مولوی اشرف علی تھانوی کا مرض الموت میں یہ حال تھا کہ اگر کچھ فکر تھی تو اپنے اہل وعیال کے پیٹ پوجا کی اور کوئی خواہش تھی تو فقط اپنی موت کے بعد حصول مال و زر کی۔ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اپنے مرض الموت میں اپنے مریدوں سے کہتا ہے ''اگر تم کچھ نہ کچھ ماہوار چندہ جمع کر کے میری اہلیہ کو پہنچاتے رہو گے تو وہ آرام سے گذارہ کر سکے گی۔ آخر تم پر کیا میرا اتنا بھی حق نہیں ہے۔'' (اشرف السوانح اور تنبیہات وصیت ص ۲۰) بہ بیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

ع فکر ہر کس بہ قدر ہمت اوست

اختتامیہ

الحمدللہ والمنۃ! کہ راقم الحروف فقیر عبدالرحیم سکندری نے بطریق احسن بدلائل قاہرہ وباہرہ، باطل پرست، فتنہ پرور، متعصب دیوبندی وہابی ملا میرکی کے جملہ بے بنیاد الزامات اور مکروفریب پرمبنی اعتراضات نمبروار بالتفصیل رد کر دیئے ہیں۔ ہر منصف مزاج قاری فقیر کے جوابات پڑھ کر وہابیوں کی شریر ذہنیت کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ لوگ حق وصداقت کی مخالفت اور بریلویت دشمنی میں کس قدر اندھے ہو چکے ہیں اور یہ لوگ سیاہ کو سفید اور رات کو دن ثابت کرنے کی خاطر کیونکر ابلیسانہ چالیں چلتے ہیں۔ الغرض فقیر نے ملا میرکی کے مکروہ چہرہ سے نقاب الٹ کر اس کے اصل چہرہ کو واشگاف کر دیا ہے اور یہ واضح کر دیا ہے کہ اہلسنت وجماعت بریلویہ پر ملا میرکی کے لگائے ہوئے تمام الزامات و بہتان سراسر جھوٹے اور قطعاً بے بنیاد ہیں فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

دیوبندیوں، وہابیوں کے فاسد عقائد

ناظرین! اب آپ دیوبندی وہابیہ کے فاسد گمراہ کن وکفریہ عقائد بھی دیکھ لیں:

(۱) ''غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہے، جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔'' (تقویۃ الایمان ص ۲۰) اس عبارت سے واضح ہوا کہ دیوبندی وہابی اللہ تعالیٰ کے علم کو لازم وضروری نہیں جانتے اور معاذ اللہ اس کا جہل ممکن مانتے ہیں کہ غیب کا دریافت کرنا اس کے اختیار میں ہے جب چاہے دریافت کر لے، اور جب چاہے جاہل رہے تو علم الٰہی قدیم نہ ہوا اور یہ کھلا کلمہ کفر ہے۔ ملاحظہ ہو (فتاویٰ عالمگیری ص ۲۶۲ ج ۲) لو قال علم خدائے قدیم نیست یکفر کذافی التتار خانیہ الخ ملخصاً۔

(۲) امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی نے ایضاح الحق مطبع فاروقی دہلی سنہ ۱۲۹۷ ص ۳۵، ۳۶ پر لکھا ہے: ''تنزیہ او تعالیٰ از زمان ومکان وجہت واثبات رؤیۃ بلا جہت ومحاذات (الیٰ قولہ) ہم از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ مے شمار د الخ ملخصاً۔ اس میں صاف تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ کو زمان ومکان وجہت سے پاک جاننا اور اس کا دیدار بلا کیف ماننا بدعت وضلالت ہے۔'' دیوبندیوں کا یہ عقیدہ بھی کفریہ ہے کہ بحر الرائق ص ۱۲۹ ج ۵ اور فتاویٰ عالمگیر ص ۲۵۹ ج ۲ میں ہے: یکفر باثبات المکان للہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے) نیز شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ کلکتہ سنہ ۱۲۴۳ھ ص ۲۵۵ میں فرماتے ہیں: عقیدہ سیزدہم آنکہ حق تعالیٰ را مکان نیست و اورا جہتے از فوق تحت منصور نیست وہمیں است مذہب اہل سنت وجماعت'' ترجمہ: تیرہواں عقیدہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو مکان نہیں ہے اور اس کے لئے کوئی جہت فوق وتحت متصور نہیں ہے اور یہی اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے۔

(۳) دیوبندی وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ اس کا جھوٹ نہ بول سکنا اس کی صفت کمالیہ نہیں ہے۔ تمام وہابیوں اور دیوبندیوں کا پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی یکروزی ص ۴۵ میں لکھتا ہے: ''عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ می شمارند و

اوراجل شانہ باں مدح می کنند برخلاف اخرس و جماد وصفت کمال ہمیں است کہ شخصے قدرت برتکلم بکلام کاذب داردو بناء بررعایت مصلحت و مقتضائے حکمت بتنزہ ازشوب کذب تکلم بکلام کاذب نماید شخص ممدوح میگردد بخلاف کسے کہ لسان اوراماؤف شدہ یا ہرگاہ ارادۂ تکلم بکلام کاذب نماید آواز بند گردد یا کسے دہن اورابند نماید ایں اشخاص نزد عقلاء قابل مدح نیستند بالجملہ عدم تکلم بکلام کاذب ترفعاعن عیب الکذب وتنزہاعن التلوث بہ از صفات مدح است الخ ملخصاً۔'' اس میں صاف اقرار ہے کہ اللہ عزوجل کا جھوٹ بولنا ممتنع بالغیر بلکہ محال عادی بھی نہیں کہ گونگے کا بولنا ہرگز نہ محال بالذات نہ ممتنع الغیر نہ ممتنع عقلی، نہ محال شرعی، صرف محال عادی ہے اور وہ تصریح کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ایسا بھی نہیں جیسے گونگے کا بولنا کہ اللہ تعالیٰ کی تو اس پر مدح کرتے ہیں اور گونگے کی نہیں تو ضرور ہوا کہ کذب الٰہی محال عادی بھی نہ ہو۔ اسماعیل دہلوی کا یہ عقیدہ صریح کفر ہے اور اس میں ایمان و دین وشرائع سب کا ابطال کہ جب خدا پر جھوٹ ہر طرح روا ہے تو اس کی کسی بات پر اطمینان کیا ہے؟

(۴) یہی اسماعیل دہلوی یکروزی ص ۱۴۵ پر مزید لکھتا ہے کہ: ''لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں برملائکہ وانبیاء خارج ازقدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازیدازقدرت ربانی باشد۔'' اس میں صاف صریح ہے کہ جو کچھ آدمی اپنے لئے کرسکتا ہے وہ سب خدائے پاک کی ذات پر بھی روا ہے۔ جس میں کھانا پینا، سونا، پاخانہ، پیشاب کرنا، چلنا، ڈوبنا، مرنا سب کچھ داخل۔ لہٰذا اس قول خبیث کے کفریات حدِ شمار سے خارج۔

(۵) یہی اسماعیل دہلوی اپنے پیر سید احمد کے بارے میں لکھتا ہے: ''ایک دن حضرت حق جل وعلانے آپ کا داہنا ہاتھ خاص اپنے دست قدرت میں پکڑلیا اور کوئی چیز امور قدسیہ سے جو کہ نہایت رفیع اور بدیع تھی، آپ کے سامنے کرکے فرمایا کہ ہم نے تجھے ایسی چیز عنایت کی ہے اور چیزیں بھی عطا کریں گے۔'' (صراط مستقیم ص ۲۸۰)

قارئین! اس نے اپنے پیر کو اس مقام پر پہنچادیا کہ اسی دنیوی زندگی میں ہی اللہ تعالیٰ سے بالمشافہ ملاقات کرادی ہے۔ اللہ جل وعلانے سید احمد رائے بریلوی سے ہاتھ ملایا اور شرف

ہم کلامی بخش کر اسے کلیم اللہ بنادیا۔ حالانکہ یہ صریح کفر ہے، لیکن کسی دیوبندی کو بشمول ملا میر کی۔ اس کفر صریح پر اعتراض کرنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ دیکھئے کہ علامہ قاضی عیاض محدث علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے۔

"مَنِ اعْتَرَفَ بِالُوْهِيَّةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ وَحْدَانِيَّتِهٖ وَلٰكِنَّهٗ اِدَّعٰى لَهٗ وَلَدًا اَوْ صَاحِبَةً فَذَالِكَ كُلُّهٗ كُفْرٌ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَذَالِكَ مَنِ ادَّعٰى مُجَالَسَةَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْعُرُوْجَ اِلَيْهِ وَمُكَالَمَتَهٗ (شفا شریف ص ۲۴۵ ج ثانی) جو اللہ تعالیٰ کی الوہیت و توحید کا تو قائل ہو مگر اس کے لئے جورو یا بچہ ٹھہرائے وہ باجماع مسلمین کافر ہے۔ اسی طرح جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمنشینی، اس تک صعود اس سے باتیں کرنے کا مدعی ہو۔ وہ بھی باجماع مسلمین کافر ہے اور ص ۲۴۷ ج ثانی پر ہے۔ ترجمہ: اسی طرح جو جھوٹا متصوف دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے وحی کرتا ہے اگر چہ وہ نبوت کا مدعی نہ ہو یا یہ کہ وہ آسمان تک چڑھتا ہے، جنت میں جاتا ہے، اس کے پھل کھاتا، حوروں کو گلے لگاتا ہے یہ سب کافر ہیں رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرنے والے ہیں۔"

قارئین! غور فرمائیں کہ حوروں سے معانقہ کے دعویٰ پر تو یہ حکم ہے، خود رب العزت سے ہاتھ ملا کر مصافحہ پر کیا حکم ہوگا؟ شرح عقائد جلالی مطبع مصر ص ۱۰۶ اس مسئلہ کی دلیل میں کہ جو شخص دنیا میں اللہ عزوجل سے کلام کا مدعی ہو، کافر ہے۔ فرمایا: "اَلْمُكَالَمَةُ شَفَاهًا مَنْصَبُ النُّبُوَّةِ بَلْ اَعْلٰى مَرَاتِبِهَا وَفِيْهِ مُخَالَفَةٌ لِمَا هُوَ مِنْ ضَرُوْرِيَّاتِ الدِّيْنِ وَهُوَ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ عَلَيْهِ اَفْضَلُ صَلٰوةِ الْمُصَلِّيْنَ۔ ترجمہ: اللہ عزوجل سے بالمشافہہ کلام منصب نبوت بلکہ اس کے مراتب میں اعلیٰ مرتبہ ہے تو اس کے دعویٰ کرنے میں بعض ضروریات دین یعنی نبی ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے۔"

(۶) ملا میر کی اور تمام دیوبندی وہابیوں کا سرتاج مولوی اسماعیل دہلوی "صراط مستقیم ص ۹۷ پر لکھتا ہے: "نماز میں زنا کے وسوسے سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے۔ کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم

اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔"

مسلمانو! خدارا ان ناپاک وملعون شیطانی باتوں پر غور کرو محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف نماز میں خیال لے جانا ظلمت بالا ظلمت ہے، کسی فاحشہ رنڈی کے تصور اور اس کے ساتھ زنا کا خیال کرنے سے بھی برا ہے نیز اپنے بیل یا گدھے کے تصور میں ہمہ تن ڈوب جانے سے بھی بدرجہا بدتر ہے۔ اس شقی ازلی نے کس جگر سے محمد ﷺ کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب و دشنام کے الفاظ لکھ دیئے اور روزِ آخر اللہ عزیز، غالب قہار کے غضب عظیم وعذاب الیم کا اصلاً اندیشہ نہ کیا۔

مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ ﷺ کو اطلاع نہ ہوئی یا مطلع ہو کر ان سے انہیں ایذا نہ پہنچی؟ ہاں ہاں واللہ واللہ انہیں اطلاع ہوئی، واللہ واللہ انہیں ایذا پہنچی، واللہ واللہ جو انہیں ایذا دے اس پر دنیا و آخرت میں اللہ جبار و قہار کی لعنت اس کے لئے سختی کا عذاب شدت کی عقوبت۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا)

"بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ نے لعنت فرمائی دنیا و آخرت میں اور ان کے لئے بنا رکھا ہے ذلت والا عذاب۔"

(۷) نماز میں دیوبندی، وہابی مولوی اشرف علی تھانوی کا تصور محمود (یعنی تعریف کے لائق نیک کام ہے) مولوی اشرف علی تھانوی کے خلیفہ خاص مولوی عبدالماجد دریابادی نے مولوی اشرف علی تھانوی سے دریافت کیا کہ نماز میں جب تک میں آپ کا تصور کرتا ہوں نماز میں جی لگتا ہے، یہ عمل محمود ہو تو تصویب فرمائی جائے ورنہ آئندہ احتیاط رکھوں گا۔" تھانوی صاحب نے جواب دیا: "محمود ہے جبکہ دوسروں کو اطلاع نہ ہو۔" (حکیم الامت ص ۵۲)

قارئین! غور فرمائیں کہ اولیاء کرام اور سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ کے

بارے میں یہ دیوبندی کس قدر شقی، متعصب اور اپنے مولویوں کے بارے میں کس قدر خوش عقیدہ اور فراخ دل ہیں کہ اولیاء کرام اور حضور ﷺ کا تصور نماز میں آئے تو اس کو بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا اور شرک سمجھتے ہیں، لیکن اشرف علی تھانوی وہابی کا تصور نماز میں محمود، اچھا اور لائق تعریف جانتے ہیں۔

(۸) دیوبندی مولویوں کا تصور دیوبندیوں کے دھرم میں اللہ ہی کا تصور ہے۔ ملاحظہ ہو۔ مولوی اشرف علی تھانوی سے اس کے کسی مرید نے سوال کیا کہ رات دن ہمہ وقت بکثرت آپ کا تصور رہتا ہے۔ اتنا اللہ میاں کا نہیں رہتا مجھ کو اس حالت کے مذموم ہونے کا اندیشہ ہے، ایسی ترکیب ہو کہ اللہ میاں کا تصور بڑھ جائے۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے اس کا یہ جواب دیا: ''اس حالت کا کچھ مضائقہ نہیں جس کا تصور اللہ کے واسطے ہو وہ مثل تصور اللہ ہی کے ہے۔'' (تربیت السالک ص ۵ مطبوعہ امداد المطابع تھانہ بھون)

ملا میر کی جواب دے کہ دیوبندی ملاؤں کا تصور اگر مثل تصور اللہ ہی کے ہے تو محبوب خدا محمد ﷺ کا تصور زنا کے وسوسے، بیوی کی مجامعت اور بیل گدھے کے تصور تمہارے مذہب میں زیادہ برا اور شرک میں کیوں داخل ہو گیا؟ کیا رسول اللہ ﷺ کا تصور اللہ کے واسطے اور مثل تصور اللہ ہی کے نہیں؟ او ملا میر کی! ہمت کر کے کھل کر کہہ دو کہ ہمارے دیوبندی مولوی رسول اللہ ﷺ سے افضل واعلیٰ ہیں۔ اس لئے ان کا تصور مثل تصور اللہ ہی کے ہے اور رسول اللہ ﷺ کا تصور بہت برا اور شرک میں داخل ہے۔

(۹) وہابیوں کا امام اسماعیل دہلوی لکھتا ہے: ''اور یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔'' (تقویۃ الایمان ص ۲۶)

(۱۰) یہی اسماعیل دہلوی لکھتا ہے۔ ''اولیاء، انبیاء، امام زادے، پیر، شہید، یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور بھائی مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۰۲)

(۱۱) نیز اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے: ''انبیاء اور اولیاء کی یا اماموں اور شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں، بلکہ حضرت پیغمبر خدا ﷺ کی جناب میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۵) مزید لکھتا ہے: ''غیب کی

بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر؟" (تقویۃ الایمان ص ۱۹۸)

(۱۲) دیوبندیوں کا حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتا ہے: "اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص ۸)

(۱۳) اور دیوبندی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتا ہے: "غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم ﷺ کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے؟ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم (ﷺ) کی وسعت علم کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔" (براھین قاطعہ ص ۵۵) اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ (ﷺ) کا ان امور میں ملک الموت کے برابر ہو چہ جائیکہ زیادہ۔" (براھین قاطعہ ص ۵۶)

(۱۴) دیوبندیوں کے مفتی اعظم رشید احمد گنگوہی سے سوال کیا گیا کہ: "تبارک اور رجبی اور گیارھویں پیران پیر کی کرنا درست ہے یا نہیں؟" تو اس نے یہ فتویٰ دیا: "الجواب: تبارک اور رجبی بدعت ہیں ان کی کوئی اصل شرع میں نہیں، فاتحہ کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بدعت ضلالت ہے ہرگز نہ کرنا چاہئے۔" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۶)

(۱۵) یہی رشید احمد گنگوہی یہ فتویٰ بھی دیتا ہے کہ: "محرم میں ذکر شہادت حسنین (امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو، یا سبیل لگانا، شربت پلانا، یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۸)

(۱۶) رشید احمد گنگوہی سے سوال کیا گیا کہ "ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں، سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں؟" تو اس نے یہ جواب دیا: "اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۹۸)

(۱۷) اسی دیوبندی وہابی مفتی رشید احمد سے سوال کیا گیا: "ہندو تہوار، ہولی، یا دیوالی

میں اپنے استاد و حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں، ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟" تو یہ جواب دیتا ہے: "درست ہے۔" (فتاویٰ رشیدہ ص ۴۸۸)

(۱۸) اسی رشید احمد سے سوال کیا گیا کہ: "کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین، اس مسئلہ میں کہ سامنے کھانا یا کچھ شیرینی رکھ کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ اور قل ہو اللہ پڑھنا درست ہے یا نہیں کہ جس کو عرف عام میں فاتحہ کہتے ہیں؟" تو اس نے یوں جواب دیا: "جواب صورت مسئولہ کا یہ ہے کہ فاتح مروجہ درست نہیں ہے بلکہ بدعت سیئہ ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۰ ج ۱) نیز فتویٰ دیتا ہے: "اور فاتحہ مروجہ بھی بدعت ہے۔ لہٰذا مشابہت بہ فعل ہنود ہے اور تشبہ غیر قوم کے ساتھ منع ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۹ ج ۱)

(۱۹) نیز اسی مفتی رشید احمد گنگوہی دیوبندی وہابی سے سوال کیا گیا کہ: "کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس صورت میں کی فی زمانہ رواج ہے کہ جب کوئی مر جاتا ہے تو اس کے عزیز و اقارب اس روز یا دوسرے روز یا تیسرے روز یا اور کسی روز جمع ہو کر مسجد میں یا اور کسی مکان میں قرآن شریف اور کلمہ طیبہ اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر بلا تعین شمار ثواب اس پڑھے ہوئے کا متوفی کو بخشتے ہیں اور چنے وغیرہ تقسیم کرتے ہیں تو اس طرح پر جمع ہونا اور قرآن وغیرہ پڑھنا اور پڑھوانا درست ہے یا نہیں؟" اس کے جواب میں یوں فتویٰ دیتا ہے:"

الجواب:

صورت مسئولہ کا یہ ہے کہ مجتمع ہونا عزیز و اقارب وغیرھم کا واسطے پڑھنے قرآن مجید کے یا کلمہ طیب کے جمع ہو کر روز وفات میت کے یا دوسرے روز یا تیسرے روز بدعت و مکروہ ہے۔ شرع شریف میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ)

قارئین! غور فرمائیں کہ فاتحہ مروجہ کے خلاف دو ہتھیار استعمال کئے گئے ہیں۔ اس لئے کہ مسلمانان اہل سنت و جماعت کرتے ہیں۔ اول، رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اس مخصوص طریقہ سے نہ تھا۔ دوم، خلفائے راشدین بلکہ قرونِ ثلاثہ (صحابہ، تابعین اور تبع تابعین) کے زمانہ میں نہ تھا۔

ان دونوں باتوں کو ذہن میں رکھ کر دیوبندی وہابیوں کے مندرجہ ذیل فتویٰ کو دیکھیں:

سوال: کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرونِ ثلاثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں؟

الجواب: قرونِ ثلاثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی، مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔ اس کی اصل شرع سے ثابت ہے، بدعت نہیں (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۱۰۲)

اب معاملہ چونکہ اپنے گھر کا تھا، اس لئے ان کے یہ دونوں ہتھیار کند ہو کر رہ گئے۔ بات یہ ہے کہ دیوبندی مولویوں نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا کہ جو کوئی ان کے پاس کسی مصیبت کے وقت دعا کرانے آتا یہ کہتے کہ پندرہ روپے معاوضہ ادا کرو تو بخاری شریف کا ختم کرا کر تمہارے لئے دعا کریں۔ اس زمانے میں پندرہ روپے کی اس موجودہ زمانہ کے دو ہزار دو پیہ سے بھی زیادہ قدر و قیمت تھی۔ وہ مصیبت کا مارا مجبوراً پندرہ روپے نقد ادا کر دیتا تو مدرسہ دیوبند کے استاد و شاگرد مل کر بخاری شریف پڑھتے تھے۔ لہٰذا اگر اسی مسئلہ میں بھی مفتی رشید احمد گنگوہی اور ان کے دیگر وہابی مولوی انہی ہتھیاروں سے کام لیتے تو اپنے مالی مفاد سے محروم ہوتے تھے اور مفت کی آمدنی بند ہوتی تھی، اس لئے اب اس بات کی کچھ فکر نہ کی گئی کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ختم بخاری کا طریقہ نہ تھا۔ خلفاء راشدین بلکہ قرون ثلاثہ کے زمانے میں بھی نہ تھا بلکہ قرون ثلاثہ میں جو مشہود لہا بالخیر ہیں بخاری تالیف بھی نہیں ہوئی مگر ان تمام باتوں کے باوجود "اس کا ختم درست ہے" بس وہی بات کہ موم کی ناک ہے جدھر کو چاہا موڑ لی اور لطف کی بات دیکھئے کہ یہاں جواز کے لئے یہ دلیل پیش کر دی گئی کہ "ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔" اس کی اصل شرع سے ثابت ہے لہٰذا بدعت نہیں۔

ع بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

کوئی ان مفاد پرست دیوبندیوں سے پوچھے کہ آیا بخاری شریف جس کا قرونِ

ثلاثہ میں وجود ہی نہ تھا، اس کا ختم کرنا ذکر خیر ہے تو کیا ''قرآن مجید'' جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں موجود تھا۔ قرون ثلاثہ میں مکمل طور پر مرتب و مدون ہو چکا تھا، اس کا ختم ''ذکر خیر'' کیوں نہیں؟ اگر ختم بخاری کے بعد دعا قبول ہوتی ہے تو ختم قرآن کے بعد دعا کس لئے قبول نہیں ہوتی؟ اگر بخاری کے بعد دعا مانگنے کی اصل شرع سے ثابت ہے تو ختم القرآن کے بعد دعا مانگنے کی اصل شرع سے کیوں ثابت نہیں؟ اگر ختم بخاری بدعت نہیں تو قرآن کو بدعت کیوں کہتے ہو؟ حدیث نبوی کی کتاب کا ختم جائز ہے تو کلام اللہ کا ختم کیوں ناجائز ہے؟

قارئین! ان کے فتاویٰ کو دیکھیں، ان کے عمل کو پرکھیں، ان کے قول و عمل کے تضادات پر غور کریں اور پھر دیانت داری سے بتائیں کہ ان کے اس گورکھ دھندے کا کچھ سر پیر ہے؟ فقیر نے دیوبندی وہابیہ کی کتابوں سے مع حوالہ پوری عبارتیں نقل کر کے بطور مشتے نمونہ از خروارے ان کی چند کفریہ عبارتوں، عقائد فاسدہ، فتاویٰ باطلہ اور مفاد پرستی پر مبنی ان کی قلابازیوں اور شعبدہ بازیوں کی نشاندہی کی ہے۔ ورنہ ان کی خرافات، ہفوات اور بے اصولیوں کا ذخیرہ اس قدر وسیع و عریض ہے کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا۔ تاہم جتنا کچھ فقیر نے لکھ دیا، وہ بھی منصف مزاج، حق کے متلاشی، غیر جانبدار کے لئے کافی سے زائد ہے مگر انصاف شرط ہے۔

ملا میرکی نے اپنی کتاب کے آخر میں بعنوان ''مسلمانوں سے سوال'' اہلسنت و جماعت پر مزید چند بے بنیاد، من گھڑت الزامات تراشتے ہوئے لکھا ہے:

''تو پھر ایسے شرکیہ عقائد رکھنے والوں اور انبیاء و اولیاء کرام کے گستاخوں کو ان کی ظاہری مولویانہ شکل کو دیکھ کر صحیح مسلمان کہا جا سکتا ہے؟'' (ص ۵۳)

مسلمانوں کی طرف سے جواب

مشرکانہ عقائد رکھنے والوں اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے گستاخوں کو ہرگز صحیح مسلمان نہیں کہا جا سکتا۔ خواہ وہ کسی بھی شکل و صورت میں ہوں۔ بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کی شکل و صورت میں ہوں خواہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی شکل و صورت

میں۔ مولوی اشرف علی تھانوی کی شکل وصورت میں ہوں یا مولوی محمود الحسن کی شکل وصورت میں۔ خلیل احمد انبیٹھوی کی شکل وصورت میں ہوں یا ملا میر کی کی شکل وصورت میں۔ گستاخ ملا کسی بھی شکل وصورت میں ہوں، انہیں ہر گز صحیح مسلمان نہیں کہا جاسکتا۔ ان کی ظاہری مومنانہ صورتیں، ان کے نمائشی جبے، قبے، عمامے اور ان کی تمام ریا کارانہ عبادتیں نامقبول اور مردود ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے:

یٰآَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ)

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو، اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی و بے ادبی تو کفر صریح ہے، لیکن اللہ عزوجل کو اپنے محبوب ﷺ کی شان میں صورتِ گستاخی و بے ادبی تک گوارا نہیں، اس کے مرتکب کی سب نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ اس کی تمام عبادتیں رد کر دی جاتی ہیں۔ چہ جائیکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاتم النبیین ہونے کا انکار کر دیا جائے، ان کو اپنے جیسا ٹھہرایا جائے، ان کو بڑا بھائی قرار دیا جائے۔ ان کے علم کو بچوں، پاگلوں، اور سب جانوروں، چوپاؤں کے علم کے مشابہ کہا جائے۔ ملک الموت اور شیطان کا علم حضور ﷺ سے زیادہ بتایا جائے۔ ان کے ذکر میلاد شریف کا بت پرست ہندوؤں کے اوتار، کرشن کنہیا کا سوانگ جنم دن کہہ کر مذاق اڑایا جائے، انبیاء، اولیاء اماموں، شہیدوں کو ذرہ ناچیز سے بھی کم تر، ناکارہ وذلیل سمجھا جائے، چوہڑوں (بھنگیوں) اور چماروں وغیرہ سے بھی زیادہ ذلیل لکھا جائے۔ کیا ایسی کفریہ عبارتیں لکھنے والے اور شان رسالت میں توہین و گستاخیاں کرنے والے اور تمام محبوبان خدا کی تذلیل کرنے والے اور قرآن وحدیث کی تردید کرنے والے، ملا ملوانٹے صحیح مسلمان تو کجا، مسلمان بھی کہلا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں، کسی بھی صورت میں نہیں۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ ان گندم نما جو فروشوں سے دور رہیں ان سے میل میلاپ نہ رکھیں۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "ایاکم و ایاھم" تم بے دینوں سے

دور رہو اور ان کو اپنے نزدیک نہ آنے دو تا کہ نہ وہ تمہیں گمراہ کریں اور نہ تمہیں فتنہ میں ڈالیں۔" یعنی اگر تم نے ان سے احتیاط نہ کی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کر کے جہنم کا ایندھن بنا دیں:

عارف باللہ مولانا رومی نصیحت فرماتے ہیں کہ:

دور شو از اختلاط یار بد　　یار بد بدتر بود از مارِ بد
مارِ بد برتن زند جانت برد　　یارِ بد ہم جان و ایمانت برد

ایک وضاحت

ملا میرکی نے مسلمانوں کو بہکانے کی خاطر آخری حربہ کے طور پر یہ ابلیسانہ چال چلی ہے کہ اس نے اپنی کتاب کے آخر میں "یہ ضرور پڑھیے" لکھ کر حضرت قبلہ پیر سائیں پاگارا مدظلہ العالی کی طبع کرائی ہوئی "تفسیر کوثر شاہ مردان" سے دو اقتباس نقل کئے ہیں۔ پہلا اقتباس نامکمل لکھ کر اس نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ پیروں، فقیروں اور اولیاء کے مزارات پر جا کر دعا مانگنا شرک ہے اور حضرت پیر صاحب پاگارا کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ ایسے مشرکین کی نماز وغیرہ بھی نامقبول ہے۔ حالانکہ "تفسیر کوثر" کی عبارت مع سیاق و سباق غور کے ساتھ پڑھی جائے تو اس سے یہ مذکورہ مطلب ہرگز نہیں نکلتا۔ تفسیر کوثر کی عبارت یہ ہے:

> "جو لوگ اپنی گردنوں میں کپڑے حمائل کر کے قبروں کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے مطلب قبروں سے مانگتے ہیں اور مشکلات آسان کرانا چاہتے ہیں وہ "اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ" (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) کے الفاظ کہنے میں جھوٹے کہے جائیں گے۔"

یہ بات بالکل درست ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے قطع نظر کر کے قبروں کو ہی سب کچھ سمجھے گا اور قبروں سے ہی سب کچھ مانگے گا تو وہ واقعی جھوٹا ہے۔ تاہم اس عبارت سے یہ مطلب نکالنا کہ پیروں، فقیروں، اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضر ہونا اور اللہ تعالیٰ سے بوسیلہ اولیاء دعا مانگنا شرک ہے۔ صریحاً بے حیائی اور بددیانتی ہے۔ کیونکہ تفسیر کوثر کی عبارت میں

اس کی ممانعت نہیں کی گئی ہے اور اگر مذکورہ عبارت کے اول میں جو کچھ تحریر ہے اس کو پیش نظر رکھا جائے تو اس کی روشنی میں ملا میر کی اینڈ کمپنی والے بھی شرک سے نہیں بچتے۔ بلکہ سب سے بڑے مشرک ٹھہرتے ہیں۔ کیونکہ اس میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ "صالح بندوں کے نزدیک جیسے کہ کسی دوسرے سے پانی مانگنا بھی استعانت میں داخل ہے............اللہ تعالیٰ کے سوا استعانت چاہنا محض خطا، جھوٹ اور غضب الٰہی ہے۔" (تفسیر کوثر شاہ مرداں جلد اول ص۲)

تو پھر یہ توحید کے علمبردار اور موحد کہلانے والے جو مالداروں، وڈیروں، چودھریوں کے دروازوں پر جا کر چندہ کی بھیک مانگتے اور مالی استعانت کی اپیلیں کرتے پھرتے ہیں، تفسیر کوثر کے فتویٰ کے بموجب محض خطا کار، جھوٹے اور غضب الٰہی میں گرفتار مشرک ٹھہرتے ہیں یا نہیں؟ اور دوسرے یہ کہ پیروں، فقیروں، اولیاء کے مزارات پر حاضری کو شرک کہنے والے ملا میر کی کو دیوبندی مذہب کے مشہور و معروف ان مولویوں پر بھی شرک کا فتویٰ لگانا چاہیئے جنہوں نے دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ منعقدہ ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۸۰ء کے دوران نہ صرف یہ کہ پیروں، فقیروں، اولیاء کے مزارات پر حاضری دی تھی بلکہ انہوں نے تو بت پرست ہندوؤں کے "مہاتما گاندھی" کی سمادھی پر یاترا کرنے کا شرف حاصل کرنے والے دیوبندی مولویوں میں سندھ کے دو مشہور معروف دیوبندی وہابی مولوی "مولوی محمد شاہ امروٹی" اور "مولوی عبدالکریم لغاری مسن کلاں" کے نام قابل ذکر ہیں۔

چنانچہ خود مولوی عبدالکریم لغاری لکھتا ہے:

> "راج گھاٹ کی طرف روانگی" اس کے بعد ہماری گشتی گاڑی راج گھاٹ کو روانہ ہوئی جہاں آزادی ہند کے ہیرو مہاتما گاندھی کی سمادھی ہے، اس فقیر منش کی سمادھی کی تعمیرات کے عین وسط میں چمکیلے سیاہ پتھر کا تقریباً بیس پچیس فٹ کا ایک چبوترا ہے، سامنے جلی حروف میں "ھے رام" لکھا ہوا ہے۔" (سک جو سفر ص ۱۷۹)

بمصداق اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔ ملا میر کی کے مرشدوں نے مہاتما گاندھی کی سمادھی کی یاترا کر کے اپنی نام نہاد توحید پرستی کا بیڑا ہی غرق کر ڈالا۔ ملا میر کی

اس پر کس لئے چپ سادھے ہوئے ہے؟ ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم!!!

ملا میر کی نے مغالطہ دینے کی خاطر تفسیر کوثر سے دوسرا حوالہ بھی پیش کیا ہے حالانکہ اس عبارت میں شیطان لعین کی اس بات کا ذکر ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی تھی کہ یا اللہ! تو مجھے اپنی بارگاہ سے مردود تو کر رہا ہے لیکن میں بھی کوشش کر کے انسانوں میں سے اپنے ہمراہی بناؤں گا اور اپنے جیسے مردود کردوں گا کہ ان سے جانوروں کے کان چروا کر بتوں کی طرح پیروں کی نذر اور بھینٹ چڑھواؤں گا۔(ص ۲۸۶ جلد اول)

یہ بات بھی بالکل صحیح و درست ہے کہ اگر کوئی شخص بتوں کی طرح پیروں کی نذر اور بھینٹ چڑھائے گا تو بے شک وہ شیطان کی طرح مردود ہو جائے گا۔لیکن اس سے اولیاء اللہ کو ایصال ثواب کے لئے نامزد جانوروں یا شرعی نذر معین کے چوپاؤں کو بتوں کی نذر و بھینٹ کئے جانے والے جانوروں چوپاؤں کے مانند سمجھنا انتہائی جہالت اور نادانی ہے۔اس لئے کہ مشرکین اپنے بتوں کو معبود جانتے ہیں اور بتوں کی عبادت اور تقریب کی نیت سے بتوں کا نام لے کر بتوں کی نذر کرتے اور بھینٹ چڑھاتے ہیں۔لیکن اس کے برعکس کوئی جاہل سے جاہل تر مسلمان بھی نہ تو پیروں، فقیروں، کو معبود جانتا ہے نہ ان کی عبادت کی نیت سے جانور نامزد کرتا ہے اور نہ ہی ان کا نام لے کر ذبح ہی کرتا ہے۔ان دونوں صورتوں میں کوئی مماثلت ہی نہیں ہے۔اگر کوڑھ مغز ملا میر کی ان مذکورہ دونوں صورتوں میں فرق و امتیاز کو نہیں سمجھتا تو اس کے علم و دانش کے فقدان اور یہ اس کے دماغ کی خرابی کی دلیل ہے۔اسے کسی پاگل خانے جا کر اپنے دماغ کا علاج کرانا چاہئے یا کم از کم اپنے ہم مسلک دیوبندی وہابی مولوی عبدالحمید سند یافتہ جامعہ عربیہ دارالھدیٰ ٹھیڑی کے مندرجہ ذیل فتویٰ کو ہی ذرا ہوش میں آکر پڑھ لینا چاہئے۔اس نے بالوضاحت لکھا ہے کہ:

مسئلہ:

ذبح کے وقت غیر خدا کا نام نہ لیا جائے باقی ذبح سے پہلے یا بعد چاہے کسی دوسرے کا نام لے لیا جائے جیسا کہ قربانی کے وقت حضرت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا نام دعا میں لیا جایا کرتا ہے یا عقیقہ میں بچے کا نام لیا جاتا ہے،اس میں کوئی حرج نہیں ہے مگر وہابیوں کے عقیدہ کے موجب ذبح سے پہلے

یا بعد غیر خدا کا نام لینے سے بھی جانور حرام ہوا تو اس طرح کی بہت سی اشیاء حرام ہو جائیں گی۔ جیسے کوئی آدمی کہے کہ میں یہ جانور فلاں دن ذبح کر کے مرشد کا ختم دلاؤں گا تو وہ جانور حرام یا یہ جانور فلاں بچے کے عقیقہ کے لئے یا بیٹے کی شادی پر ذبح کروں گا تو وہ بھی حرام یا یہ جانور فلاں بزرگ یا دوست کی مہمانی پر ذبح کروں گا۔ تو وہ بھی حرام۔ وہابیوں کا یہ قول غلط اور باطل ہے۔ (تحفۃ الفقیہ ص ۵۹ ج ۷)

ثابت ہوا کہ تفسیر کوثر کے دونوں حوالے اپنے مفہوم کے لحاظ سے بالکل درست ہیں۔ ملا میر کی نے خواہ مخواہ غلط تاثر دینے کی مذموم کوشش کی ہے۔

یہ بھی ضرور پڑھیے

حضرت پیر سائیں پاگارا مدظلہ العالی کی طبع کرائی ہوئی تفسیر کوثر شاہ مردان میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ:

قرآن کریم کو (بغیر وضو کئے) ہاتھ لگانا امام اعظم کے نزدیک ہرگز نادرست ہے اور دوسروں کے نزدیک اختلاف ہے، تاہم وضو سے بھی وہی ہاتھ لگائے جس کا عقیدہ صاف قرآن وحدیث کے موافق ہو (مگر جس کا عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے) جیسا کہ رافضی اور خارجی معتزلہ اور وہابی تو ان کو وضو سے بھی ہاتھ لگانا نادرست ہے۔ (ص ۱۶۵۱ جلد ۵)

دیکھ لیجئے اس ارشاد کے بموجب بھی نجدی وہابی اس قدر پلید ہیں کہ انہیں باوضو بھی قرآن پاک کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں ہے۔

ع   ہزار بار بشو خوک را نہ گردد پاک

وما علینا اِلّاالبلاغ المبین و آخر دعوانا اَنِ الحمد لِلّٰہِ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین.